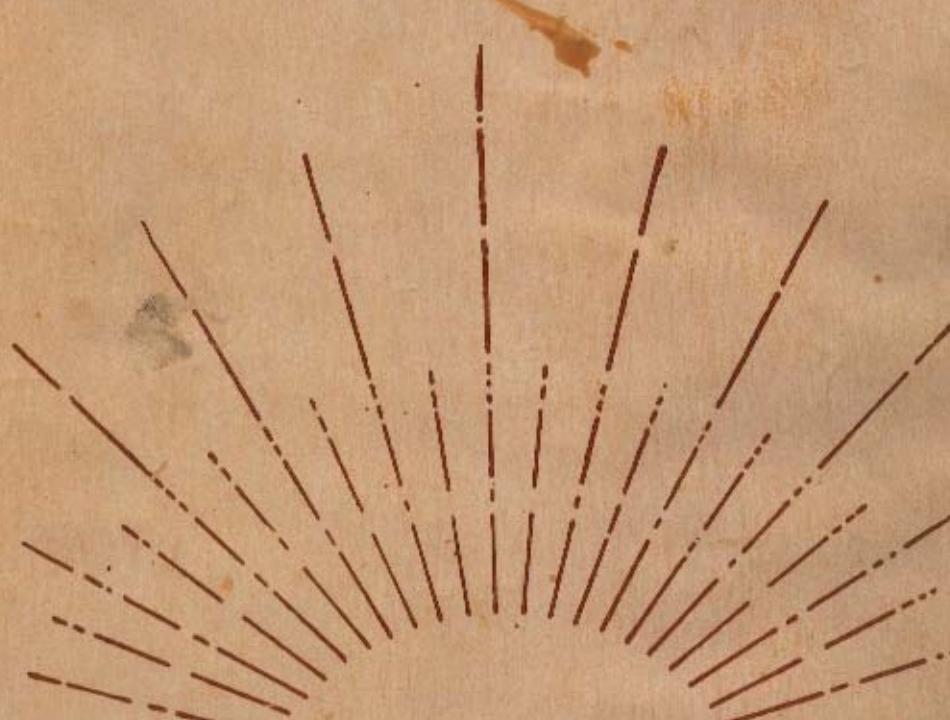


کم

مہنامہ بخشی دیوبند



Islamie News Paper Agency.
CLOTH BAZAR, RAICHUR.
(C. RLY.)

ایڈٹر - عاصم عثمانی (ناضل دیوبند)

8 As.

عمرد کتابیں

کتابیں ندی امام جباری کی الادب المفتر کا اردو ترجمہ۔ بہترین اغراقی تعلیمات میں شامل احادیث کا مفید قرین جو حضرت جس کے جامیع امام جباری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔

سنن داری شریف [حدیث کی مشہور کتاب کا اردو ترجمہ جو ۱۹۷۳ حدیثوں پر مشتمل ہے۔ ہر یہ جلد آٹھ روپے۔]

مسنون امام احمد [مع ترجمہ و فوائد] امام ابوحنیفہ کا ترجمہ حجوج حسن میں مولانا عبد الرزق نعماں کا بہترین حلوات افراد مقدمہ بھی ہے۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔

صحابت [ان برگزیدہ خاتمین کے حوالات مخصوص سنے دیکھا تھا۔ قیمت مجلہ آٹھ روپے۔]

سفیہۃ الا ولیا [دارالشکوہ کی تائیف جیں مولانا اللہ] صاحب بیرونی، اولیاء، ازویج النبی، اور اسلام کی مشہور زیک خواتین کے حوالات ہیں۔ یونیورسٹی کی انتکاف

النکشف [مولانا اشرف علی تھانوی کی اس کتاب کی پرواہ نام المکشف عن مهمات الظہوفت ہے۔

تصوف اور اس کی جزئیات پر بڑی میسونٹ کتاب ہے مشکل سوال اور دقیق نکات کی توضیح دہیں، علوم و معارف کا

گنجینہ، تازہ بہترین ایڈیشن۔ مجلہ دس روپے بارہ آنسے۔

ایسٹری حقيقة [اور مورخ اسلام مولانا اکبر شاہ جیبی کی سیرۃ الانوار تالیف] مزدرا اور

مغربی مورخین مسلم فاتحین پر جو متعصبات الرايات لگائے رہے ہیں ان کے محققانہ مدلل اور مذکار شکن جو ایات بھی

کتاب ہے۔ قیمت مجلہ بارہ روپے۔

مسلم شریف مع ترجمہ و شرح [مشہد ہر کو احادیث صحیح کی مشہور کتاب کے شریف کا اردو ترجمہ اور ساختہ ہی امام نووی کی شہزادہ افاق شرح کا بھی ترجمہ ایگا ہے۔ عربی متن بھی ساختہ ہے۔ چھ جلدوں میں مکمل۔ جلد کا پڑیا اڑتا ہیں روپے۔ کوئی جلد الگ نہیں سکے گی۔]

امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی [تاذی کہہ رہا ہے کہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔ ذہانت و ذکالت کے محضے حضرت امام عظیم کی سیاسی زندگی کے حالات مولانا مناظر حسن گیلانی کے گورنر ٹائم سے پانچوں سے زائد صفحات۔ قیمت جلد بارہ روپے۔]

عظم تاریخ اسلام [تین ٹھیک جلدوں میں مکمل مشہور زمانہ تاریخ تعارف کی محتاج نہیں۔ پاکستان میں عمده کا غذ اور روشن طباعت و کتابت کے ساختہ جیسی ہے۔]

قیمت فی سیٹ مکمل و جلد چھیس روپے۔

امام ابن تیمیہ [فضل العلماء مولانا محمد يوسف کوئی عیسیٰ کی معجزہ الاراء کتاب۔ امام العارفین

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے علم و فضل، عزیمت و حیمت اور مجدد اذکار ناموں کی سیرہ حاصل تذکرہ جپر ایج رسٹر کے جلیں تھے۔

ہدایہ۔ قیمت مجلہ دس روپے۔ مجلہ اٹھی لگارہ روپے۔

ذکرہ وجہ الف ثانی [امام ربانی حضرت محمد الف ثانی

صلح مقالات کا بیش بہا جو گود۔ اس کتاب کا نظر پر صداقتی لازم تاریخ کے ایک اہم یاب سے نادا اقتدرہ میں ہے۔

جو بہت بڑی حسر وی ہے۔

قیمت مجلہ چار روپے۔

اعظمی۔ دو روپے دس آنے ہمارا شہنشاہی۔ دو روپے دس آنے تاریخ قرآن۔ دو روپے

مرکاتیرنے نہیں ابولا اعلیٰ مودودی امین حسن
اصلاحی میان طیصل احمد جل ہے۔

لکھ ہوئے ان تینوں حضرات کے سبق آموز خطوط دوڑ پہنچے۔
تحریک اسلامی اپنے لڑی بھر کے آئندہ میں مشہور صاحب
قلم اسعد نجیابی کی دلچسپ ترتیب کے
ساتھ قیمت ڈیٹری ڈرائیور ہے۔

اسلام کا فلسفہ تاریخ تاریخ کے چیزیات اور مادتی
فسدفون کی تشریح و توجیح
ان کی تکری اغزشیوں کی نشاندہی اور اسلامی فلسفہ کے
ساتھ ان کا تقابل قیمت مجلد یونیورسٹی روپیہ۔

معروف و منکر از عجم صدیقی سیاست و حاکمیت کے
تعالیٰ سے دین و داش کی حقنگوں پذیر و
تسیع قیمت مجلد تین روپیہ۔

منہاج العابدین اب کی پوری زندگی کی تعلیمات و
ارشادات کا خلاصہ اور فتنہ وقوف کا پختہ۔ مجلد چھ روپیہ۔
قرآن اور حدیث مُنکرین جہدیت کی تشقیق
میں مولانا ابوالا علی مودودی کی
ایک لا جواب کتاب قیمت ایک روپیہ۔

سنت رسول حدیث و سنت کے موضوع پر مصر
مشہور صنف "مصنفوں السیاقی" کی تادہ تالیف جس کا مطالعہ انکار حدیث کے اس درمیں
بے حد افادیت کا حامل ہے۔ تعارف مولانا سعود عالم
جیسے حقن کا تحریر فرمودہ ہے۔ قیمت سو اور روپیہ۔

آیات نیتیات تالیف نواب حسن الملک محمد
بہری علی خان صاحب۔

اہل تشیع کے بطریق حقلہ میں وہ معزک الاراء اور مشہور
کتاب جس کا صحیح جواب اجتنک شیعہ حضرات نذر سے
جسیں خود شیعہ نہیں کی تدبیر و رائے علماء کے حوالوں سے
صحابہ کے فضائل اور خلافت راشدہ کو ثابت کیا گیا ہے اور
شیعہ نہیں کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔ مجلد چار روپیے۔

فاروق اعظم کے ستری خطوط بھی یہ کتبہ کی پڑھو تو
کیا اس نام کے بعد

بالتاز جاتی ہے کہ یہ بیش بہتر کتاب آپ کے مطالعہ کی بہترین
پڑھی ہے۔ بڑی نقطیع کے ۲۷ صفحات، نفس طباعت، خطوط
کی تعداد ۲۵۷ مجلد یار ڈپے۔ مجلد اعلیٰ چڑھہ روپیے۔

مسلمان عورت تصنیف المرعاۃ الحسلمه کا اور دو
ترجمہ۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے علم ہے۔ مقدمہ بھی مولانا
آزاد ہی کا ہے۔ قیمت مجلد چار روپیے۔

عثمان۔ صرف تاریخ کی رسمی میں مصر کے شہروں نقاد
طہر حسین کی شہور کتاب کا اردو ترجمہ مولانا عبد الجبار عثمانی
کے قلم سے۔ قیمت چھ روپیے۔

اسلامی فقہ زبانِ حاضر کی میں و تسلیفات زبان میں لکھی
شائز و زہ اور صدر تر نظر وغیرہ کے مجلد ضروری مسائل پر
مشتمل ہے۔ قیمت دو روپیے سات اونٹ۔ حصہ اول ہمارت
زکوہ و حج کے مسائل کو حادی ہے۔ ایک روپیہ پانچ اونٹ۔
 حصہ سوم جس میں معاملات کو لیا گیا ہے۔ چار روپیے حضرت جام
چومعاشرت کے اصول و فرعیں پر مشتمل ہے ساڑھے تین روپیے
چاروں حصوں کا مکمل سیٹ ایک سانچہ طلب کرنے پر
سارٹ صد دس روپیے۔

فتقرہ انکار حدیث کا منظر و منظر اہل قرآن کی تردید
میں بے نظر کتاب تکمیل تین جلد ساڑھے تیرہ روپیے۔

(ذیسری کو چھوڑ کر صرف جلد اول و دوم بھی طلب فی مائلہ
میں جن کی قیمت سارٹ سے چھوڑ پہنچے ہے) تہجا جلد اول نہیں
بھی جا سکتی۔

تدبریت قرآن مولانا امین احسن اصلاحی کی مشہور
معروف کتاب۔ ہم قرآن کی راہ
دکھانے والی۔ قیمت مجلد سو ایک روپیے۔

ہر انگریزی ٹھینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے

دیوبند

سالانہ قیمت چھ روپے۔ فی پرچہ ۵ نئے پیسے

عیر ملک سے سالانہ قیمت ۵ اشناگ
اشناگ جلد شماڑہ

ماہنامہ

بشكل پوشل آرڈر

فہرست مصنایں مطابق ماہ جنوری ۱۹۷۴ء

۶	عامر عثمانی	آغاز سخن
۸	ڈاکٹر زبید احمد	خلافت و صحابیت
۲۹	صلۃ ابن العسر مکی	مسیح سے مخالفت تک
۳۵	عامر عثمانی	تجھی کی ڈاک
۳۳	مولانا تمدن عادی	دین اور دنیا کی فلاج
۵۱	عامر عثمانی	کھرے کھوٹے

اگر اس دائرہ میں شرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر چھ پر آپ کی خریداری
ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت ٹھیک بھیجنی یا وہی لی کی اجازت ہیں
اگر آئت۔ وہ خریداری جاری نہ رکھنی ہوتی بھی اطلاع دیں، خاموشی کی صورت میں اگلا پرچہ یہی پی سے
بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ روپی پی چھ روپے بالستھنے پسے کا ہوگا، منی آرڈر
بھیج کر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔
پاکستانی حضراء ہمارے پاکستانی پتہ پرچہ، میکل پتہ ہمیں بھی یہ سالہ جاری ہو جاتے گا۔

تزریقیں زر اور خط و کتابت کا پتہ۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲ مینا بازار
پاکستان کا پتہ۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲ مینا بازار
دفتر بھائی دیوبند صیلح سہاڑہ پتوہ (روپی)
پیر اہنی خوش کالوں کراچی (کراچی ریاستان)

عاصمہ عثمانی پر نظریہ شرمنے کوہ نورا پریس دہلی سے چھپو اکارپنے دفتر بھائی دیوبند سے شائع کیا۔

اعتنی

روزیٹ ہوا ہے تو کوئی مصائق نہیں۔ پہلے بھی آب اس طرح کی تاخیروں کو معاف کرنے رہے ہیں اب کی بھی ضرور معاف کریں گے۔ اسی ارادوں کی گھر و دی کے پیشی نظر آئندہ کے لئے ہم فی الوقت کسی بھی پر و گرام کا اعلان نہیں کرتے۔ بہر، اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ اوقات پر کمزولتی سمجھ کریں گے اور جس وقت بھی جو نہرین آئے گا انکا اعلان نہیں گے۔

خیال تھا کہ ڈاک نہر نکال کر ہم جمع شدہ استفساراً کے بعد بھت سے عذر ہی آ ہو جائیں گے۔ لیکن ثابت ہوا ہے خیال خام تھا۔ انبار لقریباؤں کا تو ہے اور بار بار مذکور ہیں کرنے کے بعد اب مذکور کرنے بھی جواب آتے لگا ہے۔ حکم ہو سکا تو جلد ہی پھر ایک ڈاک نہر کا لڈائی مکریہ وقارہ نہیں ہے مخصوصیزادہ ہے تصریح کی کہاں اگر ایک سلسلہ بھی ہوئی ہے پھر کہاں ہے کہ مکمل طالع کے بعد ہی تبصرہ کرنا چاہتے اور تبصرہ بھی سیر جعل ہونکے قبل اور طاری ان۔ گھر تبصرہ طلب کتب درستیں کا ڈھیر پکار کر کہہ رہا ہے کہ درق الٹو اور رسی ساتھ سے اڑادد تبصرہ خواہ دستون۔ کے خطوط بھی اسی کے مقاضی ہیں کہ جلد ہی کی جاتے۔ اب کہی ہمیں بتائے کہ کیا کریں۔ کہ تیں پڑھنے کا کافی وقت ملتا تو کچھ کہنا سننا نہیں تھا۔ نہیں ملتا اس لئے ایسی تکشیں ہیں۔ ناظرین پسند کریں تو ہم بھی اکثر اور جریدوں کی طرح کتابیں اُن الف پیٹ کر چلنا اس تبصرہ کر دیا کریں۔ اس بارے میں قاتیں کی راستے عالیہ کا انتظار لیا جائے گا۔

اسنی خزانہ کی ضعیفہ انسانی کا کیا ٹھکانا ہم نے اعلان کیا تھا کہ ڈاک نہر کے بعد تبصرہ نہر نکالیں گے، لیکن نہر کی وجہ سے یہ معمولی شمارہ آپ کے باہم ہے پر تو اللہ جل شانہ دم تم نوازہ کا فضل دا حسان ہے کہ بھلی کے ہمیں شاروں کو بھی اس کے جمیں غیر معمولی ہی وقعت دیتے ہیں اور اس کا لئے منعینہ وقت سے پھر خوب ہو جانا ان کے اندر آتا ہے اور بیزاری کے عومن طلب و اشتیاق کے اضافہ کا موجب ہوتا ہے، لیکن اس سے ہماری بھاری و نارسانی کا عنصر چیزاں نہیں ہوتا۔ والد رحمۃ اللہ علیہ شی رحلت کے بعد سے ملن کے بعض متولیین برابر غازر کو خطوط لکھ رہے تھے کہ چند روز کے لئے آجائے تاکہ تھاری زبان سے کچھ سن لیں۔ ماہر اپنی صور و قیتوں کے باوجود ان کی پڑا خلافی عوت کو فکر انہیں ملتا تھا اور جو اب دے رہا تھا کہ وقت نکال کر حاضری کی کوشش کرے گا۔ آخر کار کئی ماہ بعد پھر پہلے ہی نے اس وعدے کا ایفا کیا گیا اور ۲۰ روسمبر کو اس ارادے سے ماہ میں سفر ہوا کہ پانچ چھپہ یوم میں واپسی ہو جائے گی، لیکن مشہور بات ہے کہ حانا اسے اختیار میں ہے لیکن تو مٹنا میزبان کے۔ باوجود کوشش کے ۱۶ دن سے پہلے واپسی دہ سو سکی۔ یعنی ۲۲ روسمبر کو دیو بند آنا ہوا۔ اب اسکے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ جلدی سے جلدی پر رسالہ مکمل کر کے پر لیں بھجو رہا جاتے۔ ہم طور پر خاکسار سفر میں بھی پچھے نکھل کر لیتا ہے لیکن اس بار اس طرح کی مشغولیتیں رہیں کہ قرطاس قلم کا پڑوس نکل نصیب نہ ہو سکا۔ اب پرچھ جیسا کچھ ہے آپ کے سامنے ہے۔ چند

مُر شوق ناظرین بر نہایت گران گزرتا ہے۔ لیکن مشت کے اگے ہم اور وہ اُس تک سے زیادہ حیثیت نہیں تھے جو مثلاً طم بوجوں کے رحم دکرم پر بہا چلا جا رہا ہے۔ کس کا شکوہ اور کیسی فریاد۔ ہر ماہ کی تاخیر سے تو بہتر ہی ہے کہ ایک ماہ صبر کر لیا جائے۔

قارئین تو فرمائیں کہ فروری لئے کا جملہ شائع نہیں ہو گا، بلکہ فروری داماج کا مشترک شمارہ الشام اللہ یک مارچ لئے کو پیش کیا جائے گا۔ ہمیشہ کی طرح ہماری ایکی بھی بھی کوشش ہو گی کہ مشترک شماں کے ذریعہ اس ایک ماہی خلاد کی تلافی کر دی جائے۔
وَالْمُوْفِيقُ الْأَبَدُ

اکلایپر و گرام [ابھی ان لقطوں کی سایہ بھی خٹک نہ ہوئی تھی کہ رامپور سے ہم کی شدید علاالت کا تار طا اور عاجز کو تمام کام یونہی چھوڑ کر روانہ ہو جانا پڑا۔ اس طرح مزید پانچ چھوڑوم کی تائیسر بھلی کے نامہ اعمال میں فروز ہو گئی۔ اب تو قع نہیں کر ۱۶۔ اجوری سچے پہلے یہ شمارہ آپ تک پہنچ سکے۔

جب یہی شمارہ آپ تک اتنی دیر میں پہنچے کہ تو اس سے اگلے شماں کا بروقت پہنچا عمل مکن نہیں ہے، بلکہ ہو سکتا ہے کہ تاخیر و تغیر کا یہ سلسہ ہمیں تک چلتا ہے اس لئے بھروسے ہوئے نظم کو سنبھالنے کی واحد صورت یہی ہے کہ اکلایپر جملوئی کر کے مارچ میں دو ماہی پر جمہ نکالا جائے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ ایک ماہی نافر بھلی کے

چھرائیں رکھاں۔

کہنے کو تو آپ جس شے کو چاہے عظیم کہہ لیجئے، لیکن سارے ہم پانچ صفحات کا یہ ضخم نمبر اپنی افادت اور حنوی خصوصیات کے اعتبار سے بلاشبہ عظیم ہے۔ ایک تاریخی دستاویز ایک کتابیں تحریر گئیں معانی۔ ایک جامع کتاب۔ ایک مندرجہ جمودہ علم و ادب۔ مشہور ایل قلم ارباب غُفران کا وشوں سے مالا مال۔ قیمت صرف پانچ روپے۔
(مع ڈاک خرچ سارا حصہ چھوڑ دیے) جلد طلب فرمائیے۔ ممکن ہے بعد میں نہ مل سکے۔

تاجدار مدینہ کی شہزادیاں [الم بیٹ کے نام نہیں] مدعیوں کے سلسہ

پرد پیش کے کاثر ہے کہ اکثر اہل سنت بھی بھی خاطرِ الزیر کے نامانی سے باخبر ہیں اور رسول اللہ کی روسری جہزادیوں سے ان کی عقیدتوں کا کوئی پیوند نہیں۔ یہ کتاب سیخ ماذ لایروالی کے ازالہ کی ایک عملہ کا شش بیج ہی تھی حقیقی مواد پر مشتمل ہے۔ قیمت چودہ آنے۔

کلیات حجرا [حجرا آبادی کے زندگی بھر کے کلام کا تختب بحیرہ۔ صفحات ۲۵۲] محدث چہر دیے۔

حقیقت عبودیت [اما ابن تیمیہ کے ایمان افسوس و فزودات۔ آپ نے بتایا ہے کہ عباد مکلب ہے اور صراط مستقیم کے بھتی ہیں۔ ایک دبیر چھاؤ

تصانیف مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

تفہیمات	چاروں پے	قرآن کی جانشیدی اصلاحی داریوں پر
رسائل مسائل جلد اول پانچ روپے	مرتبہ مذاہلی قانونیں بارہ آنے	اسلامی تہذیب اسکے اصول
اسلامی تہذیب اسکے اصول	اسلام اور ضبط و ادب	بسادی
بسادی	شان راہ	چھ آنے
اسلامی عباد اسٹ پر	دیڑھ دیہ	ایک تھقیل نظر
ایک تھقیل نظر	ایک دیہ	قرآن اور تہذیب
حقوق الرؤسین	ڈیڑھ دیہ	چاروں تدریس
حقیقت الفاق	ڈیڑھ دیہ	دوائی
دھویت اسلامی	ایک دیہ	حقیقت ایمان
مکتبہ بھلی دیوبند (بیوپی)	حقیقت صوم و صلوٰۃ	چھ آنے

خلافت و صحابت

ڈاکٹر زبید احمد (پی۔ انج۔ ڈی)

خلاف جمع ہے، خلیفہ کی، اس الفاظ کی دو جمیں آئی ہیں ایک تو ہی لفظ خلفاً، اور دوسری جمع خلافت ہے۔ قرآن پاک میں دو نوں جمیں کا ایک ہی مفہوم استعمال ہے۔ فارسی اور اردو میں صرف خلفاً استعمال ہے۔ غالباً عین میں بھی اب خلافت استعمال ہے۔ لفظ خلیفہ متعلق ہے۔ فارسی میں بھی آنے والے عین میں ایک توکسی کہ جائے آتا۔ جانشین، قائم مقام ہوتا۔ مثلاً خلف المصلحت سے رسول اللہ رضا نصرت مصطفیٰ سے اس کے دو معنی میں ایک توکسی کہ جائے آتا۔ جانشین، قائم مقام ہوتا۔ لفظ خلیفہ، شتنے ہے خلفت یعنی خلافت۔ یعنی حضرت صدیق رسول مقبول علیہ السلام کے قائم مقام یا امام سے بحث ہے۔ دوسرے معنی برکتی کی جانب جانشین یعنی ظیفہ بنایا۔ مثلاً خلفت رسول اللہ ابا یکش، ملہ یعنی رسول مقبول میں ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ پھر میں کی شان قرآن سے حضرت رسول اللہ کا قول ہے واخلفتی فی المقصود (یعنی اکتے اور ان قوم میں میرا خلیفہ ہو جاؤ) دوسرے معنی کی شان، بائزہ بائزہ اور ان، وانی حدیث میں حضرت علیہ السلام، جیسے ذیح بن عائیل مجھے مقتول ہے۔ امام شرکان نے فتح القدر میں تھکلہ ہے کہ "بیرون یکو مجھے مغلوب" یعنی چاڑی کے الفاظ میں۔ اخلافتی فی النساء والجیات (کہ کیا آپ مجھے خور توں اور بخون میں پس اخليفہ بنائے ہیں)، انہی دو مختلف معنوں کے لئے علیہ السلام، خلفت میں لفظ خلیفہ کے صفحہ کی بابت اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ اسم مفعول ہے بردن فعل مجھے مغلوب یا مجھے مستخلف و بالقلم الام، جیسے ذیح بن عائیل مجھے مقتول ہے۔ امام شرکان نے فتح القدر میں تھکلہ ہے کہ "بیرون یکو مجھے مغلوب" یعنی چاڑی کے لفظ خلیفہ بعض مخون ہے، لفظ مغلوب سے ظاہر ہے کہ خلفت یعنی خلفت کے معنی ہیں خلیفہ بنائے کے۔ المصباح المنیر مصنفہ ان علی المقروی میں ہے۔ "بیرون یکو مجھے مقتول ہے" ایسا کہ مفعول کیونکہ اس کے لئے اسلامیہ جعلہ خلیفۃ الرسول کے عامل کے معنی میں بھی ہر سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے پیش روز کے تھجھے آنے والے اور اسم مفعول بھی پہنچتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلیفہ بنایا) منہاج الشیعیں اہن تحریر نے بعض کا یہ قول بیان کیا ہے کہ "الخلیفۃ هُوَالمستخلف لے خلیفۃ الرسول تھا استخلفہ الرسول" (یعنی خلیفہ مجھے مستخلف بفتح و مم ہے۔ خلیفۃ الرسول وہ ہے جسے رسول مقبول نے خلیفہ بنایا اس کے اور بعض کے نزدیک اس کے عامل ہے مجھے مستخلف کے جیسے مضمون ہے "حروف" ہے۔ ہر صورت یا تو مبالغہ کے لئے ہے یا اسیت کے لئے۔ بہائیت کے نزدیک اس کے عامل ہے مجھے مستخلف کے جیسے مضمون ہے "حروف" ہے۔ ہر صورت یا تو مبالغہ کے لئے ہے یا اسیت کے لئے۔ بہائیت نے توکل کے اسم مفعول کہنا دیا ہے مجھے ہے۔ کیونکہ خلیفہ بنائے والا خلیفہ کو مجھے خلفت (تھجھے آنے والا) یا جائے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ خود پیش رکھا خلیفہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں دو جگہ لفظ خلیفہ استعمال ہوتا ہے وہاں فعل جعل، (بنانا) سے کامنا گیا ہے۔ ایک تو حضرت آدم کے قسم ہے۔ امثلہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اف جاعلُ فی الا رعن خلیفہ رہم زمین میں ایک خلیفہ بنائے ہے۔ شان کو ایضاً مطلب ہے کہ راقم الکرومات نے اپنی طرف سے وہی ہے۔ درست مجید میں یہ شان ہے خلقدربہ فی قرمه ای جعلہ خلیفۃ علیکم هم۔۔۔ کہ بعض اس باب تفصیل سے جانتے ہیں۔

بنا نے ملے ہیں) دوسرا جگہ حضرت خاقان علیہ السلام کا اضافہ ہوتا ہے کہ انا جعلنا کھلیفۃ (محض تجویز ہیں پر خلیفہ بنایا) لفظ خلیفہ کے ان دونوں معنوں استعمال سے ظاہر ہے کہ خلیفہ بنایا ہی جاتا ہے کوئی شخص خود بخود خلیفہ ہیں ہونا، خلیفہ بنائے کے مفہوم کا مفہوم سے بھی ادا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کی ایک ہی آیت میں اس کے دو معنیے مستعمل ہوئے ہیں۔ اور وہ آیت یہ ہے وعدۃ اللہ تعالیٰ امروہ منکر و عمل الصالحات لیست خلفتهم فی الارض کا استخطاف الدین من قبلهم..... والمشیری

لے اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان اللئے اور میک مل کئے و مدد کیلئے کہاں کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح کہ پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا) یہاں خدا تعالیٰ یعنی خلیفہ بنائے والا ہے اور 'ھٹھر' اور 'الذین' مفعول یعنی خلیفہ ہیں۔ ان مثالوں سے نظر خلیفہ کا اسم مطلوب ہونا ظاہر ہے اور جس طرح مقتول کے نئے قاتل یا حاکم کے نئے حکوم ہونا ہدروہ کہے ہی طرح خلیفہ کے نئے خالق دینے خلیفہ بنائے والا ہونا چاہیے۔ پیری مرید کہتے ہیں پر کا خلیفہ نہیں پر جانا دادا ہر کی

ہوتا ہے کہ پیر راشیج کی وفات کے بعد خود پر یہ نئے پیر راشیج میں سے کسی اہل شخصیت کو "خلیفہ ہیں پر کا جانشین چُن یہتے ہیں" اس بحث سے یہ ظاہر ہر کنا مقصود ہے کہ خلفاء راشدین خود بخود خلیفہ نہیں ہوئے گئے۔ بلکہ اشارۃ و تصریح ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے خلیفہ بنائے یا کہ از کم وہ کیا جائے کہ خلیفۃ الرسول یعنی حضرت صدیق عاکر رسول مقبول نئے حضرت فاروق عک حضرت صدیق علیہ اور حضرت ذوالقدرین دحضرت مرتفعی کو حضرت فاروق علی مقرر کر کیا ہے خلیفہ تامز و کیا اتحاد نامدگی کے بعد اس نے بخوبی ارشادات و توجیہات کی روشنی میں ان کی خلافت پر اچانع کریا تھا، راشدین رشیدیار شاہ سے متعلق ہے یہ دونوں الفاظ قرآن میں لائے ہیں اس امام فاعل پہنچنے مجھے راشدیں، بھی۔ جس کے معنی پڑا یافت اور برجھ کے ہیں پوچنکہ ایک حدیث میں خلطفے رسول کی صفت راشدین، اُنکی ہے نیز عاذربیو کے خلفاء راشد ذوالقدر غاصب کھٹکی دھبے اُن کو لفظ راشد یعنی سادھو صوف کوئی کا انتظام کیا گیا۔ اگر یہی میں راشدین کے نئے نام نہ ہوئے تو اس کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے جنی معنی تو ہیں راجح العقائد یا برجھ کے اس کے مقابلے کا نقطہ پر ہر شروع اسکے پیش کوئی تحریک نہیں استعمال اس لفظ کے ساتھ ذمہ دار ہوئے کہ تو پہنچنے کا مفہوم شامل ہو گیا ہے اس لئے اس ذمہ کے پہنچنے کے لئے پروفیسر سراج اس ارتال و آپنے اپنے لے لامڑتی۔

ڈاکٹر کلیشیڈی کی اصطلاح جاری کی جو راشدین کا معنی ترجیح ہے۔ اب محتاج مسلمان مصنفوں یہی الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

حضرت صدیق کو خلیفۃ رسول کیا جائے تھا جس ان کے بعد حضرت فاروق و خلیفہ ہجتۃ قوشیہ شریع میں ترجیح خلیفہ ... خلیفۃ رسول کیہے جائے گے۔ مثلاً ایک تو یہ لقب خاصہ طویل تھا اور وہ سے ایک قاصد نہ باہر ہے اگر حضرت عمر رضی کی بابت دریافت کیا کہ امیر المؤمنین کہاں ہیں تو یہ ترکیب سب کو اس قدر پسند کی جائے کہ اس وقت سے امیر المؤمنین کا اعلان ہو گیا۔ تحریر و تقریر میں قریبی و لفظ استعمال ہوتے تھے۔ البتہ مورخین نے خلفاء راشدین کے لئے بالترتیب خلیفہ اول، دوم، سوم، و چہارم ہی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

۲۔ خلافت [بردا منصب خلیفہ ہی کلکتے۔ رسول مقبول مکی و کو حقیقت ہمیں ایک تو شریعی اور دوسری تنقیدی۔ اُپر بحکم و قی

تہودی غیر متوجه صاحب شریعت تھے۔ یا اپنے کی تشریعی جیش تھی۔ اپنے اپنی امت کو شریعت کا پابند رکھ کر ان کی دینی و دینوی صلاح و فلاح کے مشکل و کفیل تھے۔ یا اپنے کی تنقیدی شہنشاہ تھی۔ خلفاء راشدین تنقیدی جیش تھے تو جناب رسالت نامہ کے بڑی طرح ناہی متاب اور قائم مقام تھے۔ لیکن ہمچنان کہ اپنے کی تشریعی جیش کا اعلان ہوتا ہے وہ اسی حد تک اپنے کی خلیفہ تھے کہ وہ قرآن کے علاوہ سبقت کے بھی پاہنڈتھے اور جہاں قرآن دستت خاصہ تھے وہاں ان کو اپنی رائے سے یا مشروط سے اجتہاد کرنے کا حق حاصل تھا۔ بھی صورت میں خلفاء کا فیصلہ ماننا ضروری تھی۔ فرانس خلافت کا ادارہ بہت دیسیع ہے فتنہ زار یہ کہا جاسکتا ہے کہ اقامت دین خلیفہ کا خاص لئے حضرت مرتفعی رضی انشعرت کے یا اسے میں یہ ارشاد قلم کا سہو ہے جیسا کہ ہر تاریخ داں پرداز ہے (رجمی)

فرض ہے۔

۳۔ امامت اخیزیدہ دنام با خلافت و امامت فتنی اعسلاج کی حیثیت سے دونوں ایکیں۔ عرضیں زیادہ تو لفظ خلیفہ و قضاۃ حفظ دین و سیاست دنیا میں بحث کی تھی تھتے ہے) اور ابا جن ماوراء الین مخصوص کو بولوں اور کتابے الامامۃ موضوع تھے فی حراسۃ الدنیا و سیاست الدنیا (ایم اسیات حفاظت و بین اور سیاست دنیا کے لئے بنائی گئی ہے) شرح موافق میں ہے کہ الامامۃ ریاست عاملہ فی امر الدنیا فی الاخرۃ۔ سقیفہ ہبی معاونہ کے اجماع میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام بیان کی تھی کہ الامیر میں ترقیش۔ یہاں امیر سے مراد خلفاء رہی ہیں۔ میکن خلفائے پاشدین کو استھانا خلفاء کہا جاتا ہے۔ امیر نہیں کہا جاتا۔ شیعہ حضرت صرفت علی کو تخلیفہ بلا فصل کہتے ہیں مگر تلقیہ امام کے لئے لفظ خلیفہ استعمال نہیں کرتے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ خلیفہ کے نام سے سلطنت و اقتدار ہونا ضروری ہے اور یہ سلطنت و اقتدار و اوزادہ امیر میں سے صرف حضرت علی کو حاصل تھا بلکہ اولاد تخلیفہ کو جائز کے سخت تھے۔ میکن تلقیہ امیر کو چونکہ بات حاصل نہ تھی اس لئے ان کو خلیفہ نہیں کہا جاتا۔ خرض شیعہ حضرت بجاتے خلیفہ کے امام کا الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ میکن ترقیہ امیر کے نزدیک خلفائے پاشدین چار ہیں۔ اور شیعوں کے نزدیک امام پارہ ہیں۔ جن میں سے چونکہ بھروسہ حضرت علی کو جا بولے اسے اور خلیفہ بلا فصل منحصر ہیں اور تلقیہ امیر حض دینی پیشوائیں کسی مسلمانی علم کے پاہر کو ہبی لغوی معنی کے لحاظ سے غیر امام کہا جاتا ہے جیسے امام ابو حنینؓ امام طلاقیؓ اور امام رازیؓ غیرہ۔

شرائط خلافت و امامت پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک نصب خلیفہ کے لئے اجماع امت کافی ہے۔ ہن لوگوں کا نقطہ نظر اس بلکہ میں بخوبی اشارات و تلویحات بھی موجود ہوں تو فرمایاں تو فرمایاں کو مصدقہ ہے۔ خلیفہ اور علیؓ ہو اور صاحب امر بینی حکومتی کی صلاحیت وقت رکھتا ہو اور بجماع امت منتخب ہوا ہے۔ اخراج سے مرا امامت کے ہر رکذ کا اجماع ہونا اپنی اور ایسا علا ہبھی نہیں سکتا۔ بلکہ امانت کے ارباب عمل و مختار امن اور ذی اثر کا اجماع مرد ہے۔ حدیث "الا نہ من ترشیش" کی رو سے قرشیت بھی شرط خلافت ہو سکتی ہے مگر سفر تنہ علما و علماء اس حدیث کی بابت کھلہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرشیت کو شرط کے طور پر نہیں بلکہ بطریق پیش کرنی گئی فرمایا ہے کہ ترقیت سے امیر ہوئے۔ چنانچہ تاریخ سے اس پیش کرنی گئی صداقت ثابت ہے۔ میکن ترقیہ امیر کا خلا ہبھی ہونا ضروری ہے۔ حدداً امام خلیفہ کو قیامت تک خاتم پڑھنے کی افادیت کو عقل سیم تسلیم نہیں کرتی۔

حضرت علیؓ نے اور حضرت جن نبی اللہ تعالیٰ ہبھا کے احوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کے نزدیک العاد خلافت اجماع ہی سے ہوتا ہے۔ یہ دونوں روایتیں انصوصی صریح کی بحث میں پیش ہوئیں۔

خالقین خلفاء خلافت کے نزدیک امانت کی تین شرطیں ہیں ایک توڑہ کا نصب امام مخصوص پر انصوصی صریح ہے میکن نصب امام سے شرعاً خدا رسول کا صفات حکم ہونا چاہیے۔ درسرے صفات امام، تیسراً افضلیت امام ہم ان یعنی شرائط پر محصر اور جدا بحث کرنے ہیں۔

نصب امام کا منصوص بہ نص صریح ہونا انصوصی پر انصوصی صریح ہے۔ اس بات سے قطع نظر کوئی چیز نہیں دا بب لوجو دیر کیوں کو واجب بر سمجھی ہے قرآن پاک یا حدیث صحیح میں کہیں حکم صریح کسی کا امام را خلیفہ بنانے کے لئے نہیں ہایا جاتا۔ تائیج شاہد ہے کہ خلفائے پاشدین کا نصب امانت کے اختیاب سے ہے اس لئے امام کو نصب فرمانا تو وہ جی متلویعنی قرآن اور دوسری غیر مکویعنی حدیث میں کہیں

وہ حکم جسے نصیحت کیا جاتا پا جاتا تھا اپنے ہمیں ہے اب سنت کے نزدیک حضرت صدیق رضی کی خلافت کی بابت اشارات دلکشیات پائے جائے ہیں جن کو ضعی کہہ سکتے ہیں مگر حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل کئے تو کوئی ضعی بھی نہیں۔ سعید بن سعد کے اجتماع میں جس خلافت کی بابت گرام لکھکر ہوئی اور مذکونہ دعویٰ پیش کی گئی تباہ جو جد نبوی سے قریب ترین اور طبع ترین زمان ہر فکر کی نسبت ہے اپنے ہمیں کہا کہ خدا افسوس نہ پڑھے ہی سے خلوں کو خطيہ بنائے جانے کا سمجھ دے رہا ہے۔ سچھ بخادی کی حدیث ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات سے کم پہلے حضرت علیؓ نے حضرت علیؓ کے کارکرداری تو پھر کبھی بھی خلافت نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے خافر ہر کو خلافت کے نتیجے حکم حاصل کر لیں تو اپنے کپالہ میں ہمیں جاؤں گا کیونہ اگر رسول اللہؐ کا کارکرداری تو پھر کبھی بھی خلافت نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت منصوص نہ تھی۔ دوسرے جس خلافت میں نہیں حضرت صدیق رضی کے بیعت کرنے میں پھر درکی تو اپنے اعتذار یہ شکایت کی کہ آپ نے ہم کو مشوی میں شریک کیا کیا۔ خلافت میں ہمارا بھی حق تھا۔ اگر خداوند ان دونوں روایت کی محبت سے انکار کریں تو ہم میں مر ٹھنڈی کے آں والا ہے کا اقتداء سی پھر کارکرداری میں جوانہوں نے حضرت معاویہ کے نام لکھا تھا۔ اور جو صحیح البلاغت میں درج ہے۔ ابتدائی حصہ یہ ہے:-

اما بعد فلت بیضی یا معاویہ بن مسکن مک فلات بالشان
جس طرح لوگوں نے ابو بکر، عمر اور عثمانؓ نے بیعت کی اسی طرح مجھ
سے بھی بیعت کی۔ اب مجھ پر میری بیعت لازم ہو گئی تو کوئی شام میں
بیوہم ملیہ نہ ہوئیں للشاهد ان ہمچنان کہ للغائب ان نیک
واغا الفتوی للسمواجری والانصارفات اجتماع علی
ربل دعوی اماما کان ذا الله و فی

نام حسنؓ نے جو صحیح نام لکھا تھا۔ وہ مختصر ہے:-

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما صاحب المعلم عليه الحسن بن علي
ومعاویہ بن ابی اسفیان صاحبہ ان نیکلوا نکہ ولا یکہ مل اسلام
علی ای ایم فیهم کتاب اللہ تعالیٰ و سنته رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و سیدنے للخلافاء اصحابیں ولعیں معاویہ ان یجده
الی امیہ من بحدکاریں یکون الامم بعد شریفی میں للسلیمان

تلخیص میں حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہ سے اس بات پر مصالحت کی ہے کہ حضرت حسنؓ خلافت چھوڑ دیں ہیں شرط پر کہ معاویہ ملے جاؤں میں کتابی سنت رسول اللہؐ کی سیرۃ خلقانے صاحبین کی سیرت کے مطابق مل پر احمد اور یہ نے بعد حضرت معاویہ کی کوئی کوئی جد نہیں بتایا ہے بلکہ یہ معاملہ مسلمانوں کے مشوی سے ہے جو کہ ان دونوں عبارتوں سے درود و شکن کی طرح دفعہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ نے کوئی کوئی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے مشوی سے ہر خصیرے۔ علاوہ بریں اگر امام منصور میں ہوتی تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اول حضرت امام امیہ من بحدکاریں کو کہاں کی جگہ حضرت موسیٰ کاظمؑ کو نسب نہ فرماتے۔ اسی پتا پر ترشیحوں کے دعاہم فرقوں اثنا عشر، و سبعیہ داسماعیلیین میں سخت قسم کا اختلاف پیدا ہو گیا۔ اسی قسم کا اختلاف اسٹیلیوں میں بھی لگ کر پیدا ہو گیا۔ مستنصر مملک کے خلیفہ قائمؑ کے درمیان نیکار اور مستحقی تھے۔ آنذاج نیکوں نے نیکار کو اور بُوہریوں نے مستحق کو امام کہتے تھے اپنی نفس صراحت ترکی تحریک بھی ہماری نظر سے نہیں لگری۔ البیت سورہ رحیمان کی ان تیوں صریح الجھوین یہ تقبیات یعنی ماہر زخم لا یسخیان فیا الایم رہکما تکذیب یا مخرج منہما اللذی و دالمُسْخَیات سے تعلق کہیں پر دیکھایا جائے ہے کہ جوہنے سے حضرت علیؓ کا در حضرت فاطمہؓ اور جوہنے سے رسول میقولؓ لا یو اسے حضرت امام حسنؓ اور جوہنے سے حضرت امام حسینؓ مراہریں۔ ہم اس باطنی طریق تفسیر کی بابت کچھ کہنا نہیں چاہتے۔ البیت تاریخ کا مہم کہ مذاق سیم اور مذق دینی کے حوالہ کے

پانچ صفحہ کے طبقہ کی حدیث بیان کی جاتی ہیں ان میں سے چند ایم کو معنی تقدیر کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔
اے ہبی حدیث تو وہ ہے جو حدیث شدید غم کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام خدیر خم صحابہ کرام کو خطاب کر کے فرمایا
یامعشر المسلمين است اولی بکومن انفسکم لئے گردہ مسلمین کیا میں تمہارے نزدیک تمہاری جانول سے بہتر ہیں
قالو بی نقان۔ من کنت موکاہ عقلي موكاہ۔ اخ

ہوں اس کا ملی بھی مولا ہے لے گے خلاجو علی ہے مجت رکھے قوان

مجت رکھا وہ جوان دے دشمن کے تو ان سے دشمن کر۔

اس حدیث کی شان نزول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام خم دیہاں ایک تالاب بنی خاصہ کی وجہ سے
وہ مقام خدیر خم کے نام سے مشہور ہے) صحابہ کو جمع کے ایک محضرا خطبہ دیا جس کے آخری نظر کے لئے انقاٹ ہیں۔ سخاہی مذہبے
کے نامی زبانے میں حضرت علی رضا میں پہنچ گئے تھے۔ آپ نے وہاں سے واپس ہو کر جم میں شرکت کی تھی۔ میں میں آپ نے اپنے اختیار سے
ایک ایسا کام کیا تھا جسے بعض پڑاکروں نے ناپسند کیا ان میں سے ایکسے رسول مقبول صے فکایت بھی کر دی تو آپ نے یہ فرمایا کہ میں
کو اس سے زیادہ کافی حاصل تھا۔ جب نہیں ہوئے کہ اس قسم کے شکر کے رفع کرنے کے لئے آپ نے یہ حدیث خدیر خم فرمائی ہے۔ یہ شان
نزول مخالفین کے نزدیک مقبول ہو تو نہ ہے۔ لیکن اس حدیث سے کسی طرح حضرت علی کا خلیفہ بلا فضل ہونا ثابت نہیں۔ اس حدیث
میں لفظ مقبول ہے قابلِ حافظہ میں اس نقطہ کی معنی کی تھی میں۔ مثلاً افادہ کردہ غلام، چپاڑا وہمانی اور محبوب دوست فہر
یہاں پر لفظ محبوب دوست ہوئے میں آیا ہے۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ میں جس کا محبوب ہوں آسی کا ملی بھی جو بھائی اگر میں کنت
مولہ فعلیٰ کی جگہ میں کنت اولیٰ پر فعلیٰ اولیٰ یہ برداشت اور بحث ہے کہ جس طرح میں تم سے بہتر ہوں اسی طرح علی تم سے بہتر ہیں
اور اس صورت میں حضرت علی کی برداشت اور فرماتے سب صحابہ پر ثابت ہوتی۔ جہاں تک جب میں کا تعین ہے میں کوں کا عقیدہ ہو گک
رسول مقبول ہو اور حضرت علیؑ کی مجت لازم مل دے ہے۔ یعنی جو کس حضرت سے مجت نہیں کرتا وہ میں نے بھی مجت نہیں کرتا
اوہ بہ نکس۔

علاوہ بیس مخالفین صحابہ کیتے ہیں کہ بیگنا و ایزدی سے حضرت علیؑ کو خلیفہ وصی مقرر کرنے کا حکم کیا ہوا جو مل مقبول
صحابہ کے خوف سے ایسا نہ کر سکے۔ آخر جب آیت یا یہا رسول بلغ ما انزل ایڈیٹ.....، نزول کے رسول تیرے سب نے جو تھوڑا نازل
کیا ہے اُنکو کوچھا ہے اگر تو نہیں کیا تو تو نہیں حتیٰ رسالت اداہیں کیا تو رسول مقبول ہوئے صحابہ کے جمیع عام میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔
جو اس عرض ہے کہ با وجود بارگاہ ایزدی سے بارگاہ کیا کیا کے آپ نے صراحت یہ نہیں فرمایا کہ توگہ ہمیں ہی کو اپنا وصی اور خلیفہ بنادیا ہے
یہ لیے گئے الفاظ فرانے جس سے حضرت علیؑ کی خلافت بلا فضل کسی طرح ثابت نہیں ہوتی۔ آرزو فات سے کافی پہلے علاں طور پر حضرت علیؑ کو
خلیفیا وصی یا تادری جاتا اور سب سے عجید بیان لے لیا جاتا تو کسی کو جمال درمودی نہ ہوتی۔ آپ نے آخری نزاد میں ایسا فرمایا تو یہ کہا۔
چاہستہ ہے کہ تغذیہ اور شرک کا لاندازہ کس قدر قلقلہ مکملہ کا آپ کی دناثت کے بعد پکد ہی نہزد آپ کے فران کو آپ کے چانسٹر، دفاڈا اور اعماق
گزار صحابہ نے پس پشت کال دیا، اس بدنگانی کے نتیجے دسیرا اور درایت دینے والے فہرست بارگاہ میں ہیں ملکتی۔

دوسری حدیث۔ نصیح کے شدید بیان کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کیا تم اس بات پر راضی نہیں کریں میں کیا تم
میں دیو ہے جو حضرت موسیٰ کے نزدیک حضرت ہارون کا تھا۔ ایت میرے بعد کوئی بھی نہ ہو گا۔ اسی صدریت کی شان نزول یہ ہے کہ جب رسول
مقبول نے غرذہ بخول کا تھیس فرمایا تو نظرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں جو قلع اور پتوں کی حصار نعت و حکیم کیتے اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ یہ امر

بعض منافقین کے طعن و قلنچ سے (جو بیدار و قرع کے متفقہ ہستے تھے) حضرت علیؓ کو ناگوارگزرا اور رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے خود توں اور کوئی کار بھیگاں۔ خلیفہ بن اکر پھر رے جاتے ہیں۔ تو آپ اس پر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ تیرا مرتبہ میرے نزدیک ہے ہی ہے جو اورن کا خدا مولیٰ کے نزدیک رجب حضرت عوسمیؓ کوہ طور پر توریت نیتے تشریف نہ گئے تو اپنے زمانہ فیصلت میں حضرت علیؓ کو دون کو اپنا خیلہ بیٹھے کے ہیں اور غور طلب امری سے کہ حضرت علیؓ اور حضرت علیؓ میں وجد شے کیا ہے۔ بحثت تو ہر ہمیں سکنی۔ کہ خود رسول مقبول میں اسی وقت ہی فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اب صرف دلوہندہ شہرہ جاتی ہیں ایک تو یہ کہ جس طرح حضرت علیؓ حضرت عوسمیؓ کے قویی رشتہ دار یعنی بھائی نے ہی طرح حضرت علیؓ میں رسول اللہؐ کے بھائی نے تھے مگر اس میں بھی یہ خرق تھا کہ حضرت علیؓ حضرت عوسمیؓ میں اخلاقی بھائی نے اور حضرت علیؓ کی حضرت علیؓ کی چیز نہ بھائی۔ دوسرا دو جو شے جو اب ایک دو جو شب سے قوی تراویہ صحیح تر ہے یہ ہے کہ جس طرح حضرت علیؓ حضرت عوسمیؓ کی عدم موجودگی میں ان کے خلیفہ ہوتے۔ ہی طرح رسول مقبول میں حضرت علیؓ کو نزدیک تحریک تشریف نے جانشی کے وقت اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ظاہر ہے کہ اس عارضی خلافت سے خلافت کبریٰ پر استدال شہیں کیا جاسکتا۔ اس قسم کی قائم مقامی تو کسی صاحب پر کوئی حقی۔ مثلاً جب پہلا جو اسلام میں ہوا تو حضرت صدیقؓ نے رسول اللہؐ کی قائم مقامی کی اور اچھے آخری ایام حلالت میں آپ کے حکم سے رسول اللہؐ کی جگہ نماز جماعت کی نامامت کی۔ ملاعنة ہمیں اگر اس حدیث سے حضرت علیؓ کی خلافت کبریٰ کا ثبوت ملتا ہے تو یہ کہاں سے ثابت ہوگا کہ آپ فلیفہ بلا فصل ہوں گے۔ کیا آپ کسی مسئلہ آرائے خلافت نہیں ہوئے؟

پسری حدیث ہے کہ آپ حضرت علیؓ فتح خیر کے نامہ فرمایا کہ علم میں اسے دون گاہے اللہ اور اللہ کا رسول دوست رکھتے ہے۔ لئے میں حضرت علیؓ کو تواپنے ان کو یہ علم دیا۔ یہ حدیث بھی صحیح ضرور کہ مگر اس سے حضرت علیؓ کی رافضلیت ثابت ہے اور نہ خلافت پلا پھل۔ رسول مقبول میں اس سے بہت زیاد حضرت صدیقؓ کے بھائی میں فرمایا ہے کہ جیسا کہ لکھ چل کر ان کے فضائل میں ذکر کر لے گا۔ جو کہ حضرت علیؓ فتح خیانت میں سب سے بڑھتے ہوئے تھے اس نے یہ شرف ان کو اختیا جانا فطری امر تھا۔

منکرہ بالا حادیث کے علاوہ کسی حدیث میں پیش کی جا سکتی ہر ہمیں جن میں صرف دوستی ہیں جو سنیوں کی کتب میں مروی و متفقہ ہیں بلکہ سب بالاتفاق سنیوں کے نزدیک موجود ہیں، مثلاً یہ حدیث کہ میں بھی سے ہیں اور میں میں سے۔ یا یہ حدیث کہ جو شخص آدم کا علم، فتح کا تقوی، ابراہیم کا علم اور عوسمیؓ کی سخت گیری دیکھنا چاہے وہ میں کی طرف ویکھیے یا یہ حدیث جو میرے اہل بہت سعید نے لمح کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہو گیا بخات پا گیا۔ یہ حدیث طریقے آپ کی خدمت میں پرنسپ کا گذشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا فرالا یہ شخص کو سمجھدے جیسے جس سے نیادہ محظوظ ہو گا کہ میں اس کے ساتھ یہ گذشت کھاؤ۔ لئے میں حضرت علیؓ کو اسی حدیث میں اسے نیادہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے ساتھ گذشت تسلیم فرمایا۔ غرض یہ سب حدیث سنیوں کے نزدیک موجود ہیں اور معلوم ہو ضرور ہونے کے معقول بھی نہیں۔ نہ لگتی ہے وہ حدیث میں جو سنیوں کی کتب میں مروی و متفقہ ہیں۔ ان میں سے ایک تو حدیث احادیثہ العلوم والی ہے دینی آپ نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور میں اس کے مددوں (جس کے مددوں تھے) بخماری کے نزدیک یہ حدیث منکرہ اور اورن جو ہی تسلیم کو صورع بدل دے۔ دوسری حدیث، حدیث تلقین ہے جس میں ایک تلقیں یقیناً صحیح ہے دوسری تلقیں نہ صحیح ہے زرقون قیاس۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم میں دو بھاری چیزوں میں چھوڑتا ہوں، ایک کتاب اور دو سر امام و امتاک کو۔ مثقالی دہوٹھی مصنعت مشارق الافاسیہ اپنی کتاب غصب میں بدل دے کہ حدیث خلفت تلقین کتاب اللہ و عترت پیغمبریں الافتاظ کی صورتوں سے مروی ہے (انستہ قبل)، کتاب اللہ کے ساتھ لفظ عربی۔ عقل سیم کے نزدیک کہی طرح جو ہمیں کھاتا۔ اسی مشکوں کی لعلہ اسلامیات کو لاجم کر کر ہے۔ عالم ہی میں عباب کے ایک حصے کا نام وہ ایک ہے اسکے مددوں کے دو دن میں یہ اطلاع مولا جبراہیم حقی ناظم شہرہ فیونداسی نیشنل لیاقت کتاب خازن کی نظر سے لگدی۔ انہوں نے اذکور کرم یہ اطلاع مجھے خلایت کی۔

دوسری رواجتوں میں ہن کی جگہ سننی کا الفاظ ہے۔ جو حدود روح معمول ہے کیونکہ اسنہ تعالیٰ نے رسول اللہ علی مسلمانوں کے لئے ہترین نکود ہوتا فرمایا ہے جس کا اتباع فرض ہے۔ لہذا جس طرح اطاعت اللہ کے دو شہادوں اطاعت رسول ہے۔ مثیک اسی طرح کتاب اللہ کے ساتھ سننی کا ہجڑا ہٹا ہے ذکرِ عترتیٰ کا۔ ملا دہ بہرین لفظ کتاب غیر فردی روح ہے اور عترت ذکرِ روح۔ غیر وہ روح کے تھا ذمی روح ایک حکم میں یعنی کوئی کوشک پرستا ہے۔ ذکرِ روح کے ساتھ ذمی روح ہی آنا چاہیے۔ جبیے اطیعوں اللہ فاطیعوں اتر رسول اللہ تعالیٰ نے کہیں یعنی فرمایا کہ اطاعت کرو کتاب کی اور رسول علی۔ اسی طرح کتاب میں فعل اتباع کامعمول یا ذمی روح یا غیر فردی روح۔ اگر صرف عطف کے ساتھ دو معمول ہیں تو دونوں یا تو ذمی روح ہیں یا غیر فردی روح۔ پھر یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ حدیث تقلین کا لفظ عترتیٰ کے ساتھ حدید صحیح علیکم سننی و سنت المخالفاء والأشدین کے ساتھ تصاویر ہے۔ بلکہ کا الجزم والی حدیث سے بھی جو شیخوں کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ جیسا کہ لگائے گا، حدیث سے تعلق ہے تک قابلِ لحاظ ہے کہ لاکھوں حدیثوں میں صرف دس ہزار صحیح ہیں اور بقیے میں اکثر ویشنرو ضرعِ عتھیں نہ دفعہ حدیث کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں مختصر یہ کہ جس شخص نے چاہا لہے خیال و عقاید کی تائید میں حدیثیں دفعہ کر دیں۔ سبکے پہلے جس فی حدیث دفعہ کی وجہ اداۃ ابن سبی اتفاقاً جو مناقفانہ طور پر بیرونیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے اور ہر کوئی کہ ہم خیال و گول نہ لے خارج اپنی جنگ براست مکتب اور حضرت علی مرتضیٰ اور عترت رسول علی کی شان میں دفعہ کیں۔ ان احادیث موضوع میں جو حدیثیں ایسی تھیں جو اہل تسنن کے عقائد کے نہیں جھوٹی تھیں تو غیر محتاط محسنین اور مصنفوں ان کو روایت کرنے لگے۔ مگر سعی عقائد سے محسنیں یا دیگر ایشیں محسنین ناقدین نے ان کو موضوع ہی سمجھا۔ مثلاً آنحضرت مسلم کی شان میں بہت سی احادیث کتب میلاد میں مردی دستقول ہیں اُن میں سے اکثر ویشنرو ضرع میں اکھڑا حضور علی کی شان میں کئی حدیثیں سنی ملماں تقلیل و روایت کئے ہیں مگر یہ دو حقیقت موضع۔ چنانچہ مدرسین العلوم والی حدیث کو عام طور پر میں یوں نہ قبول کر سکا یہ عذر و حقيقةت جیسا کہ اور پہنچا گیا ہے وہ منکر ہے یا موضع۔ اسی طرح حدیث تقلین میں جعلی، کا کھوڑا موضوع معلوم ہوتا ہے اس کی جگہ لفظ "سننی" صحیح ہے۔

اس حدیث تقلین کی ایک تکلیل دہنے سے جس کی بابت ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السننہ میں فرما تھی کہ صحیح مسلم میں خطہ غیر مکتب کے آخری الفاظ ہیں۔ فاما تار کٹ فیکر التقلین اولہما کتاب اللہ فیہ المهدی والمنزد، ختن و کتاب اللہ دامتکو بہ وائل بدینی اذکر کو رالله فی اهل بدینی ریعنی میں دو بھاری چیزوں تکمیل میں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب ہے جس میں ہدایت ہے اور توہنے سے پس خدا کتاب کو ضریب ملی سے پڑکو اور دوسری چیزوں میں اہل بیت کے بالے میں تھیں خدا کو ای دلایا ہوں) اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ اصل پیغمبر قرآن یا کسی بھی جس سے مستکب ہونے کا حکم دا گیا ہے۔ استساک کا حکم ہونا ہے کہ لئے نہیں ہے۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے کہ میرے اہل بیت کا خیال رکھتا۔ اس حدیث سے ہم اسے تذکرہ بالا اغتر ارض کا جواب ہیں ہو سکتا ہے اپنے خیالی روح اور ذمی روح دوںوں ساتھ لے کر گئے ہیں کیونکہ دو تولی کے لئے حکم جلا ہے۔ ایک سچے انسزاک کا اور دوسرا سے کہ لئے یاد رکھنے کا۔ یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اس روایت میں اہل بیت کا لفظ ہے جس سے آنحضرت مکی از زادح مطہرہ کا امر ہونا زاده مصیح ہے بلکہ صحیح مسلم میں اسی مضمون کا دوسری صدیقہ ہے اور وہ یہ قدر تکت فیکر ماں تفضلی بعد اعتمام بہ کتاب ریعنی میں نے تم میں ایک ایسی چیز جھوڑی ہے کہ اگر تم تھے اسے مضبوطی سے پکڑ دیا تو تم ہرگز مگرہ نہ ہو گے، اور وہ کتاب اللہ ہو) اس حدیث سے معلوم ہو کہ صلی اعتمام و استساک کے لائق تصرف کتاب اللہ کے اور کتاب اللہ کے بعد درستہ سنت جوئی کا ہے کہ اسی کتاب میں پچھلے کے اطاعت کرو اللہ اور ہر کے رسول علی۔ اور یہ کہ رسول علی کی ذات میں مسلمانوں کے لئے ہترین نکود ہوتا ہے۔

لئے حقیقت یہ ہے کہ ازاد ارجوں رسول علی "اہل بیت" کا حقیقی اور قدم توصیف میں باقی ہے جو شام کیجئے جگہوں میں اونچا ہو گا (جگہ)

دوسری شرط امامت عصمت

فاظین خلفان کے نزدیک دوسری شرط امام اس کا مخصوص ہونے ہے جو راست کے نزدیک بھرا نیا دریں کے اور کئی مخصوص نہیں۔ ان کی عصمت۔ فریقین کے درمیان میں ہے صرف عصمت المسوکہ ہابت اختلاف ہے۔ حقیقی سیم کے تسلیم کرنے سے اپنی کی ہے کہ انہیں بھی انہیا کی طرح مخصوص ہوں جو شرط جذب و کمال انہیا کو حاصل نہیں کر سکتے ہی بہرحال بنی ہے اسی سی بہرحال امنی عصمت انہیا قرآن پاک سے ہابت ہے۔ مگر عصمت اور قرآن پاک سے تو کہاں ثابت ہوتی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ مکن اس کے کتب خالقی میں ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے اُنکا غیر مخصوص ہونا ظاہر ہے۔ مثلاً:-

(الف) پیغمبر ﷺ میں حضرت علیؑ کا قول ہے:- لا بد للناس امام برو فناجر الخ یعنی آدمیوں کے لئے یہ کہ یا فاجرا اماں ہیں ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی حکومت میں مومن عمل کرے اور کافر فارہ الخاتم۔ احمد پیغمبر منزل مخصوص کو پہنچ جائے اور اس سے اور قوی سے ضمیت کا حق لیا جاسکے۔ تا اینکہ نیک آدمی امام کی زندگانی بسر کریں اور فاجر کے شر سے چونکا ملٹے۔ ویکھو ہمارا امام کیلئے سبڑا اور فاجر کے لفڑا استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی بالفاظ دیکھ امام فاجر ہی ہر سکتا ہے پہ جائید و مخصوص ہوا
(ب) کافی بھیتی میں درج ہے کہ جناب مرغی لہنہ احباب سے فرمایا کرتے تھے۔ لا تکفر عن مقالۃ الحق و مشوّهیں
فان لَتَّ امْتَانِ اخْطَرِي دیکھی تم کہ باستکھدا در منصفاً د مشوہ میختے ہے باز در ہو کیونکہ میں خدا کرنے سے صحت
نہیں ہوں، اگر حضرت علیؑ اللہ عن مخصوص ہے تو آخری الفاظ اور فریقا۔

(ج) جب حضرت امام حسنؑ نے حضرت عوادؑ کو خلافت سو شہر کو صاحبت کی کہ تو بات حضرت امام حسینؑ کی اس قدر بڑی حمل
ہوئی کامیاب نہ فرمایا۔ لوحیت اتفاق نکان احب الی معا فعلہ اخی (یعنی بیری ناک کا کشت جانا میرسلے بہائی کے اسی فعلتے
زیادہ بہتر تھا) ان سے ظاہر ہے کہ امام حسینؑ کے نزدیک امام حسنؑ کا یہ فعل صدیدہ مذکوم وقوع ملتا۔ حضرت حسینؑ کے ان متفقون سے امام
حسنؑ کا مخصوص ہونا محمل نظر بچاتا ہے اور اللہ کی عصمت ثابت ہیں ہوئے۔

(د) حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں کہیں سے شہید خالص کے ملکیتے اگر بیت المال میں سکھنگئے۔ حضرت امام حسینؑ کو شہید کی
ضرورت ہوئی تو اُپنے قبر کے ذریعہ ایک دل شہید مظلوم اور خرج کر لیا۔ جب حضرت علیؑ کو معلوم ہوا تو وہ حضرت حسینؑ پر مخفت نالہ
ہنسے اور یہ فرمایا کہ اگر میں نے یہ شہید کا دل رکھا ہوتا کہ رسول عبودیت پر چھپے چھپے کو جو ہے تو میں تھے مارتا۔ حضرت امام حسینؑ نے ہر جن کا لآخر
چالا بھی قوانین میں حصے ہے اُپنے ہی فرمایا کہ قسم سے پہلے کسی خاص شخص کا کہنی حصہ نہیں۔ پھر اُپنے لپٹنے پاوس سے دام بھے
کر خالص شہید بیان سے مٹکوایا اور بیعت المال میں جمع کیا۔ حضرت امام حسینؑ کا یہ فعل معصومیت کے حدود سے باہر تھا۔ اگر کسی حصہ
بھتے تو اُپنے ہرگز ایسا نہ کرے۔

(۵) صحیح کامل میں حضرت امام سراج علم کا قتل نظر ہے کہ قد ملائکہ الشیطان علی فی سری العین و صفت الیقین
والی اشکو سو جہادتیہ و طاعتہ۔ فتسی لہ دیکھی بدلگانی و صفت یقین میں بیری علیاً بر شیطان کا استور
ہو گیا ہے۔ میں ہن کی شکایت کرتا ہوں کہ وہ بیرا بڑا پوروسی ہے اور میرا نقش اس کی اطاعت کرتا ہے) یہ کیفیت عصمت کے خلاف ہے
خالقین کے نزدیک تیسری شرط امامت یہ ہو کہ امام سب سے افضل ہو۔ شرط اہل سنت کے نزدیک
فضلیت امام [ان قدر قابل اعترض اور نامکن نہیں جس قدر بڑی دوسریں ہیں۔ اگر امام سب سے افضل ہو تو
بعلی اللہ کیلئے بھروسی کی افضلیت کیوں نہ متعین ہو سکتی ہے۔ ہن کا علم تصرف علاماً المظہب ہی کہے۔ افضلیت نصیحہ سے ہے اسی

سوم ہر سنتی ہے مکر جب حضرت علی ہی کی خلافت پر فصل کی بابت جیسا کہ اور بنا بت کیا گی کہ کوئی نعم صریح بلکہ خاص بھی بھی پہنچ رہے تو دوسرے اندر کی امامتی کی بابت تو نفس کپاٹ میں ہوتی۔ اہل سنت کے نزدیک نسبت امام اہل محل و مقبرہ کے مشترکے اور اجماع امت سے ہوتا ہے۔ لہذا جس کی امامت پر اجماع ہو جاتے وہ امام پر جاتے ضروری ہیں کہ وہ سب سے حاضر ہو شہین کی افضلیت تو اہل سنت میں مسلم و حقن علیہ ہے۔ مگر حضرت ذوالقدرین کی افضلیت بعض کے نزدیک مشکوک ہے۔ شاہ ولی اللہ فرمائی ہیں کہ رائے افضلیت بہم وجہ پڑھنے ہے بلکہ اسلام کی خواستہ کے لحاظ سے ہے وہ نہ ایک خلیفہ دوسرے سے کسی خاص صفت میں بڑھا ہو رہے۔ مثلاً ایک حاشیہ میں لکھا ہے کہ سب صاحبوں اللہ بجز خیر میں، حضرت قاروق رضی اللہ عنہ مادل ترین، حضرت ذوالقدرین علی ترین اور حضرت علی مرتبے سے بہتر قاضی ہیں۔ یا ایک حدیث میں ہے کہ حضرت علیخان سے خدا اور فرشتے بھی شرط نہیں یا حضرت مولانا کی بابت مردی ہے کہ کمی مواقعہ پر دوچی ہوں کی مانسکے مطابق نازل ہوئی۔

خلافت صدیقی کی بابت نصوص خفیہ ہم اور ہر بیک کرنے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک خلافت مخصوص ہے نعم صریح نہیں ہے البتہ نصوص خفیہ جس سے مراد ایسا ہی وہی اشارات دلتوجہات میں قرآن و حدیث میں ضرور پائی جاتی ہیں ہم انہیں سے ایسی چند کو بیان کر رہے ہیں جن سے غالباً بھی بھکل ہی سے الکار کر سکتے ہیں۔ رسے گونٹھ سورة کورکی ہے آیت ہے۔

وَعَلَّ اللَّهِ الَّذِينَ أَصْنَافُ مِنْكُمْ وَعَلَّلَ الْقَالِمَاتِ بِالْمِنْفَهُرِ جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اللہ تعالیٰ مخبر ہے فِي الْأَرْضِ كَا مَا اسْتَطَعْتُ الَّذِينَ مِنْ قَبْدَمْ وَ يَمْكُنُنَّ ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسا کہ خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو تحریر نہ محمد بنہمُ الَّذِي أَنْفَخَنِي لِمُهَرَّ اُن سے پہلے تھے اور اُن کے لئے ان کے دین کو جہاں نے (خلیفہ) اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ تو یہ بناۓ گا۔

ظاہر ہے کہ اس آیت میں 'سلک' سے وہی جماعت مرد ہے جو نزول آیت کے وقت موجود تھی، چنانچہ اس جماعت میں سے اللہ تعالیٰ لے خلیفہ صدیق نہ، حضرت قاروق نہ، حضرت ذوالقدرین اور حضرت رضی اللہ عنہم کو خلیفہ بنائ کر پہنچا دعوہ پڑا کیا۔ ان چاروں خلماں کی غلبہ تاریخ سے ہر طرح ثابت ہیں اور کسی کو انکار کر نہ کی جا سکی ہے۔ لہذا خلقہ، راشرین کی خلافتیں ہیں آیت کریمہ سے تلویح مخصوص ہیں۔ اگر ان چاروں خلماں کو اس آیت کا مصدقہ قرار دیں تو نبود بالشیر یہ مطلب ہو کہ جس کو صدقہ خلیفہ بنانا تھا اس خلیفہ جو کسے البتہ فی الخلقیں کے عقیدہ بُنکاری رو سے یہ ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت قائل اللہ تعالیٰ کا ارادہ حضرت علی و حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہم ہی کو خلیفہ بنانے کا تھا۔ مگر بعد میں کسی درجے سے ارادہ بدل کر حضرت علیؓ پہلے خلقہ، شاذ کو خلیفہ بنادیا اس خیل کی رکاکت محتاج تقویہ ہیں۔

وہ گئی نعم خفیہ بخلاف اہل سنت۔ ہم یہاں ایک ایسی اہل سنت بادیت بیان کرتے ہیں جو تاریخی واقعہ ہے جسکی صراحت سے الکار ہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ یہ ہے کہ انہی حضرت صلیم نے اپنی اولاد کے آخری ایام میں حضرت صدیق رضا کو خانزاد جماعت کی امامت کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ کہنے کی وقوف کی نہایتی پر رہا ہیں۔ چونکہ جماعت سے نہایت پڑھنے کی تاکی ہے اور سجدہ نوی میں نہایت جماعت پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے یعنی ان حضرت صدیق کی امامت میں نہایت ضرور پڑھنی ہو گئی مدد نبود بالشیر۔ پرمیڈونی میں نصاری جماعت نہ پڑھنے کا خیسہ ہائے ہوتا ہے۔ اس دلیل کے حلاوہ حضرت صدیق کو یہی تھیں الاسلام کا اسیر بنا یا جانا بھی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اسی میں حضرت علی کو بے شک نقیب بنایا گیا تھا۔ میر کے تاخت ہوتا ہے۔ کیونکہ دوسری منصب ایک درجہ کے نیز ہر کسی

ان دو قوتوں کے علاوہ کمی صحیح حدیث ہیں جن سے خلفا ماربعہ کامیکے بعد دیکھے خلیفہ ہر بنا ثابت ہے لیکن چونکہ وہ حدیثیں نہیں
کہ مندیک واقعی وجہت ہیں ہیں۔ اس لئے ان کو بیان نہیں کیا جاتا تاہم جماعت کامام احمد پہلے حجۃ الاسلام کا امیر بن شے والی تاریخ
کی صداقت سے الکارہیں کیا جاسکتا کہ وہ تاریخی واقعہ بھی ہیں اس لئے ان دونوں میں نص ختنی ہونے کی صلاحیت بدر جمیں موجود کہ

فضیلیت حضرت صدقی

اوپر ہم اگلی خلافت ماذدین سب صحابے افضل ہیں اور انہیں سب سے افضل حضرت صدقی ہیں۔ یہاں ہم حضرت صدقی کے فضائل بیان کرتے ہیں۔ ہم ہمین میں قرآن و حدیث سے اشارہ دلتے ہیں حضرت صدقی میں حق

خدافت رسول ہوئے کامزیدگی تو پایا جاتا ہے۔ پہلے ہم متعلقہ آیات بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے:-

وَاسْأَبِقُوكُنَ الْأَوْلَوْنَ مِنَ الْمَهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ
جُنُونُكَمْ أَنَّكَ مُحَمَّدَ كَمْ سَانَهُ بِرَوْيِيْ کَمْ
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوكُمْ بِالْأَحْسَانِ
تَعَالَى خُوشَ ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ اُن کے لئے اللہ
تعالیٰ نے میشیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہر رواں ہیں۔

یہ ستم پر کرتواں میں حضرت صدقی، غلاموں میں حضرت زید بن حارث، نابالغینوں میں حضرت علی بن ابی طالب مردوں میں حضرت
صدقی سب سے بہتر بیان لاتے۔ چونکہ حضرت علی بن ابی طالب میں ایمان لستے تھے کہ آپ کی عمر صرف دس سال کی تھی اور آپ رسول مجھے
ملی اللہ علیہ السلام کی سرسری میں پروارش پا سکتے تھے لہذا حضرت دین کے لئے آپ کا بیان لادا ہیں قدر ایمہ نہ فقا جس قدر ابو بکر ہیں، اسی، اسی
تجھر کا ذریعہ حیثیت ہی کہی جلویت سے آن حضرت کی رفاقت کا شرف حاصل فتاوی و حجۃ کے اخلاق و عادات دانشاد جنم سے شروع
زمانہ ہی سے اچھی طرح واقع تھا۔ میں مردوں میں اسبق الانسابین الادلین ہونے کے لحاظ سے آپ کی فضیلیت ہے ایت کریمہ راشد ولی
ہے جس سے خالقین کو بھی الکارہیں ہونا چاہیے۔ ضمیم علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں بیان میں اس آیت کی تفسیر کی ذیل میں لکھا کہ
سب سپھلے حضرت خوبیکار بیان لاتیں اور پھر ابو بکر (انہی) علامہ حضرت زید اور حضرت علی رضا کے نام اس ذیل میں نہیں شامل ہیں
۱۲۔ محمد بن رسول اللہ والذین معہ ایمیں 'معمر' سے حضرت صدقی کی طرف اشارہ میں حضرت فاروقؓ
کی طرف ارجمند سے حضرت ذوالقریبؓ کی طرف اور رکن امام جوہرا سے حضرت علی کی طرف اشارہ ہے۔ اگلے ان غفاری اشہدات کو تسلیم ہیں د
کیا جائے تو بھی ظاہر ہو کہ خلافت ماذدین سے زیادہ کوئی لام اوصاف کا حق ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ آیت استخلاف جو پہلے گزیجی ہے خلافت ماذدین پر کس قد مغلوب ہے۔

۱۴۔ آیتہ تائی افشنیں اذ ہماضے الغار سے حضرت صدقی را کی علوی شان پر زید و شیخ پڑتی ہے اسی آیت کی وجہ سے خدا سے اور
اردو میں یا گاریاں ایک محاورہ ہو گیا ہے جس سے یا صدقہ مراد ہوتا ہے۔ حضرت صدقی وہاں بمقتضائے آیت ہے۔ رسول مقبول مکار فیض خار
ہونا سُلْمَانَ الْبَرِّتَسْتَہ۔

۱۵۔ آیت والذی جاؤ بالحق وصلق بیہ میں حق لانہ ولی سے مراجعت میں اک اندھی صدقی کرنے والے گو
مراد حضرت صدقی ہیں علامہ طبری نے بھی اپنی تفسیر میں 'صدقی' کا فاعل حضرت ابو بکرؓ ہی کو قرار دیا ہے۔

۱۶۔ بیع التیان میں علامہ طبری نے یہ روایت نقل کی ہے۔ وقال ان زیدیلۃ الایة وسیع تھمہما الاتقی المذاہل
نی ابی پکرانہ اشتري الممالیک الذی اسلاما مثل بلاد و معاشر وغیرہ ما واعتقدهم۔..... دھنی ہن لکھ

کہ اگر کوئی ایجاد کرے تو بھروسہ کی شان میں الری کردہ سلطان غلاموں کو خرید کر کے آنند کو دستے تھے مغل بادشاہ نے دعا مراثکی ان آنند کے علاوہ اور کئی آمیزیں ہیں جو مہاجرین و انصار احمد عالم صحابہ کی شان میں نازل ہوتیں ان سب سے آپ کے بھی فضائل نہایہ دیا ہے۔

وہ بھی کہی ہے۔ چند بیان فسحائی کی جاتی ہے۔

۱۔ سب سے پہلی یہ کہ رسول مقبول نے پہلیجی الاسلام میں آپ کو ایمیج بنا یا۔ اور ہبھی عدالت کے آخری نظر میں، نماز پڑھانے کا منصب آپ کے سپرد کیا۔

۲۔ ابو داؤد سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ جس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب میتوں کی اونٹ بھی میری تکذیب کی اور صرف ابو بکر فتنے میں تصریح کی اور جان دوال سے مدد کی۔

۳۔ عمر بن حاصن سے مروی ہے کہ آنحضرت نے دریافت کیا گیا کہ کون آپ کو سب سے زیادہ محظوظ ہے قوائی فرمایا کہ مائی پھر دریافت ہوا کہ مرودوں میں کون تو حجاب ملائکہ ابو بکر خدا اور میرزا۔

۴۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں کسی سے ابو بکر خدا اولان کے لئے عبد الرحمن کو بلوائیں اور ابو بکر خدا کو خلیفہ بنادوں۔ مہادا کوئی کہتے والا کچھ کہے۔ پھر میں نے سوچا کہ خدا بھی کسی اندکو خلیفہ نہیں بنانے گا اور سلطان بھی دامیں گے۔

۵۔ حضرت جبیر بن منصور سے مروی ہے کہ ایک خوبت نبی کریم مکی خدمت میں مانی تھی اپنے نے اسے واپس لئے کا حجم دیا وہ بدل کر اگر میں آئی اور آپ بوجہ ذات پا جائیں کہ دلتے تو کیا کر دیں گی تو اپنے فرمایا کہ تم ابو بکر کے پاس جانا۔

۶۔ حدیث ہے کہ ان اللہ تعالیٰ سے مسلمان صاحب اخلاق آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر خدا کو مرا صاحب نہ کیا ہوتا تو میں اسے اپنا خلیل بنالیتا۔ لیکن وہ میرا اسلامی بھائی تھے۔

۷۔ وفات کے قریب رسول مقبول نے مسجد نبوی میں سب سے در دلائے بندر کو دانیت تھے بھروسہ در دلائے ابو بکر خدا۔

کتب مخالفین سے اقتدار صحابہ کی ماموریت واسطہ امام صادق رضا سے روایت کی ہے کہ قال الرسول ما رجولتم فی الکتاب الا خلاصہ یعنی کہ جو کتاب و سنت میں ہے اس سے تم فرمائیں اور جو کتاب و سنت میں دپاڑ تو تمہری سے اصحاب کی اقتدار کو تم میں میرے اصحاب کی مثال لے کر جیسی ستاروں کی جیسی بھی اقتدار کو گے ہدایت پا سکے۔ اور اختلاف صحابہ تھا سے لئے رہت ہے۔ رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے اصحاب کون ہیں تو اپنے فرمایا کہ میرے اہل بیت۔ (انتہی) راقم الحروف کو تھا ہے جو صحابہ کا لفظ کوئی چیتائی نہ تھا اور میا طبعین رسول اللہ سے اس کے معنی دریافت کیا تھا لہذا آخری سوال و جواب بدراہستہ الحافظ ہے۔

۸۔ آیات بیانات میں ہے کہ امام علی الرضا سے اس قول نبی کی بابت کہ اصحابی کا الجنم اقتدار یہم اہل میتم میتم میمات کیا گیا اور آپ نے فرمایا کہ یہ سمجھا ہے۔

آیات بیانات میں ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ فرمایا کہ شس کی طرح ہوں۔ علی ترقی طرح اہل میرے اصحاب ستاروں کی طرح۔ جس کا بھی اقتدار گلے، پہدایت پا سکے۔

جامع الاخبار میں یہ حدیث مروی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ عجیب گالی دلائے قتل کڈار۔ جو میرے اصحاب کو گالی دلائے کوئی

کتب میں الفین سے حضرت صدقی کے خصائص

۱۔ تفسیر ابن حمیں علکری میں ایک طویل عبارت ہے جس کا لآخر ہے اُن وہم کے بنایا ہے۔ الفاظ ہیں: سچے عالم میں بدلانے کی صورت والوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو مرنے کے لئے ایک خطر کا قیاس دیا ہے جس میں حضرت علیؑ پر شیخین کے نے فرمائی ہے، اُن مکاتبہمیں الاسلام العظیم و افالمصائب، نہما فی الاسلام طریق شدید و حمایۃ اللہ و جزاہما باحسن ما علا ریعنی ان دونوں کا مقام اسلام میں بلکہ ہے اسلام میں ان کو جو ایڈیشن پنجیں وہ سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرطی اور جو کہم انسوں نے کیا ہے اس کا اچھا بارہ ہے۔

۲۔ کشف الغمہ میں ہے کہ کسی نے امام سے تواریک نقش و بخار کرنے (حیثیت السیف) کی بابت پیچھا تو آپ نے جواب دیا کہ "جائز ہے بلکہ صدیق فضل کی تابع کو جاندنی سے منفی کیا تھا" نادی نے کہا کہ کیا اپنے بھی صدقی کہتے ہیں تو آپ نے اپنی جگہ سے اچھل کر فرمایا کہ "ہاں صدقی، ہاں صدقی جس نے ان کو صدقی نہیں کہا اللہ تعالیٰ ہیں کہ قول کو دینا واخرت میں سچا ہے کہ"۔

۳۔ علماء طبری نے کتاب الحجاج میں امام محمد باقر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ دست ہندک مفضل ابی بکر و دست ہندک مفضل عشیر و لکن اب اسے مکرا افضل من عمی یعنی میں نہ فضیلت ابو جعفر کا مسکوی نہ فضیلت عزیز کا البتہ بو جو کوہ زبر نے افضل ہیں۔

۴۔ حضرت علیؑ نے مردی ہے کہ کنाम النبي صلی اللہ علیہ وسلم علی جبل حرام یعنی ہم رسول اللہ کے ہمراہ جبل حرام پر ہتھ کیجا کیا پہاڑ کو حرکت جو ہی تاپ نے فرمایا کہ قلوب پر کوئی تمہارے پر سوائے بنی صدقی، صدقی، اور شہید کے کوئی نہیں ہے۔

۵۔ آیات بیتات میں ہے کہ قال ابو عبد اللہ فی حکمہ امام اعادلان فاسطان کا ناعلیٰ للحق فماتا علیه فعلیہما رحمة اللہ یعنی القيمة دیعنی امام جعفر صادق نے شیخین کے بائی میں فرمایا کہ وہ دونوں مُنصَّف اور عادل امام تھے۔ زندویہ حق پر اور مرے حق پر، ان پر روڑتی قیامت خدا کی حکمت ہے۔

کتب میں الفین سے خلافت ثلاثہ کے برقی ہونے کا ثبوت

۱۔ ایک تو حضرت علیؑ کا دہنی خطر جو آپ نے حضرت معاویہ کے نام لکھا۔

۲۔ دوسرا سے حضرت امام حسن کا صلح نام۔ ہم ادھر ان دونوں کو ضمنی عنوان دہنے کی ذمیں نہیں کر سکتے ہیں، اُن پر بھر نظر قابلی جائے۔ حضرت علیؑ نے قلم کے قلم سے ظاہر ہے کہ جو امام ہماجرین والصادک مشور سے مُنْتَخِب ہوا کافہ، خدا کے نزدیک پسندیدہ ہو گا۔ اور جو کو جس خلفائے شہزاد کا انتخاب مشورہ ہماجرین والصادک ہوا لہذا وہ عند اللہ مقبول ہیں۔ امام حسن علیؑ تو خلفاء کو صاحبین کہا ہے اور وہ وحشی عین کی سیرت کی پابندی کو ایسا ہی ضروری سمجھا ہے جیسا کہ قرآن و سنت کی پابندی کہ۔

۳۔ حضرت علیؑ کا دو خطبہ ہی جو آپ نے حضرت دلداروں کی شہادت کے بعد لوگوں کے آپ سے سیعیت کی خواہش کرنے پر دیا تھا۔

یہ خطبہ ہی بیچ البداعہ میں شامل ہے اس کے مندرجہ ذیل الناظر تابع لفاظ ہیں۔ وہ ان ترکیعنی فلما کا خدا کو دعی اسمع و کو واطح عکم لمن ولیقون اهل کو وہ اخیر نکر من امیراً یعنی اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تم میں سے ایسے کے ماند ہوں جس کو تم اپنے امیر بیناؤ اس کی شاید میں تم سے زیادہ اطاعت و فرمابنہ واری کروں اور میرا تمہارے لئے ذریعہ ہونا تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہیں تمہارا امیر بنوں (گلیا

چوری شروع

۱۶

تہ کا مطلب ہے کہ جس طرح میرا خلافتے غذا کا ذریعہ رہتا تھا وہ کام اور ہالے ہے اسی طرح الگیں کسی چوری کے خلیفہ کا ذریعہ ہوں تو قبیلہ کے نیادا پھاہر کا، نیز اس نجیسے یہ بھی غارت ہوتا ہے کہ نصب امام نصیح ہے نہیں ہو بلکہ چہار ہر دانہ کے مشویں سے اچھا ہے جو کہ
۷۔ مکینی کے کتاب الجہیں الحکایہ ناد خلافت الاصحاب ثلاثۃ مثلاً نہ کروانے والوں ملتفت ہائے۔ یعنی اصحاب
ثلاثی کی خلافت لامہ ہری خلافت تھی میرا حضرت علی رمی کی خلافت باطنی۔

۵۔ حضرت ملیٹن خواجہ کے ساتھ جو تقریر فرمائی تھی اور جو نجی السلامیں متعلق ہے ان کا یہ مقنیاں ملاحظہ ہو۔

سیملک فی صفات مفترض یعنی یہ الحب الی خیال الحق و مفترض یا ذہب به البعض الی خیال الحق و خیال الناس فی النیط
الادسط والذی موالیاً لاعظم فان یہ اللام علی الجماعت دا پاکہ والمنفرة فان المقاد من الناس للشیطان کما
ان الشاذ من الفتن للذن تب

لماک ہو ہائیں گے یہ سے بالیہ میں دو گردہ۔ ایک توہ گردہ جو بڑی محبت میں اڑاٹ کرتا ہے اور اس نے وہ حق پر قبیلہ بے درگار کر دو گردہ
بڑی محبت میں تقریباً کرتا ہے اور اس سے بغض حق سے دھکدیتا ہے۔ بہترین گردہ وہ ہے جو مہماں رہنے پس تم سلطان کو دو گردہ پر کر کر
خدا کا ہاتھ حمایت کرے اور ترقیتے پر کوئی کوچ جو حمایت سے دو گردہ ہو جاتا ہے وہ شیطان کا شکار بن جاتا ہے جو حق کو جو بھر بکری
گلے سے دور ہو جاتی ہے توہ بھر بکری کا فکار ہو جاتی ہے) اس نجیسے ظاہر ہے کہ مذکوٰتے ثلاثی کی خلافتے جو جماعت است سے قلم
ہوئی تھی الکارکنہ ولی کی جیشت اس بھر بکری کے سب سے جعلتے دو گردہ کو بھر بکری کا شکار ہو جوئے۔ فیز کو دا لگ جو حضرت علی یہی بیت
میں غور کر تے میں اور وہ لگ جو حضرت علی یہی سے بغض رکھتے ہیں۔ غرض دو قسم کے لگ بلکہ ہوئے۔

۶۔ حضرت خادوق رسلِ جس نہ ہم دم اصمہم فارس پر جوانہ کے بلکہ میں حضرت علی یہی سے مشورہ کیا تو حضرت علی یہی سے مشورہ کوں ہو تو
ہم جو تقریریں فرمائیں وہ نجی ابوذر میں درج ہیں۔ اسی کے مطابق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپسے اس خروس اور محبت سے حضرت خادوق کو
دارالخلافہ پھوٹنے سے روکا ہے۔ حضرت علی رضا حضرت عزیز کو خلیفہ برحق جانتے تھے تب ہری تو آپسے خاصہ نصیحت سے اسی درکی

اہل بیت، عترت وآل کا مفہوم و مصدق

تطریز سے ٹا بتتے۔ اور دوسرا مفہوم میں اہل بیت
ساتھ حضرت بھی شامل ہیں جیسا کہ رسول مقبول نے حضرت علی حضرت فاطمہ زہرا حسین کو اپنی کلی یونی کے دعا مانگی تھی کہ خلاں ای یہ بھی
میرے اہل بیت میں ہیں ہیں اور کوئی گندمی نے دو کرہے۔ یعنی آپ کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ از دل مطہر و قابی بیت میں خاصل ہیں ہی۔
ان کی تو تطہیر فرطے گا ہی، یہ چاروں بھی میرے اہل بیت میں داخل ہیں ان کی بھی تطہیر فرمائی جو جسے کہ جیام ملائشیت علم ملئی
کلی میں آنا چاہا تو آپسے فرمایا کہ انکے طے حسین یعنی تم تو مصدق ایک قرآنی اہل بیت میں داخل ہوئی، الہلا قبریں ملائی
سامنے کلی میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں۔ عترت کے معنی میں خاندان رشتہ دار، شاخ، آں اولاد۔ یہ لفظ قرآن میں ہونا آئی ہے
للق آں قرآن میں اپناء کے مفہوم میں مستعمل ہو رہے۔ مثلاً آں فرعون نے مراد قرآن پاک میں ہیں کہ رشتہ دار ہیں ہیں یہ مدد و مدد
مراد ہیں جو اس کے طبق دار حکایت ہیں۔ نماز میں، حجود و شریعت پر مذاہ جاتی ہے، اس میں آں اہل بیت میں مراد ہیں کہ
ابتاع ہیں مذکور اُن کے حضور شریعت دار، اگر لفظ اصحاب کیجا جاتا تو اپنی کی عترت نکل جاتی۔ اس لفظ اسی ماجام لفظ سہمال ہو رہے جو جماعت
اور عترت دوں کو ظاہر ہے۔ قرآن پاک کی آیت ہے: سیا ایتها الذین اسْنَادَ کروا اللہ ذکر کا تکمیل و جو جماعت دا صیلہ اعلیٰ اُنہوںی ہیں
ھیکو و ملائکہ یعنی جو کو من النبلات میں انس و کان بالموئن و حیاتی ایمان و الو ایش کو بہت یاد کرو اور صحیح دشام اس کو ہوں کہ بیان کو

وہی ہے جو تمہاری بھیخت بھیخت ہے اور فرشتے بھی۔ تاکہ تم کو وہ اندر کرے

سے روشنی کی طرف نکلئے۔ دھایکان والوں پر بڑا حجم کرنے والا

اس ایسٹ سے ظاہر ہے کہ خدا مسلم خواجہین یعنی صاحب پدر و فدہ (رجحت) مجھ کا ہے جیسی حضرت رسولؐ یعنی شاہ میں۔ لہذا کا تلقین ہے۔ کہ خدا مسلم خواجہین یعنی صاحب پدر و فدہ (رجحت) مجھ کا ہے جیسی حضرت رسولؐ یعنی شاہ میں۔

اس بیت کا حصہ تھے کہ ماؤنٹین پر چڑھ جانے والے درود و مکریت میں ال سے مراد سب سے سکھیں دنیمیں مراد ہوں۔
سرویل ہر الیکٹریٹ فی ایکٹریٹ سے مستحق ہے جو اپنے سارے غلام خواہیں سے اچھے کرے آتا۔ اسے ایکٹریٹ ہے۔ کوئی جانشی نہ۔ کما

ای دین می امروز دست افسوس بیه سخن بخواهم که در پر عرضی اندیشی با اپل رکوں می جست و اجر بگت چا
جا بایدیه... ایسے عذر دار کرنا چاہیے من... آستہ سے ایسا چلا استکل علیک ماحرا الاموتة في الصَّفَرِ

لئے رسول کفار سے کہ دی کہ میں اپنے اخلاقی اسلامی میں اسکے خلاف ہوں۔ ایک یاد یقیناً اعلیٰ ہے، یہ ہے۔ ایک یاد یقیناً اعلیٰ ہے، یہ ہے۔ ایک یاد یقیناً اعلیٰ ہے، یہ ہے۔ ایک یاد یقیناً اعلیٰ ہے، یہ ہے۔

بکث طلب ہے کہ قرآن سے کس کے قری مرا دیں خود رسول بالشہر یا کفا کے۔ حقیقیں کے بھی صورت میں یہ سنت جو

تبلیغ کا حکام کر دیا ہوں، آن کا اجر میں تم سے یہ چاہتا ہوں کہ تم میری آئندہ نصیحت رکھنا یعنی ان کا ہر طرح خیال رکھنا۔ تو یہ

میتوہم ان سب اکتوں کے خلاف ہے جن میں پیغمبر ان سماں نے بھی مخالفین سے کوئی اجر نہیں بالگا چہرے ملک کو ہائے کارج تقدیم کرے

اُدھ سی طرح رسول مقبول نئے کمی بار خرفا یا پسندِ اپنے الگ اس آئیت کے معنوی لئے جائیں کہ رسول مقبول میں مخاطبین سے یہ چاہا کریں

وچهارمین بخش از این مقاله می‌شود که در آن از مفهومی برای تجزیه و تحلیل داده‌ها استفاده شده و نتایج آن مورد بررسی قرار می‌گیرد.

دھنے کی خدمت سے ہیں۔ ان میں اول الطالب ہم یہے دھنی ایسا ہوم ہے جس پر سی سم کا آخر اسی عالم دار ہے جو اپنے فرمایا کہ سے ہے کارکارا حیرت سے کہ تم اپنے رشتہ دار ادا نکر سا اچھا سا کر کے اور سلی بچ کا فراخدا کر کے اپنے

غورنر یہے اس مہم اپریل یونیورسٹی کے نام پر رکھ دیا گیا۔ سماں میں اپاٹھنٹر کو اس کا پہلا حصہ بنایا گیا۔

اوسی کے کارکرہ امتحان میں پاس ہو جائیگا۔ لیکن کارکرہ خدا کے پامد مرد جو دنگ تو میں سمجھوں گلے گھے اجر مل گیا۔ دیکھتے دندنوں ...

طالب میں کس قدر فرق ہے۔

قصہ قرطاس مستل خلافت کے سلسلے میں بیان حث مندرجہ بالا کے علاوہ تین چیزوں اور حدودیہ ممتاز فیہ ہیں۔

سے فرست پہنچ اپریل کے متین محفل و صاحت کی جانی ہے۔ نسب سے پہلے قسط قطاس کو بیٹھا رہیں۔

دفاتر سے میں چار روز پہلے رسائل بھیں تھے جو عالم سنتہ عرصہ پر اور اگر دوسری تھیں تو اسے میں مکمل کرنے کا شاندار میں کام کر رکھتا ہوں گا۔

تے ایک خوبصورت مراہ رپورٹ کو سونے ورچاٹ پر اپنے رسوئی مسماں کا امور میں مدد تے بھے اور سماں کے لئے اس قابل موجود ہے جو کاری، مذاہت کے لئے کافی ہے۔ اس کو اس عالمی مڈیا سکلپٹ دستے کی صد و سی نیشنز ہیں، سر جاگر فرن

میں کو اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ تمہل کو جاتے۔ بعض نے کہا کہ خود آئی سے وہ بافت کر لیا جائے۔ جب صحابہ نے وہ بافت کی تو

آپ نے فریا کر کے پھوڑ دیں۔ میں جس مقام پر اب بول دیا ہے، ہر سو کجھ کی طرف تھے بلاتے ہیں۔ ایں صفت اور محاذین

خلافتے راشدین کے درمیان یہ واقعہ ایک بڑا محکمہ کا موضوع ہنگامی ہے۔ قیمتی حضرات مسکوہ میں کہ جناب رسالت مبارکہ

علیٰ کی خلافت کا ذریعہ بخوبی اپنے چالنے تھے۔ مولانا شبل لے الفاروقی میں مکمل ہے کہ یہ حدیث کمی طرفی سے مردی ہے مگر پہلے رادی سب طلاق

میں حضرت عبداللہ بن عباس کے سوا ادھ کوئی چیز۔ ان کی عمر ۶۰ وقت تیرہ برس کی تھی یعنی یزید کی خودا بین عباس اس موقع پر موجود تھیں لیکن

یہ بڑا کم ہے کہ اس وقت حضرت مکاؤں وقت سخت تحریکت میں اور یہ معلوم تھا کہ شریعت میں متعاقن کوئی حکم باقی نہ رہا تھا۔ قرآن پاک میں آئیں اليوم احکامات لکمر دینکمر... نازل ہو چکی تھی، اس نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو زحمت دینا مناسب نہ سمجھا۔ اگر کوئی ضروری حکم ہوتا تو ان حضرت مکاؤں کے رکن کے لیے کوئی رک رک سکتے تھے۔ درز نعروہ بالسر عدم تسلیع کی لوگوں اشت کا لار تکالیب ہوتا۔ اس واقعہ کے تین پانچ دن بعد آپ زندہ ہی ہے۔ اس وقت رہی ہی بعد میں تھوڑا سی تھی۔ ہن تھیس کے بعد آپ نے صاحبہ کو تین وصیتوں زبانی دریا میں جو خود کی تھیں آپ کاغذ ہم لکھوانا چاہتے تھے، میں ممکن ہے کہ وہ ان تین وصیتوں میں شامل ہو۔ علاوہ ہریں آپ کے بعد آپ نے مجھ عام میں جو ایک مختصر ساختہ میں دیا تھا۔ اس میں ظاہر کر سکتے تھے۔ سب سے زیادہ قرآن قیاس یہ ہے کہ آپ حضرت صدیقی کی خلافت کا حکم لکھانا چاہتے ہوں۔ جیسا کہ ایک سی محنت میں آئی ہے کہ آپ حضرت صدیقی (ذکری) خلافت کا حکم لکھنا چاہتے تھے پھر آپ نے پریچہ کرا مادہ بدل دیا کہ حضرت صدیقی کی خلافت کے سوا اسکی اونکی خلافت کو رد خدا منظور کرے گا اور نہ سلمان ہی راضی ہوں گے۔ اور سماں میں کا اجتنبی صحیح ہی واقع ہوگا۔

جناب سول کی نعش مبارک چھوڑ کر اپنکروں کا سقیفہ چلا جانا

خالقین کا ایک بڑا حراضہ ہو کر رسول مقبول نے انتقال فروادی کو لوگوں کو خلافت کی پڑگئی اور نعش مبارک کو بے گرد کن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں بیج ہو گئے چنانچہ اسی صورت کے چھوڑا شمار مشنی روکی میں ایسا تھا کہ دعیے گئے جس کو پڑھ کر سخت دوحانی صدمہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت صیم الامت کی روح پر فتوح پر پیشہ رحمت و برکت کے امداد اور اونار نازل فرماتا ہے کا مخوب نسبت کیا کہ یہ اشعار الحاقی ہیں۔ پر فیض رکھتے نے حل ہی میں مشنی روکی، مخطوطات قدیمہ کی رو سے جو نذرین کی ہے بحمد اللہ نہیں میں بھی یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ

اس اعتراف کا جواب یہ ہے کہ اس تھیس کے پیدائش کی ذمہ داری شیخین پر ماند نہیں ہوتی۔ وہ تو نعش مطہر کے پاس حاضر تھے گا طلاق علی کوستھی میں بڑا جماعت ہو رہا ہے (اور جو رحیقت کیا وہ ہر اتنا فقین کا تھا) جس میں خلافت کا ستار پیش ہے کسی پھر یادشاہ کی جانشینی کا رسول ایہم مہات سے ہے لہذا اس کا طبق پڑنا ضروری تھا۔ اگر اقصار میں سے کوئی خلیف مقرر ہو جاتا تو ائمہؑ تھیں کے خلاف ہو گئے کے علاوہ قریش انصار کی قیادت اور سربراہی کی طرح گواہ نہ کرے اور اگر انصار وہا جریں دونوں جانوروں میں سے ایک ایک خلیف مقرر ہو تو ایک مریان میں در تکواریں کس طرح سماں میں۔ علاوہ ہریں اس مسئلہ کے طبق جانے میں زیادہ سے زیادہ ایک دوستہ صرف ہوتے ہوئے۔ پھر یہ سب لوگ والپس پہنچ گئے۔ رسول مقبول مکاوصہ میں کوئی دھڑکنے کے بعد ہو اور تنہ فیں ہو گئی مٹکل اور بدھکی درہیانی شام کو یعنی وقت سے ۲۹ یا ۳۰ مگھیوں کے بعد۔ ظاہر ہے اس مدت میں حضرات اہل بیت بھی متصل دموات نعش مبارک کے پاس بیٹھے دیتے ہوئے تھے جگہ کاشکی ادا تھے کی ضرورتی۔ جب حضرات اہل بیت بھی جوں تھے خود اور ایسا تھی نام جگان کے نعش مبارک سے جدا ہوئے تو شیخین کا ایک ایسی مہات سوال کے طبق کہ کتنے پھر دیر کئے تھے دہل سے پہلے جانا کس طرح قابل اعتراف ہے۔ مخصوصی سی غیر حاضری کے بعد یہ صاحب آخر تک پہنچنے و مخین میں شامل ہے۔ اگرچہ کل کچھ موقع پر ذکر کے گا کہ خود حضرت میں بھی جسد مبارک کو چھوڑا رکھ رہی تھی مگر کے جلسے عام میں حضرت صدیقی شہنشہ بیعت کر کے تشریف نہ سکتے تھے۔ یہ واقعہ ہے کہ حضرت صدیقی کی روایت کردہ حدیث کے مطابق حجرۃ عالشہ میں قبر کھودی گئی۔ قبر کو ہند علی ہر سے بڑی ہی زیارتی میں کا اندانہ ہو سکتا ہے کہ خلفاء رضاؑ کو مطعون کرنے کے نتیجے اہل بغض و عداوت نے کیسے جھوٹ لئے ہیں، روایتیں گھری ہیں اور حعل سازی کی ہے (قبلی)

کچھ نام پيش کئے گئے تو حضرت فاروق رضا کی پيش کرداں اس جو ہر پر عمل کیا کیا کرد دنوں کو بلایا جائے تو پہلے اپنے اس سے قبر کروائی جائے۔

حضرت علی نقشے حضرت صدیق نقشے بیعت کب کی

بعد حضرت صدیق نقشے بیعت کی۔ اس خیال کے ماتحت بخاری شریف کی ایک طویل حدیث ہے۔ اس کا خلاصہ یہ کہ حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد حضرت صدیق کو بلاک کیا کہ آپ کے فضل کو اور جو کہ اللہ نے آپ کو دیا ہے اسے ہم جانتے ہیں اور جو حضرت علیؓ کے تعلق آپ کو بخشنے ہے اسیں ہم آپ کی رسیں کرتے۔ لیکن ہاں آپ نے خلاف کا معاملہ خود ہی کرنے کریا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوات کی وجہ سے ہم بھی اس میں پانچ حصے بخشنے ہے مگر حضرت صدیق نقشے بخشم پر تم مدد زدہ کہ کہا تو علیؓ نے فرمایا کہ آپ کے کے وقت تشریف نہ لائیں میں بیعت کروں گا چنانچہ اسی وجہ سے آپ نے بیعت کری۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ چھ ماہ بعد بیعت کی۔ مگر دنایش اس روایت پر یہ اعتراف ہے کہ چھ ماہ تک بیعت نہ کرنا ایک الی بات ہے جو ایک طرف حضرت علیؓ کی خان سے بہت بچید ہے کا آپ ہمی تقدیس آتی، پہنچنے خیر خواہ اسلام و مسلمین ہیچ باتا عده منتخب شدہ خلیفہ سے بیعت نہ کر سکتا۔ ملک حضرت صدیق بلکہ عامت المسلمين اسے گواہ نہیں کر سکتے تھے کہ چھ ماہ تک حضرت علیؓ کی سی ائمہ شخصیت کو ان کی بیعت سے الکاریاں نہایت دلکشیں ہیں جو اگرچہ بخاری و تکمیل میں مردی نہیں ہیں۔ مگر وہ انہی دنوں کے شرائط پر ہیں انھیں حاکم نہ مدد کریں تقریباً ہے اور رسولؓ نے تاریخ العلفا مادرین تیسی نے تہذیب اس روایت میں بیان کیا ہے ایک روایت تھی ہے کہ جب داعو سقینہ کے دوسرا بڑا عالم ہے میں حضرت صدیق نقشے ایک مختصر ساختہ دیا اور کہاکی میں خلافت کا خواہ دخادر یعنی مرضی کے خلاف لختہ بڑے کام کا طوق پری گردن میں ڈال دیا گیا ہے دغیرہ دغیرہ تو حاضر نے اسے خوشی سے رُستا۔ البته علیؓ دزیور نے کہاکہ ہم کو اس بات پر بھی کسی لذتی کے وقت ہمیں نظر انداز کیا گیا اور نہ ہم میں بلاشبہ رسولؓ کے بعد امارت کے مستحق ہوں گے ہیں وہ صاحب غفارانہ ثانی اشٹنے ہیں ہم ان کے شرف و عظمت سے واقف ہیں۔ رسولؓ مقبول ہونے نادار کی امامت کا حکم اپنی صیانت ہے میں دیا تھا۔ لفظ۔ ابو الحسن بن سبیرؓ پڑھ کر ادھر ادھر نظر ہی اور حضرت علیؓ کو نہ پا کر ان کی بابت پوچھا تو انصار ان کو بلایا۔ حضرت صدیق نقشے کہاکہ رسولؓ کے چھ اناد بھائی اور داد بھائی اور مسلمانوں میں پھوٹ دانا چاہیتے ہیں۔ وہ حضرت علیؓ نے ہمہ کا ملامت سن کیجئے۔ اس کے بعد آپ نے حضرت صدیق نقشے بیعت کری۔ لفظ۔ یہ حدیث یعنی صحیحین کے شرائط کے مطابق ہے۔ بن ارشد نے ان حدیثوں کو بیان کر کے حدیث بخاری کے ساتھ اس طرح تطبیق دی ہے کہ حضرت علیؓ نقشے حضرت صدیق نقشے دعا بار بیعت ای۔ پہلی بار تو واقعہ سقینہ کے دوسرا بڑا عالم کے سیاست میں اخلاقی دعویٰ بار حضرت فاطمہ الزہرا کے انتقال کے بعد تھا۔ ماہ تک پہلک سے تائب اور خلیفۃ الرسولؓ کے تعاون سے بازٹے کی خلافتی دور کرنے کے لئے بیعت کی اور وہ بیعت کی اور وہ بیعت رضا ہے۔

قصہ فدک

کچھ مخصوص کر دھما۔ جو پہنچا دہ بیان، ساکین، ابن السبیل وغیرہ پر خرج فرماتے تھے جب حضرت علیؓ صلی اللہ علیہ وسلم ارکان خلافت ہمیسے تو سیرات کا سلسلہ پیش ہوا جس کے حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، واہبہت المولیین اور حضرت فاطمہ الزہرا دعویٰ بدھ کئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت فاطمہ خود تشریف نہ لے گئیں یا قاسم سدیعیا۔ حدیث بخاری سے قوله مولانا سعید رحمہ اکابر ایادی مدیر برائی نے بہان کے فروضی ۱۹۵۴ء کے جریبی صدیق، اکبر سے حضرت علیؓ کے عنوان سے ایک مقام شائع کیا ہے۔ یہ بحث اسی سے ماخوذ ہے۔

صریت ثابت ہوتی ہے۔ دعوے کے جواب میں حضرت صدیقؑ نے فرمایا کہ رسول مقبولؑ کے سب اعزہ داقریب کو میں لہتے اعزہ و اکابر سے زیاد بھروسہ دخیر سمجھ ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ چونکہ مخدوم رسول مقبولؑ کا ایسا رثا درج ہے کہ ”بھم انبیاء رکاروہ کوئی چیز مراشت میں نہیں“ تھی کہ چونکہ چیز مرموم ہوئے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے؛ اس لئے میں اس جانب کو کوئی تقدیم کر سکتا ہوں ابتدی رسول مقبولؑ کی زندگی میں اہل یہست کو سی قدر فائدہ پہنچتا تھا کہ اب بھی پہنچتا ہے کا۔ یہ جواب ٹینکے بعد حدیث بخاری میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ فوجدت علم تکلیف حق مانتے حق الفین نے اس کے معنی لئے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اس قدر غصے ہوتیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بولیں یہاں تک کہ استقال فرمائیں۔ ہماری گزارش ہے کہ اگر حضرت فاطمہؓ حضرت صدیقؑ کے اس معقول اور مطابق شریعت جواب پر اس قدر ناراضی ہمچنان کا انہیں نے حضرت صدیقؑ سے بولنا ترک کرو یا قنوعہ باشد خاک بد ہم خاتون جنت کے اعلیٰ کردار پر حرف آتا ہے۔ فرض یکیجی کہ اس جو دعویٰ میں صدیقؑ نے بھی جبکہ دیوبندی کی حالت ناگفتہ ہے الگی پر ہرگز اپنے اکابر پا بینہ شریعت خاتون کا باب کچھ جانداد چھوڑ کر مر جاتے۔ اولیٰ یعنی کسی مخلص اور صادق القول دوست کے سامنے جانداد کے ایک حصے کو دوست کو فیصلے جس کا اہل کی بیانی کو علم نہ ہو۔ اور وہ دوست متفق کی تینی یعنی سے کہے کہ فلاں جانداد کو تو تمہارا مستقیم باب میرے سنتے وقت کر لیا ہے۔ تو قاترین کرام ذرا سوچیں کہ اس خاتون پر کیا انہوںکا کا دھنیز کے کہ اس حصہ جانداد کو دوست کو فیصلے گی یا اخدا رسولؑ مکی خوشودی کے لئے لہتے والد متوفی کے حکم کی تکیل کی میں اپنی سعادت خارج میں سے گی۔ اگر وہ خاتون درحقیقت پھر میرگار، پا بینہ شریعت فی سبیل اللہ علیہ دریغہ خرچ کرنے والی ہے تو وہ ہرگز برگزیدہ حسن دچاند کرے گی تو کہا رسول مقبولؑ کی صاحبزادی سیدۃ النساء خاتون جنت بوسالموں کو سارا کھانا کھلا کر وہ تین دوست کے متواتر رفعے و حقیقی تکیل پہنچنے پر در ہندگوار فدہ روحی کی حدیث مبارک کوئی کرتھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفات کے بعد ایسا شخص منزرا رات خلافت بھولے جو رسول مقبولؑ کے حکم کی سروبو بھی ہوئی کہ بھراللہ کو اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفات کے بعد ایسا شخص منزرا رات خلافت بھولے جو رسول مقبولؑ کے حکم کی سروبو بھی خلافت ورزی نہیں کرتا۔ اگر خیزیدہ رسول وہ جانداد اپنی اولاد کو دیدیتے یا ملپتے ذاتی تصرف میں اللہ تھے تو ضرور مظلل کی بات تھی۔ آپ نے تو یہ فرمایا کہ جو کچھ رسول مقبولؑ کے ہولے میں مطاہما کو اب بھی ملتا ہے اس کی ملکت ہے اور بیت المال کی طرف منتقل ہو گئی ہے اگر تو وہ بھی ادھر تکیں بخش ہے وہ جذبہ کے معنی یہ ہے کہ آپ نے سوال کرنے کی غلطی کا احساس کیا اور پھر آپ نے اس بارے میں کہیں کسی قسم کی گفتگو نہیں کی رہیں تو تم خدا کو امام تھکن کا، جناب شمار اللہ یا انی یعنی السید رسول مسلم میں بخت ہیں۔ ۲۔ دوست لطفیت مشترک درجہ دینے۔ بخت خفیت دغصے ہوتیں میں دوست دنادم ہوتیں، داغست دلخیج کیا، آمدہ کزانی نہایت الجبردی۔ ایجا رادی درجہ دینے را بمعنی نہ ملت یا غلامت سہواں کر دے دیجئے ردا کر ردا یت عدیت بمحنت کر دندا، درجہ دینے، راجعہ خفیت فویہدہ ہمان قسم بادشاہ دینے اور این حضرت درحقیقت آئت کہ چون فاطمہ جواب ابو بکر شیخ و بامساع حدیث شیخبرد ریافت کرد کہ سوال میراث خلافت شریعت واقع شہ نہامت کشید۔ پانگیں شد کہ این فعل چراز من نہ ہو شد۔ علاوه ہریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درسے مسلمان سے دو تین روز سے نہیاہ ملت تک سلام و گفتگو نہیں کرنا چاہیے۔ حضرت فاطمہؓ کا عمل خلافت حضرت حسینؑ نے زمانہ خلافت تک بھاری رہا۔ یعنی خاتون جنت کے نہ شوبرا محترم نے خفت جگہ اس میں کسی قسم کی ترسیم یا تسلیخ کی۔ ابتدی اموری جہد میں اس کی خلافت درجہ دینے کی کمی متوحہ حضرت مدرس عبدالعزیز رحمن نہیں ہوتے تو انہوں نے پھر سالقا عمل درآمد تھا وہ حضرت حسینؑ نے پنج الہانگری کی شرح مسی بعاصیح الالہین میں ایک طویل رہا۔ یہ حضرت فاطمہؓ کا کلام سناؤ کیا کے اور توں میں سب سے بہتر حضرت احمد بالہل میں سب سے بہتر اپنی بیوی یہ ہے کہ اب بھر رہنے جب حضرت فاطمہؓ کا کلام سناؤ کیا کے اور توں میں سب سے بہتر حضرت احمد بالہل میں سب سے بہتر اپنی بیوی

میں نے رسول مقبول کیے تھے، سولہ اور نعلیٰ دو قرآنی حضرت علیؑ کی تھے دی ہیں۔ رسول مقبولؑ کو یہ فرطہ ہوتے تھے میں نے
ستا ہے کہ ہم انہیاں کی جماعت سنت چاندی اور جاندار میں کسی کا پابندی فارث نہیں پھوڑتے۔ ہم قایمان، علم و حکمت اور صفت
فارث نہیں پھوڑتے ہیں۔ ہم پر حضرت فاطمہؓ کیا کہ رسول اللہؐ مدنہ وہ باغ تھے جسے ہبہ کرو دیا تھا۔ اب یہ کتنے کیا کہ ان کا کون گواہ ہے تو
علیؑ اور امام ایمن نے گواہی دی۔ پھر انہوں نے عبد الرحمنؓ نے گواہی دی کہ رسول اللہؐ اس کی آمدی تھیں فرمایا کہ تھے جسے جو اور کرنے کا کہ
تم سب نے مجھ کہا۔ اور یہ اس طرح کہ پیدا برداشت کی تھی آپؑ ہی کی ہے۔ رسول مقبولؑ فذک کی آمدی سے آپؑ کی خواک کا انتظام کی کے جو
بچنا خواہی تھیں فرمادیا کہ تھے۔ اور جو کچھ خدا کی راہ میں لے دیا کی تھے۔ اور میں آپؑ سے عہد کرتا ہوں کہ میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں
کہ اس پر حضرت فاطمہ راضی پر گلکن اور یہود کو دلیار فرمائیں۔ بعد ایک مدد ملے، بالدو جو فذک کی آمدی سے بقدر کیا ہے۔
 حاجت آپؑ کو یہ تھے ہے اور پھر خلفتے تلاش بھی ایسا کی تھے۔ یہاں تک کہ معاویہؑ کے زمانے میں امام حنفیؑ کے بعد تیسرا حضرت
مولانا کو مختار ہے اور خود مولانا کے نام تھلفت میں ساری جاندار خالصہ پر گئی۔ تا یہ کہ عمر بن عبد العزیزؑ نے جاندار پھر اولاد فاطمہؑ
کو فٹا دی۔ جس پر غیظہ تو کہہ ہیں کہ یہ پہلا غصب کردہ مال ہے جو اس نے دو تباہی اور ایک سنت کہتے ہیں اس نے خالصہ کی کہ ان کو
بخشن دیا۔ لئے۔ اس روایت سے حضرت فاطمہؓ کا حضرت صدیقؑ کے فیصلے سے راضی ہو جانا ظاہر ہے۔

حضرت علیؑ کا خلفتے تلاش کے تھنا تعامل و تعاون

حضرت علیؑ کے تعلقات خلفتے تلاش کے ساتھ حضرت علیؑ کے تعلقات خلفتے تلاش کے ساتھ
حد در برج قلعہ اس اور ہمہ داد تھے۔ آجھے نے
ان کے تھا بہ طرح تعامل کیا۔ جب حضرت ناروق بٹلے خارس دروم کی ہمبوں پر جلنے کے باعثے میں حضرت علیؑ غیرے مشورہ کیا۔ قوائی نے
لہذا صدق و صفا ہمبوں پر جانے کی خلافت کی اس کا ذکر تھیں الافت کے دو خلبیں میں موجود ہے۔ حضرت فرشتہؓ فرمایا کہ تھک کر فر علیؑ تا
ذہبیہ قبر نہ بلکہ ہو جاتا۔ حضرت علیؑ نے حضرت ختمانؑ کے فتحہ شہادت میں آپؑ کی پر طرح مدد کی۔ اور پھر اپنی عدم وجود کی میں پانچ
ما جزا دوں کو ملافت کے لئے مقرر کیا۔ حضرت علیؑ نے حضرت فاروقؑ کی درخواست پر اپنی صاحبزادی امام کلثومؑ کا تکالح کرو دیا۔ اہل
ست کے نزدیک تو یہ امر مکمل ہے کہ امام کلثومؑ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں اور خالقین متفق ہیں کہ قریب ایسا ہی بھتے ہیں البتہ تھوڑا
نے اس سے انکار کیا ہے مگر انکا بیدری وجوہ غلط ہے۔

۱۔ کتاب کافی کیلئے ہم حضرت امام حضرت علیؑ کے روایت منقول ہے کہ ہوادل الفزیج ضمیت میں (یعنی اپنی اول فرمائی تھی)
کہ زبان غصب شدہ، لفظ اس نے ظاہر ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں راگرہ بطن فاطمہؓ سے نہ ہوئی تو اتنا نہ کہا جاتا کہ وہ کہ
شیعہ حضرات کو حضرت فاطمہؓ کے ارادہ سے لگا کرے۔

۲۔ نبود اللہ مشتری نے کتاب میں المؤمنین میں اس تکالح کا بدری الفاظاً اقرار کیا ہے، بھی «حضرت علیؑ حادیہؓ میں دختر بھر فرمائی تھی»

۳۔ مصائب اتواصی میں لکھا ہو کہ محمد بن کا اقرار ہے کہ بخاری بھر کر کاہ بڑا

۴۔ کتاب الموقت میں ہے اس عالم اخطب امام کلثومؑ واعتند علیؑ بصر، فاصلہ علیؑ میں سماجہ الی النساء لکن ابتدی الرسلۃ
الی محمد و ہو یقول کل سبب و نسب بینقطع بالموت الا مبینی و نسبی فروجها علیؑ ایا، بھر اربعین افتدهم فائی خاک
کلمہ عمر و ہی ابتدیہ اربع سنین دعس سین میں فاصلہ علیؑ میں سماجہ الی النساء لکن ابتدی الرسلۃ
خبر و ساقہا فریغت یہ ہا کا دلت ات لطفہ و قالیت کو ایک امیر المومینین للظمت علیؑ ضرائع فعال عمر و جوہا فائنا
ہاشمیہ۔ (یعنی جب عمر فرمائے امام کلثومؑ کی خواستگاری کی اور علیؑ فتنے صفرین کا عذر کیا تو فریغت کیا کہ مجھے عمر قریل طرف کو تیغیت

نہیں ہے مگر تو رسول صلی اللہ علیہ رحمۃ الرحمٰن رحیم صلی اللہ علیہ رحمۃ الرحمٰن رحیم نے فرمایا ہے کہ بھرپور سب دشمنوں کے سامنے اسے سب بسیب دشمن مفتعل ہو جائے ہیں تو میں نئیلے چالیس ہزار روپیہ ہر ہزار نکاح کر دیا۔ مگر من نے یہ رقم ادا کر دی۔ ام کلکٹوٹ چار پانچ سال کی تھی۔ احمد عزیز ساٹھ میں اس کے ساتھ اپنے پہلویں بھٹکیا ان اس کا ازا راحٹا یا اذرا اس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا دیا اور اس کی پیڑی کی چھپنی تو امام کلکٹوٹ نے ہاتھ اٹھایا اور قریب تھا کہ عورت کے مسٹر پر چاٹتا ہے مگر جو لی کل آگر تا امیر المؤمنین نہ ہوتا تو اس ہاتھ پر اسی عرفت کی وجہ سے چھوڑ دو کر دہ ہائی تھی ہے۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ امام کلکٹوٹ حضرت فاطمہؓ کے بطن سے تھیں وہ رسول مقبولؑ کی سلسلہ رشتہ داری کیونکر پوسٹی تھی۔ دوسری بات ہے یہ ظاہر جو تھی ہے کہ امام کلکٹوٹ باوجود صغری تھی حضرت عمرؓ کو امیر المؤمنین جانتی تھیں۔ داقری کہ شرکت تفصیل پر جس تدریفوں کیا جاتے کم ہے اور اس تھم کی شرکت تفصیل انہی کو ریت یعنی ہے جو محنت ایالت تھے (ویلاہیں، سقوف) اس موقع پر ایک روایت یاد آتی ہے جو مولانا خلیل نے سیرۃ الخواجہ میں بیان کی ہے وہ یہ کہ امام ابوحنیفؓ کے ایک شیخی دوست نے اُپ سے اپنی لڑکی کے لئے ایک مناسب برلنائش کرنے کی ضرورت فراش تھی کہ کچی تھی، ایک دن امام صاحب نے اپنے دوست سے کہا کہ ایک شخص میری نظر میں ہے جو شکیل تندروں است اصل طاری ہے اور وہ شادی کرنے کے لئے تھا ہے مگر ہے یہودی۔ یہ سُن کر وہ دوست خدا بر ہم ہم سے اور نہ کہ اُپ میری لڑکی کے لئے ایک ہمودی بڑی بڑی کرتے ہیں اُپ نے جواب دیا کہ کیا مصالحت ہے آخ حضرت علیؓ نے بھی قواسمی لڑکی ایک یہودی دینی عرض کو فرمے دی تھی۔ یہ سُن کر وہ نادہ و تاسیب ہوتے۔

حضرت صدیقؑ اور حضرت علیؓ اہل سنت کے عقیدے کے مطابق افضل الصحابة حضرت صدیقؑ و ہمہ حضرت فاروقؓ و ہمہ حضرت ذوالنورؓ اور حضرت علیؓ تھے۔ تھے میر، شاہزادہ اللہ

بڑے فاروس را پھر صرف دو جو زیادہ ورچ میرت ہی تھے ہیں۔ سہی لفڑی کی طبقہ ہیں کہ افضلیت سے گراو افضلیت بہم درجہ نہیں ہے بلکہ اسلامی خدمات صرف وجہ افضلیت ہیں یعنی سب صحابہ اور ان چاروں نبی سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمتیں حضرت صدیقی رضنے طور پر پڑیں ہوئیں آپ نے سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی۔ آپ نے دو ماں قیام مکح میں طرح کی تخلیقیں اور ایذاشیں اٹھائیں۔ مگر کسی طرح رسول مقبول مکی مدد کرنے سے ذمہ کے۔ آپ کی کوشش سے شروع میں چالیس کے قریب لوگ ایمان لائے تاہم نے کئی مسلمان غلاموں کو خرد کر کے آنا دیکھا۔ بھوت کے موقع پر آپ اول سے آخر ٹک رسول مقبول مکی خدمت میں حاضر ہیے۔ قرآن پاک میں آپ کو صاحب (الرسول) کہا گیا۔ اسی بھوت میں حضرت صدیق رضی کی نزدیک مکرم اسلام اور صاحبزادے عبدالرحمن کی خدمات محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبدالرحمن پا دیجود شہنشوں کی سخت ہجرانی کے غار ثور تک طعام پہنچاتے رہے کوئی شک نہیں کہ حضرت علی کا یہ کارنامہ ہی بڑا زبردست ہے کہ آپ وقت بھر میں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوتے ہے مگر محاذ کی یہ نیکیت مخدود رہی چاہیئے کہ وہ صرف ایک رات یا چند ہنگوں کا ناٹک وہ خطر معاملہ تھا اور بھوت میں حضرت ابو بکر صدیق کی رفاقت مسلسل شبانہ روزنے کے خطاوں کا معاملہ تھا اور حضورؐ کی رفاقت کے لئے صدیق نے اپنے پوچھ دے گھلنے کو خواترات میں مبتلا کر دیا۔ حضرت صدیق نے ہمیشہ مالی مدد و دینے کے لائق رہتے خود حباب رہتے اگب نے اعزاز فرایا ہے کہ مجھ پر صحبت والکے لحاظ سے ابو بکر کا سب سے زیادہ احسان ہے۔ آپ سول مقبول کی محبوب ترین زوجہ مطہرہ کے والد امجد ہیں۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچنے میں حیات نماز کی امامت کا خوف بھیٹا۔ پہلی بحث الاسلام کے امیر بنائے گئے۔ رسول مقبول مکی دفاتر پر با جامع اہل حل د عقد آپ خلیفہ رسول مقرر ہوئے۔ زمانہ خلافت کے دو کارائے خاص طور پر نامیں ہیں ایک تاہل روت کا استیصال، دوسرے کارنامہ قرآن کو وجہ کرنا۔ انتقال فریانے پر جمیرہ عاشرہ میں حضورؐ کے توفی و فن ہوئے۔ جے سعادت بجز فاروق نے تکہ کس اور کافر سینے پر ہوئی حضرت علیؓ کے ذاتی خصائص بیہت نہیں وہ رسول مقبول مکر چاہزادہ بھائی آپ کی عزیز ترین دختر کے شوہر سرکم۔ شجاعت و فضاحت

میں بے نظیر۔ قبر خدا رہائی خیر صاحبِ ذوقِ الفقاد، برٹش عابر زبانی، خدا ترسی، شکر خیر جامب و امتنشر قسمی خلقا را شہرِ حکم
حالات پر ڈھنگ کر جس طبقے پر پہنچے ہیں انیں ہی سے صرف ایک مستشرقی کی رائے ہے اسی وجہ کی وجہی ہے، وہ جھکتا ہے کہ تم جب پر جنمان
لائے والوں میں ابو بکر و حضرت علیؓ دیکھتے ہیں تو عین دیکھنے والا حکماء پرستا ہے کہ پھر پہنچے میں میں لپیے تزویج کی
تھے مذکون کے دلخواہ میں ختمِ بھکار اولاد نہ دھوکا اور فریب نہ تھا۔ بالفاظ و مکار ان حضرت مکی صداقت کی دلیل مشرق قسمی کے زردیکی عینینِ راہگر
و مکاری ایشد ہے، کالا پر دل و بیان سے ایمان لانا ہے۔ حضرت علیؓ کی بابت مامروں روپی مردھیں کی رائے ہے کہ وہ بیشیت خیف ہے
کہ ہمارے ہے۔

تاریخِ عرب کا شہرِ صفت پروفیسر رئی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ خلیفہ اول کا انتساب وہ دستور کے مطابق ہمارا اگر رسولِ حبیب
بھی پھر مسٹر توبیٰ سے مسئلہ حل نہ ہوتا۔ ہم کے الفاظ ہے ہیں: پیغمبر نے میریت اولاد نہیں جھوٹی۔ ایک رلکی زندگی میں زندگی رہی۔ مگر
عرب میں سفرداری دمر برآمدی ورودیٰ چیز نہ تھی۔ بلکہ قبائلی رسم و فرماج کے مطابق انتظامیٰ چیز تھی۔ لہذا اگر پیغمبر کے رلکی پہلے زندگیِ مرحلہ
تب بھی مسئلہ حل نہ ہوتا۔ پروفیسر نکلسن تاریخِ ادبیات عرب میں لمحات ہے کہ پیغمبر نے کوئی بیٹا نہیں پھوڑا۔ یہ ہم قدر ایم بات دلکشی
جس قدر بیات کو آپستے اپنا جانشیں مقرر کیے ہیں تباہیٰ یا انفار کیا۔ ایک طرف، رب برودیٰ جانشی سے ناواقف تھے اور دوسری
طرف عترت دھول کے اگسٹیٰ حق خلافت کا عقیدہ پھوڑ پیدا ہیں ہوا تھا۔ عرب کے عملِ دوامی کے مطابق سلانوں کا پا سر راہِ منصب
کناچل ہے۔ تمام صحابہ میں صرف تین شخص یہی تھے جو خلیفہ ہو سکتے تھے۔ ایک ابو بکر جس کی صاحبزادی پیغمبر کی مجھ پر جھیلی
گئی۔ دوسرے میں رجوب الوطائی کے اور حضرت فاطمہ کے شوہر تھے اور تیسرا تھے سادھہ خونیٰ وال زادہ حاجی دلوں ہم کے مشتری تھے
تھے۔ الیکتریکی پیغمبر کی بیوی کی پیغمبر کے لئے تصدیق کرنے پر صدیقی، کاظمیٰ اور حضور علیؓ علیؓ حضرت علیؓ کی بابت تھا اور
کائن میں ہماری کے اوصاف مانندِ وقت نیصلہ اور دریں کے سا سب خوبیاں پھیلیں وہ ایک بہادر رحمگو، مشیرِ دناء، دوستِ صادق
اور دشمن فیاض تھے!

اہلِ سنت حضرت علیؓ کے سب نضائل و اوصافات کو دل سے بناتے ہیں اور حضرت علیؓ کے اس شعبہ در قل پر کہا کہ ذرا جلا طیب
غال و بیغض غال..... دوجھ میں دو طریح کے آدمی بلکہ جوستے ایک ترددہ جو مریٰ بھت میں غلوکر تھے میں اور دوسرے دو جو
کیفیت اور بعض (لکھنے والے ہیں) پر بکل پیرا ہیں۔ اولیٰ حضرت علیؓ کی ذات بامکات کے تھا تھوس نہیں ہے بلکہ عترت رسول اللہ
کے ساقہ بھی بھی معاامل تھے۔ نہم مقامیں خلفائے ناشدین کی طرح اسی بھت میں غلوکر تھے ہیں اور نہ فواصب خواجہ کی طرح معاذ اللہ
آن کو بُرا بھولا کتے ہیں۔ کسی نے خوب کہلے ہے سُد گرفتی مراتبِ ذکری دنیا بھی۔

القاموس البدیر

اردو سے عربی بنائے کے لئے ایک جدید لفظ۔ جو افادت میں بے نظیر ہے، ہزاروں
الفاظ، روزمرہ کے محاورے، فنی اصطلاحیں وغیرہ۔ قلمتِ مجلدات روپیے
مکمل تھی تھی دیوبند

دریجہ سوہنہ

مزید تفصیلات
ٹائل کے صفحے

پر ملاحظہ
فرمائیے

تین ششی کیجاں گانے پر ڈاک خرچ معاف

ایک توں پاٹخندے

چھ ماشیں روپے

ڈاک خرچ

ڈاک خرچ

ڈاک خرچ

جسے صرف بڑھنے ہی آنکھوں داسے ہیں، بلکہ صحت مندا نکھوں داسے بھی استعمال فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ بیانی کو گھستہ نہیں دیتا۔ اپنے یہاں کے ایجنسیت سے خریدئے۔ اسیں ڈاک خرچ کی بچت ہو گی۔ نسلے تو رہا۔ اسی پیچے لکھے ہوئے پتہ سے طلب کیجئے۔

دار الفیض حماقی دیوبندی

مختلف شہروں میں ہمارے ایجنسٹ

- محمد علی صاحب لکھنؤی تاجر عطر متصل مسجد مچھلی کمان۔ بوست جو گلی حیدر آباد دکن ● سلطان احمد خاں جزیرہ کیس میرا ● مسجد عرب لائن۔ بمبئی ● افضل جیول اسٹور کتاب گھر سینکنڈ ڈیورڈ گل دکن ● مقدمہ عام دادا خاں پیچھی۔ رام گڑھ ● چیاراں ● حاج اظفالم رسول عربی مدرسہ دبیری محلی۔ بلڈ انڈ ● عبدالحید عزیزی ۱۷۵ آئیش چور دیین اسٹریٹ لکھنؤہ ● سید محمد یوس صاحب رحمانی جل کوڑہ۔ موٹگیر (بہار) ● مایا یمنڈل پکنی۔ سردی پیچھے۔ میراک (آندرہ پردیش) ● محمد حکیم الاسلام معرفت حکمر شیعی دینیات۔ مسلم یونیورسٹی۔ علی گڑہ ● سید عبدالغفار صاحب شیخ جہور لاہور بری یونیورسٹی وہ قل پر گردکن ● حکیم حافظ تمہارا حیدر صاحب۔ ڈاکخانہ نرور شوپوری۔ گواہیار ● عثمانیہ بکٹ پونکھاٹ پور جیت پور وہ ڈکلکٹہ ● محمد عین الدین کراں مر جیٹ۔ پچھیرے موٹگیر (بہار) ● ڈاکٹر نہدی حسن صاحب لہری۔ چوہنگیٹ۔ کھصینیہ بازار (بہار) ● مولانا امام الدین تاجر عطر۔ کی مسجد اکولہ۔ براو ● محمد نعیان صدیقی صاحب۔ کوسیارہ۔ پلامون۔ (بہار) ● محمد امیر الدین خاں۔ بیریانو۔ راجہ دیہار ● شیخ ازاد مکڑ پور نزد بیان سینٹ پیٹریس پور دا ندرہ پردیش) ● حاجی کواوی ● حاجی قارہ معرفت ایں۔ ایں قوم اشیش بازار۔ مانڈور۔ حیدر آباد دکن ● مولوی بشیر احمد۔ ایجنسی مہر دو دادا خاں۔ میونا نہج۔ بیجنگ انگل گڑہ ● حاجی رحمت اللہ صاحب جزیرہ چوک سلطان پیور دیوبنی) ● عبدالعزیز شیخ حکیم اسٹریٹ۔ پرانا بس اسٹینڈ۔ مالیکاوس۔ تاسکد ● شیخ الدین رشیدی کتب خانہ۔ چترالہری لیاغ (بہار) ● نقاہ اسٹور۔ چمپوریہ بازار۔ بردوان۔ بکال ● فور اسلام۔ ایکس ڈرافٹ میں۔ میٹسپل آس۔ مونگیر۔ (بہار) ● فلام حسین خور جانی تھی دالا۔ محلہ دوگرا اور بھر و ق (جرات) ● لیک ۱۔ این۔ اسٹینڈ اسپورٹس گودس ڈبل۔ نظام آباد دکن ● شہاب الدین نہج بخارت کراں اسٹور ۳-۸-۱-33 نزد بالیہ ایل میٹھی پور رہڑ۔ احمد آباد دکن ● حاجی افسر حکماہ پہنچنے والے شارٹک دیندشیٹ مر جیٹ۔ پینڈٹ پور۔ میتا پور دیوبنی) ● راجہ مولی ایڈن سائز جزیرہ مر جیٹ۔ سرپور۔ کافڈ نگر (سی دیلوے) ● محمد پور۔ محلہ ٹیلا، میان روڈ مظفر پور دیہار) ● نیک بکٹ پوسیواہ بیوی

مستقل عنوان

مسنونہ مکھ

انہلہ ابن العرب مکھ

”من یا تو پنڈت جی کیا فرار ہے ہیں“
شیلے نے اپنے گھنار سو نتوں پر شرفت کا ختم پیدا
کرتے ہوئے چاہب دیا تھا۔ ”کریک ہے“
وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا تھا:-
”لڑکوں کا تعاقب ایک بھائناں کی سکل اچیاں
کرتا جا رہا ہے اور اس میں انخطاط کی بجائے
روز بروز مردی ہو رہی ہے۔“

یہ سنتہ ہی جتنا کالج کے ہونہار استودینٹ دار کا
ناتھ کو کچھ بادا لگایا تھا اس نے پاس بیٹھے ہجتے دیکھ سے
سرگوشی کے انداز میں کہا تھا:-
”ابے ہاں وہ کل کیسا رہا؟“

”قریسو۔ پھر بتاؤں گا۔“

”ابے شن فی تقریب۔ ایسی تقریب میں دن میں
ایک درجن کمروں۔ بتاں کیا رہا تھا؟“

”یار کام بنتے بنتے بگرلما“ دیکھتے کہا۔ ”کشنا و دڑپ
میں نے اسے جالا تھا۔ کہنے لگی آپ کی تعریف؟“ میں کہا
تعریف اُس خدا کی جس نے جہاں بنایا
تم کو حسین بنایا جس سے کوچان بنایا
دہ سکل کے بولی۔ آپ دیکھتے معلوم ہوتے میں۔

میں نے شکر بیدا کیا۔ پھر عرض کیا کہ آئیں میں لامٹ تیغے
میں کھلیں۔ وہ قدرتے اُمیں کے بعد راضی ہو گئی۔ ہم
کیفیت پیچھے۔ ایک دوسرے کے نام پیچھے۔ وہ شانستی کالج
میں پڑھتی ہے۔ تھی ناگہبے۔ ہے ناپیار انہا؟“

بات کئی ہیئتے کی ہو گئی مگر مذاقچی پر راد بھی
اُست میں، یعنی اب سے چار ماہ پہلے اُتر پردیش کا وزیر
اعلیٰ کون تھا یہ راز اُمیں سیاست جائیں۔ فرمادی تو اتنا
ہی جانتا ہے کہ ہر صوبے کی قسمت میں ایک دیاکٹ نیز
اعلیٰ ہر آئینہ لکھا ہوا ہے اور ہم جیسے عوام کا لانعام کو اس سے
زیادہ کسی بات سے دفعہ بھی نہیں کہ آٹے دال کا بھاؤ جو کل
خداوی آج ہے، بلکہ اندھہ امریکی کی قیمتیوں میں آل اندھیا
پیمانے پر اضافہ ہو گیا ہے۔

تو اُست میں وزیر اعلیٰ اُتر پردیش نے تجیخ کو تھے
سینیار (آگرہ) کے طلباء اور توہناؤں سے خطاب کرتے
ہوئے فرمایا تھا:-

”لے دیش کے نہ زالوا لڑکوں کا جھپڑا کرنا
چھوڑ دو اور اپنے کردار کے لئے کوئی شریفانہ
ضابط قبول کرو۔“

یہ سنتہ ہی ایک ہونہار طالب علم نے دوسری ہونہا
طالبہ کو اتنی صفائی سے آنکھ ماری تھی کہ وزیر اعلیٰ کے
فرشتوں تک کو خبر نہ ہو سکی تھی اور ایک شاعر قلم کے لوحہ
نے توہنلوں میں بھڑکی ہوئی من سلم کے بازوں میں چلی گئی لے کر
یہاں تک کہ دیا تھا:-

چھلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ لھین کچھ نکھو
مشیم کے ہونتوں پر ایک طنزی سکل سیاست لہڑائی
تھی اور اس نے پاس بھڑکی ہوئی شیلا سے بھڑکے انداز میں
کہا تھا:-

میں پہنچ کیلی، مکھی نے سرمی مالش شروع کر دی۔ وہ عاجز اکے
لکھ لگا۔

”تم اخراج چھ سے کیا چاہتی ہو؟“
سرپڑ تھی قہر اڑا ایسا۔ پھر مس تازہ لہر اسے کھینٹ لگیں۔
”مُش رہی ہو بہنو۔ مولوی صاحب پر چھ رہے ہیں ہم
ان سے کیا چاہتے ہیں؟“

غورا ہمیں پھر ایک تقدیر لگا۔ گویا ہر کیش کا پوچھنا ایسا
ہی لطیف تھا کہ اس پر جی ہصر کے ہنسا جائے۔

”بُشادنا یچارے کو ہم کیا چاہتے ہیں؟“ مس دنالا
نے فلمی انداز میں فرمایا۔

”مفت کیسے بنادیں؟“ مکشیں بولی ”مولوی صاحب
پچھوڑ کھلتے کا دعہ کریں تو خود بنادیا جاتے گا۔“

”دری گلڈ“ یہی من بھی کہنے والی تھی۔
”و علبے سے کام ہیں چلتے گا“ دنالا بولی ”مکشوں کا
پیٹھ ابھی ہو گا۔“

”ہاں ہاں تو مولوی صاحب کو کب انکار ہے؟“ یہ
کہتے کہتے مس تازہ نے ہر کیش کی جیبوں پر حمل کر دیا۔

ہر کیش، چار اسی تھجی، چوار ہو کر دیا تھا۔ کون کیا کہ
رہا ہے یہ اس کی کچھ میں بالکل ہیں آرہا تھا۔ وہ تو ایک عجیب
طرح کی واڑستگی میں کم خا جس کے دھارے میں اس کے اعصاب

ایک نئی بر قتی کیفیت کا احساس کر رہے تھے۔ ایک الیکی کیفیت
جس سے اس کے احساسات پہنچ کر جی دوشاں میں پہنچتے

جب وہ کبھی کبھی اس کے سینے سے پیٹا تھا تو اس طرح کی کیفیت
اسے غصوں نہ ہوتی تھی۔ پھر جو ان ہیں کے نرم دلگاز لہجے میں

بڑا اس کے ہاتھیں آئے تھے اور ان ہاتھوں کو انہیاں محبت کے
ساتھ اس نے دیا بھی تھا۔ ابھی کھر دیکھ لے گئے بہاں آئے

وقت ہیں نے اپنار خسار بھی اس کے سینے پر رکھ دیا تھا اور اس کا
ایک بازو بھی اس کی کمر کے گرد حمال ہو گیا تھا، لیکن کوئی منی

کوئی جو نکا سبٹ، کوئی نئی کیفیت باطن میں نہیں کسماں ابھی لیکن
آج ان شریروں کیوں کے درست، بازو کا مس اور اس کی جیبوں
میں با تھد دستے ہوئے مس تازہ کے سانسون کی باس اور جسم کے

دلپ جواب کے انتظار میں ٹھیر ہوا۔ دو آر کا جلدی
سے بولا۔

”ابے ہاں تاک تو پیار ہے گر بھر میا کیا؟“
”ہو جاوے کم، ہیاں کم، ایک ایسا ذہن وہاں آگیا جسے
دیکھ کر قلی خونک تھی اور بھر میں پاس سے اٹھ کر اس کے
پاس رہ چکی۔ وہ بولا۔ ”بیلو تھی اتم بیہاں؟“

خی نے ہن سے پچھوڑ جا بیداری جسے میں نہ میں سکا اور
پھر وہ دنون ٹھیلی روم میں ہوس گئے۔ دنون سے بار بار اس کے
تھوڑوں کی آواز آتی رہی۔ میں انتظار کرتا رہا تھوڑے تھوڑے
بعد وہ سکھ۔ پوری رج میں ایک شاندار کار ہکڑی تھی۔ دنون
اسیں پہنچ رہ جا دیا۔

”ابے ہٹا تو بدھو ہی رہا۔ کم سے کم اگلی ملاقات کے
لئے تو اس طبقت کر لیا پوتا۔“

”کہاں سے کر لیتا۔ موقع کب بلا جیر جائے گی کہاں۔
شانہ کا لمحہ دوڑ نہیں ہے۔“

اسنے میر پر اسٹلے اتر پر دش کی مقدس آواز پھر
اٹھری۔ وہ قلب دردح کی تمام پاکیزگی کو الفاظ میں سمجھتے
ہوئے دلگاز لمحے میں فرار ہے تھے۔

”جب سے پر وہ سڑھتھم ہوا جسی انار کی کا بازار بھی
زور پکڑا گیا ہے اور طلباء نے خاتم کی آزادی کے
لئے جوڑات سے مقابلہ پیدا کرنکی گوشش
ہیں کی ہے۔“

اس پر راکالا نے ہر لش چذر کے کان میں کہا۔
”سنالا یہڑ بیٹھا جان کیا فوار ہے ہیں؟“

ہر لش ڈاشر سلا خالص بر بھاری قسم کا اڑ کا تھا۔
لڑ کے اسے بھلکت جی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ بچھے دو سالوں میں

اسے ایک بھویش کی زندگی میں تھی عشق تو پھر عشق ہے اور حق
تو وہ ان شک کی صلاحیت ہیں رکھا تھا لیکن اسے مولوی ہٹا

کر دیں۔ جھنجور طریق طبع دشیں مگر اس کے زبردی بر ف کسی طرح
نہ پھٹکی۔ ایک سر زبرہ پانچ چڑا کیوں پنے پر وہ گمراہ بنائے اسے
جو بی بار کسی ہٹھر لیا تھا کسی نے کتابیں جھیس، کسی نے پہلو

شرکیک ہو گئیں۔ بھیارے وزیر اعلیٰ تو وعظ و پنڈ کے موئی
ٹھٹا رہتے تھے مگر ان کے فرشتے آپک اچک کر دیکھ رہے
تھے کہ طلباء کیا حسر ھپسرا کر رہے ہیں۔ اسی موقع پر وزیر
اعظم پنڈت نہرو کے فرشتے بھی۔ بلا بھر کے بیسی سمجھتے
دہ لیے پرداشت کر سکتے تھے کہ حسن ایک صوبے کا وزیر
پر وہ عظم کی تائید میں بولے جبکہ پورے ملک کا وزیر عظم
پر وہ عظم کو ایک لعنت، ایک جہالت، ایک لغوبی تھوڑ
گرتا رہے۔

”یکوں جناب یہ کیا ہے؟“ وزیر عظم کے فرشتوں نے
وزیر یوپی کے فرشتوں سے اعتراض کیا۔ مخواز الہ ذکر نے
مسکرا کر حواب دیا۔

”چھ ہیں حسن تکلف!“

”یعنی کہ حسن تکلف کیا؟“

”بس یہی کہ تکلف!“

”دہی تو ہم پر تھے ہیں تکلف کس جڑیا کا نام ہے؟“
”خطاوت پر ہے آپ تو وزیر عظم کے فرشتے ہیں۔ وہ
انتہے مقبیل ہیں کہ اسکے لیکن کے نئے انھیں کسی لیٹنگ کی
ضرورت نہیں۔ مگر تم تو ہم پر حسن صوابی و وزیر کے فرشتے
صوابی و وزیر الورقت اوقاف خود کو پوزن کریں تو عاقبت کی
تابیسی سے کون بچائے گا؟“

”اوہ یہ بات ہے“ وزیر عظم کے فرشتوں نے ملکا کر
کیا۔ ”تب تو کوئی مضائقہ نہیں، مگر دیکھنا ہو کہ لیٹنگ
کی لیٹنگ میں اس نئے سو منتسب سماج کو فنصان پرچھ جائے
جس کی خلیق وزیر عظم کر رہے ہیں۔“

”کیا کرنا ہے ہیں آپ“ وزیر یوپی کے فرشتوں نے
ٹھٹا کیا۔ اتنی جناب نہیں تمام کرنے سے مردے چیتے
ہیں..... ممکر یہ مثال تو فرشتہ ہوئی۔ سخ خیر
منالوں پر لعنت ٹھیجے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں تواریخ
جالتی ہے تقریریں نہیں جلتیں۔“

”کیا بات ہوئی“ وزیر عظم کے فرشتوں نے یوری
پہنڈاں کے کہا۔

مختلف حصوں کی روگڑا ایک جو بیداریت کی جنم دانہ بن چکی تھی۔
جیسے برفت پھل رہی ہو، جیسے نہ میں جیوٹیاں بیگانے ہیں
ہوں۔ جیسے احساس کا قابلہ اسی تھی وادی میں داخل ہو رہا ہو۔
تو یہ تھا ہر قسم۔ رام نے بھر کیا۔

”ابے گناہ نہیں، وزیر اعلیٰ نے کیا فرمایا؟“

”میں لیا۔ حسین بن ملیانا چلتے ہیں۔“

”ابے دا۔ سمجھا بھی کیا کہر لے؟“

”خوب سمجھا۔ طلباء نے خاتمی کی آزادی کے نئے جوڑا
سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی۔“
”تو یہ حم جیسے بھماریوں سے کہا ہے یا ہم سے ۹۔
ہم قستے بخوبی میں آگے آجے ہیں!“

”اسی کا نام تو جسی انارکی ہے۔“

”تیرلاع خراب ہے۔ ابے یہ جو لوٹیاں میکا پ
کرتے کرتے مری جا رہی ہیں تو کیا یہ اس لئے ہے کہ جم سب
رام کے محکم بن جائیں۔“

”نہیں تو کیا اس لئے ہے کہ بد ماشیاں پھیلائیں؟“
”ڈفر اپر اپی اصطلاحوں میں بات مت کرو رہا
اوہ داشی میں فرق ہے۔“

”ہو گا۔ مگر تجویح کیا ہے۔ خیر ہے میں پر میلا پر کیا
گذری؟“

”چھ ہیں گذری فقط ایک پچھے کی ماں بن گئی۔“

”تو اس کی تھماری نظر میں چھے اہمیت نہیں؟“

”کسی کی اہمیت۔ ہر ساض دنیا میں ہزاروں عورتیں
ماں بنتی ہیں۔ پر میلا ہی نے کوئی اچھا کیا۔“
”پر تیر کہیں سکے۔ پر میلا تو گتواری ہے۔“

”کیا اس سرق پڑتا ہے۔ عورتیں ہر حال پچھے ہی جنخ
کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔“

”لعنت ہے تم پر۔ مجھ سے بات مت کرو!“

”تم مولویوں کا یہی طریقہ ہے جب جواب نہیں
ہتا تو خرست دھلاتے ہوئے۔“
”کسی لڑکوں نے تھیہ ڈرایا۔ کسی لڑکیاں بھی اسی

عشق کی پریاں تلخی ڈاٹ کرڑوں سے بھی بھی گذری ہو گئیں کہ ملاوی کی ایک پیٹ تک نہیں بھجو سکتیں؟ اتفہ ہے اسی پر پوس پیر۔ شاید بھی وجہ ہے کہ بہت سے ادب و شاعر حق کے اُس پار جھانکئے کی وجاتے فلخی دنیا میں رُم لگئے ہیں جہاں اُس پار کے عوzen اسی پار حسن عشق کی پریاں برآسان بھرا جاتی ہیں اور فاتحہ کا ایک دیکارڈ سنو بھس تک مکان کام دیتا ہے۔

ذاق نہیں۔ خواجہ مراجع الزماں نے یہی ترکیب ایجاد کی ہے کہ فاتحہ کا ریکارڈ بھروالا ہے۔ وہ رجوعات کی ریلیں بیل سے تھک گئے تھے۔ اب جو بھی فاتحہ ٹھوٹنے آتا ہے اسے پائچ روپے فی ٹھنڈے کے حصے سے ریکارڈ دیتے ہیں۔ وہ اسی اکٹا ہے کہ بلاؤ ذرداے تو رسمے غیر و کی جتنی دلیکیں کمپی ہوتیں سب پکا کے برا بر برا بکھدیں اور ریکارڈ چڑھادیا۔ ایک دفعہ میں سارا کام پورا۔

المترخ پلاویکے بارے میں خواجہ صاحب کا کہنا ہے کہ اگرچہ اس میں ثواب کشید کرنے کی صلاحیت ہر دوسرے پلاو سے زیادہ ہوتی ہے، لیکن ذرا مشکل سے کشید کرتا ہے لہذا اس کی دلیگ سے تین پیٹ ملے خواجہ صاحب کے سامنے آنا چاہئے تاکہ ب نفس لفیں فاتحہ پڑھیں اور تواب اسیں جذب ہو جیسا کہ حق ہے جذب، ہونے کا۔

آپ کمیں گے یوں تو بہت سے دو کاندرا فاتحہ کے ریکارڈ بھروالیں گے پھر خاحد صاحب کو کون پوچھے گا۔ تو جناب عالیٰ موصوف بھی کوئی کویاں تھیں ہوتے نہیں ہیں۔ جب ریکارڈ دیتے ہیں تو اس پر ایک دعا بھی بھوتے ہیں۔ اس دعا کے بغیر ریکارڈ کے فرشتے بھی فاتحہ کا تواب کھاڑاں میں منتقل نہیں کر سکتے۔ یہ دعا ہر کوئی کویاں سے لاتے گا۔

موصوف کا کہنا ہے کہ یہ سینہ نہیں اخھیں، بھی ہے اور پوری دنیا سے اسلام میں صرف انہی کے شیوخ اُس کے رازدان گزد رہے ہیں۔ ذلائع فضل اللہ یومنہ مدن یشائے۔

۲۷۰ ستمبر ۱۹۷۶ء
۱۲ ارتاسچ کو ظالم موت کے بیداری

"اررر... دیکھئے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ... ."

"جو کچھ کہنا ہے پار بیانی زبان میں کہو۔ یہ شاعری کہاں سے سمجھی؟"

وزیر یوپی کے فرشتے کچھ فخر کچھ جیسا دہراتے ہو گئے پھر شہزادیے بھی من کہنے لگے۔

"معاف کیجیے گا ہمارے وزیر لوگی شاعر بھی ہیں۔"

"اچھا... ماشاہر اللہ... مگر شاعری اور وزارت میں کیا ببطہ ہے؟"

"جی... جی... یہم سکریٹری صاحبست پوچھ کے بتاتیں گے۔"

پھر سینا ختم ہو گیا۔ اعلیٰ شاہ کو طلباء کی ایک ٹولی۔ جس میں پائچ لڑکے تھے اور سات لڑکیاں۔ بلدرنگ کی گلپوش پیاریوں کی طرف پکنکے کئے جا رہی تھی۔ زبانیں پریے سدا بہار نظر ہے۔

نشے میں چور شہر سے درد ٹولی ہے دل والوں کی

لماں بیٹت کچتھیں مت مانوان سالوں کی بلدرنگ کی گلپوش بہاریوں کا سماں ناقابلیں ہیں۔

ہیاں پائچ تھیں حسن عشق اُنھیں، رومان ہلھلاتی ہیں، روحاں جنم لیتی ہے اور ملاں العرب کی بھی بھی

اُنکوڑ دبیٹھ کر ہیاں ائنہ ملک اپنے سماج اپنی سنسکرتی، اپنے علم الأخلاق، اپنے پھر، اپنی ثقافت، اپنے لیلہ ران کیام

کے بارے میں میں میں الاوقافی سطح پر غور کرتا ہے۔ لیکن جب بہت صارے مسئلے ایک دوسرے میں گلط ہو جو رشد مفتدا

میں جاتے ہیں تو گولہ فلیکس کا سگر بیٹ جلا کر اُن کا اُس

پار نکلا ہے جہاں دوسرہ مت دوڑھن عشق کی پریاں ملھار کھارہی ہیں۔ ملھار میں بھی بھی قوائی کے سرمل جاتے ہیں تو کاون

سے معدے تک چاندی سی پھلتی جلی جاتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ فاتحہ دلائی ہوئی پلاو کی گرم گرم قاب آسمان سے

اُنڑتے۔ ملک کو سونی سرشار ملی نے قسم کھا کے بتا رہے کر اخنوں نے ایک صلم میں اپنی آنکھوں پر گرم گرم تازہ کھانے اچانک آنڑتے دیکھے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو کیا حسن

دلوں میں ابھی کے پاس تھے ان کا کہنا ہے کہ کھانشی کے آخری
تین دو روز تو بڑے ہی معرکہ الارام تابت ہوتے۔ ہر دو روز
میں کم سے کم تین تھے راؤں کے نال شردے گئے۔ ادھراں کو
دوسرا پر طرتا ارادت صریح شاگرد رشتہ مار دوئیں اور طبلہ سفحہال۔ یعنی
وہ کھانش رہے ہیں یہ شرکر شید کر رہے ہیں۔

طبلہ و موسیقی کے علاوہ ایک اور بھی تھا جس کے
وہ اپر خاص تھے۔ دس سال پہلے کی بات ہے جب عاجز
بھی ان کے جوستے میرے ہے کرتا تھا۔ ایک دن باہر کے چھٹے
فنکار آئے تھے۔ بحث چل رہی تھی کہ میاں کی توڑی میں ہر یہ توڑہ
کا جوڑ لگانے والا استاد آج دنیا میں کوئی نہیں۔ خیال تھا کہ
یہ جوڑا لگا ہی نہیں سکتا۔ یعنی کہتے تھے کہ لگ تو سکتا ہے بلکہ
مشکل ضرور ہے۔ میرے استاد یعنی اسٹر کا لے فرماتے تھے کہ
ایک دن ایک دن یہ جوڑ میں لگا کے دھلاوں کا۔ بات آئی
کہی ہوئی۔ جوڑ ہنوز سوار ہوا کسی طرح یہ جوڑ میں لگا ہو۔
ریاض تو عصے سے بھر ہی رہا تھا۔ اب تو راؤں کا سونا بھی
ترک کر دیا۔ بھری حل کے میلے چنی گئی۔ محلہ دالوں دادا یا
مجاہی۔ برائی کو مکان چھوڑنا پڑا۔ جنون شوق یہ رہا ہے
میں نے کسی صیحت کی پرواہیں کی اور خواہ بدایا علی
کی درگاہ کے عقب میں ایک جھوٹری ڈال لی۔ ہیں
سکون ہی سکون تھا۔ جی بھر کے ریاض کیا کسی ساز تو نہ ہے
تمگھاں کچھ بھی نہیں۔ میاں کی توڑی اور سیر دو دلوں ایسے
خوبیت راگ ہیں کہ ایک کو بلا دوسرے اپنے کے اُس پار
بھاگ جاتا ہے۔ شنگ آکے درگاہ کی عقیقی دیوار میں خوفناک
سا سو راخ کیا اور گھنٹوں گھنٹوں اس سے ہٹوٹ لگا کے
دھاتیں کیں کہے۔ بیرستگیر ایکری بود کچھے زندگی کا ایک
ہی حامل ہے جسے آپ خوب جانتے ہیں۔ توجہ ہو جلتے تو
کوئی مقصود حامل ہو۔ عد۔ المدد۔ آل المدد!

دن یہ بھی گزرتے گئے۔ خدا کرنایوں کو ایک دن
فرطیاں میں سرڑھل کلتے بیٹھا تھا کہ ایک بھیں قبری طرح
بھاگتی نظر آئی۔ پچھے پچھے اس کا مالک موٹا ساڑھا میڑا لئے
دو طرف رہا تھا۔ وہ شاید اسے واپس لانے کی تگ و دو میں تھا۔

باہمیں نے ایک ایسی ظیعہ شخصیت ہم سے جھینیں لی جس کے تھیں
تلکے بھر کو دھاڑیں مار مار کر روانا چاہتے۔ وہ سرستا شاذ
انسان تھا۔ کتنا بڑا فریکار بھتی الجھوں صلاحتیوں کا ماں۔
جانتے ہیں آپ کون تھا؟

اسٹر کا لے خان عرف بھورا استاد یکہ دال۔

میرا پاکوں اخبارِ صالح ہوتا تو جی بھر کے منکر اُن
لکھتا اور تصویریں چھاپتا۔ ایڈیٹر تھی سے عرض کیا کہ تھلی میں
مرحوم کی تصویر چھاپ دیجئے گناہ تو اب میرے ذمے۔ مگر
ان کی دم بہت ایسی معروضات پر کب کان دھرتی ہے۔
ماٹھے پر گیارہ شکنیں ہنا کر کہنے لگے۔

”آل اندیار یہی والوں سے مرا سلطت کرو۔ وہ ضرور
تمہاری مددگر ہے۔“

”دیاں بھی دال نہیں گئی“ میں نے مخدوشکار کے جواب
دیا۔ ”الله دیکی نہ نہ دے ذکر کیا تھا وہ کہنے لگے کسر کاری
اسٹر پر اسٹر کا لے خان کا نام نہیں۔ پھر کیا کہ انہیں فریکار
مانا جا سکتا ہے۔“

”پھر میں کیا کروں۔“ جھلک بھر کے لوٹوں کو جمع کر کے
سین پٹو۔ گر تھے کہیں کے۔“

مولوی نور الدین نے مشورہ دیا تھا کہ اسٹر کا لے
کے انتقال پر مال کی المذاک خبر جمعینہ العلام کو بھیج دو وہ
املاس اُجھیں جی تھری نتر اداد پاس کر دے گی اور مرحوم
کے سائے دعائے مغفرت دایہ اول ٹو اب کا اہنگام بھی کرے گی
محجوہ غیر مالم کا بھوت اس بھی طرح سوار تھا کہ آہن دل مسلسل
سو نار ہا اور اُجھیں کا اجلاس ختم ہو گیا۔ اب سوائے اس کے کیا
چار ہے کہ تھی ہی پر اکتف کروں اور خاص خاص مناقب
دل خام کے لھندوں۔

مرحوم کی عمر نو سے سال تھی۔ میاں کی توڑی اور عفایخ
کے اس درجہ پر تھے کہ تمظہ نکلے سو سال سے ان کی نسلی سر
ہنس دیکھی۔ موسیقی میں کمال حامل تھا۔ کھانشی بھی اُمّتی تو
یہ مسلم ہوتا تھا پر طبقہ پر رہی ہے۔ دستے میں ا مقابل
ہوا ہے۔ ان کے خاص شاگرد میاں بھن اور پیالے لال اُخڑی

شہرِ حشم کے ستار نواز خاناب چاند خاں اور آل ایشیا
سلجھ کے رفاقت خاناب چھکن میان استاد کالے ہی کے
توشاگر ہیں۔ عاجزان کے تمام شاگردوں سے امید
رکھتا ہے کہ وہ استاد کی قائم کرده شاند اور وایات
کو تصرف قائم رکھیں گے بلکہ دن چھپنی اور رات
اٹھون گئی ترقی عطا فراہیں ہے۔

اظرین شاید خفا پور ہے ہوں گے کہ بھلائی کے
صفحات میں اس رامن کا کیا موقع تھا۔ تو فرمدی عرض
کرتے ہیں کہ موقع کیوں نہیں تھا۔ ابھی پاکستان کے روپ
ڈیپارٹمنٹ نے اپنے پندرہ روڑہ جو بیسے کی رنومبر
والی اشاعت میں ایک ایسے ہی طبقے استاذ فن کی مفصل
تعریف چھایی ہے اور قابلیتی ہی پر تصویر بھی دی ہے۔ تو کیا
انھی کے استاد استاد تھے ہمارے استاد استاد نہیں؟
مازندہ صحبت باقی

نظام الملک طوسی

کانپوری

خواجہ سن نظام الملک طوسی عالم اسلام کا پہلا
وزیر علم حسن نے اسلامی آئین کی تدوین کی اس امام
تدکروں میں عرخیام نیشاپوری اور حسن بن صباح بانی فرقہ
فاطمیہ کے مفضل اور مستدر حالات درج ہیں۔
قیمت مجدد بارہ روز پر

شاہ بھاں کے ایام اسیری | اس دور کی تاریخ
اور عہد اور نگ زیب | خالق اپنی زندگی
کے آخری لمحے پس دیوار زندان گزارہ یا تھا جب غلیہ
سلطنت پر ادبار کے بادل چھلتے ہوتے تھے۔ جب
شاہ بھاں کی بوڑھی آنکھیں اپنے بیٹوں کو ایک دوسرے
کے خون کا پاسا دیکھ رہی تھیں۔ جب مرن وستان کی
یاست ایک نیا موڑ مرطر رہی تھی، ایک عینی شاید کے ظلم
سے صفحات تباہ ہیں زائد۔ مجلد مع حسین کو۔ بارہ دوپتے

مکتبہ تحریک (بیوی منیرہ بیوی)

ایک بار قریب سنجا تو الہ امنڈ کر کے ڈنڈا اس کی کمریہ سرید
کر دیا۔ ہمینس کو کی تو نہیں مگر زورست اڑا کی۔ بس پر جھنے
یہ اکابر ہست کیسی سحر اگیر نکل۔ ایسا کچھ جیسے عاجز کے انہوں
میں پہنڈا جل گیا ہو، جیسے ہیں کی گہرے خالی گئی ہو۔ قاعی
اس نامہ میں اکابر ہست میں میان کی توکری اور کنیرہ کا جوڑ
صاف نظر آگیا تھا۔ جس درمیان کٹری کی تلاش میں ہے؟
چھوڑے یہاں پڑے تھے وہی کٹری ہمینس کے لاہوری سے
نے بر طبع اعلان کر دی۔ اب جو ہار نو شم اٹھا کے انگلیاں
چلا آئیں تو پیڑا پار ہوتا چل گیا۔

کیا کہوں استاد نے کتنی شایش دی۔ تل کے لدو
ادر گڑ کے سیوں ہھلاتے جلسی کا شہر، چنانجاں ایسا نہیں
حد پڑایا جس کی فرشی کاپانی ان کے پردہ اور کاڑا اس پر تھا
پھر وہ مجھ سے بے حد بے تکلف ہو گئے۔ اپنے ماضی
کے وہ خاص دو اتفاقات سختے جو بزرگ را لخت۔ ان سے
پتا چلا کہ وہ صرف طبلہ و ساری ہی کے مارہ نہیں بلکہ قصہ
کے بھی اپیشنٹ ہیں اور اس سے پڑھ کر وہ ایک اور فن
کے اسپرٹ ہیں جس کا اصطلاحی نام تو عاجز کو معلوم نہیں۔
مگر اپنے مقادہ تڑات کے اغیار سے اسے "تفافت" کہہ
سکتے ہیں لیکن اڑکیوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کمال
رکھتے تھے۔ اڑکیوں "کا لفظ میر نے تو سعائیں ہے اسکے
بیان کے طبق متعدد شادی شدہ ہملا تین بھی آرٹ گل
خاطر ان کی خدمت میں پاریا ہوئی تھیں اور مدتوں
تک فضیاب ہوتی رہی تھیں۔ جو اپنی میں انہوں نے شہرے
معز کے سر کئے تھے۔ تین بیویوں کے علاوہ چار کلا کار رکنیاں
ان کے طبیورے وغیرہ کی دیکھ بھال کری تھیں۔ دو پاؤں دنکے
وسریں ماش کرنے دیکھی بھی باہم کرنے اور دو دل بہل
کے لئے دقت تھیں۔ مگر کیا تھا کامنہ تھا غیرہ وغیرہ۔
استاد کا سے خاں کے شاگرد مالک بھرمن پھیلے
ہوئے ہیں۔ یہ بالے خاں۔ یہ استاد جھیلگر۔ یہ جھیل بانی۔

یہ بھاٹری لکھنؤ والی۔ یہ سب اپنی مرکز فیصل کے توپورہ
ہیں۔ شہرہ آفاق طلبی جات آفتاب بخش اور سین الاقوامی

بُلْکی کی ڈاکٹر

اور کس طرح بعض نقیبی مسائل کو ان کی جگہ اکھیر کو علم عوام کے سامنے لا آیا گیا ہے تاکہ ائمہ و فقہائی ساکھوں کی جگہ اور مسلکِ اہل حدیث کا راستہ صاف ہو۔
سفحات کی نگ دامانی اور نوع ب نوع ذمہ اربوں کے ہجوم میں ہائے سملئے ایسا کرنے بے حد دشوار تھا اور یہ یہ لیکن یہ: کھانے کے لئے کھرو دت پڑتے پر خود کو صلح مل جو زکر نے والے بزرگوں کی حریاحت کاریاں کس منزل ہیں ایک موذ ضرور یہ ناظرین کریں گے۔ یہ ایک طویل سوانح سے نقل کیا جا رہا ہے:-

«حقیقت آن جماعت اہل حدیث مولانا الحاج عبد العالیٰ صاحب حصاری مدد الباری کا ایک مفہوم عدالت ریاست کے باشے میں صحیفہ میں شائع ہوا جسیں حضرت صاحب بے راویوں پر تقدیر کی۔ تحریک ملاحظہ فرمائیں۔ الف - روز بیت بالکل ناقابلِ انتقام
بے جسم کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس کے پہلے راوی
فاضی ابو یوسف ہیں جن کے متعلق میزانِ العدالت
مصری ح ۲ ص ۱۷۳ تذکرۃ المفتول مطبوعہ
دانستہ المعرفت ص ۲۶۴ میں ہے کہ قال ابن القیم
صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وصیہ نے
کتاب الفضعاء - مطبوعہ انوار الحدیث ممتاز
ہے۔ یعقوب بن ابراهیم القاضی سعید
ابن السنائی ترکہ یحییٰ و ابن مهندی
وغیرہم۔ یعنی کتب حدیث ہیں ان میں راست
نہیں لی۔ یہا وجہ یہ ہے کہ کتب حدیث ممتازوں میں

اہل حدیث دوستوں کی کرم فرمائیاں

بزرگ روہ کو حق مامل ہے کہ اپنے مدرب مسلک کی تبلیغ کرے، لیکن اس حق کی کچھ حدیث ہیں۔ کچھ شرط و قو德 ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اس حق کو اندھے کی لامبی کی طرح ستعمال کیا جائے۔

جمع سے ڈاکٹر کے انبار میں متعدد ایسے خطوط تکلیف ہیں جن میں بعض اہل حدیث بزرگوں کے لشکر مودہ الزمات؟ اعتراضات کا جواب مانگا گیا ہے۔ الزام دینا اور اعتراض کرنا کوئی گناہ نہیں، بشرطکے خلوص، احساسِ ذمہ اور متأانت کے تقاضہ پر سے کئے جائیں۔ لیکن یہم دیکھتے ہیں کہ الزام داعتراف کا طور طبق بڑا المناک بے جسم میں خلوص کا رنگ دیو ہے زمینی متأانت کا رکھ رکھا۔ فقہ۔ خصوصیات حقیقی نظر کے بارے میں جو ویہ اختیار کیا گیا ہے وہ محلہ طور پر معاذ انہیں جس کی رنگ میں غصب، جبل اور تکبیر سماں ہوا ہے۔ احلاف کی متوالی کتب ہے ای، شرح فتاویٰ درختار وغیرہ کے جامعین وصنفین کو بے غفل، گمراہ اور محظیں اسلام پھیرانا تو بائیس باہمی کا کھیل ہے نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ امام ابو حیفہؓ کے شاگرد رشید قادری ابو یوسف ہی کو نہیں خود امام عظیم ابو حنیف رحمۃ اللہ علیہ کو راویٰ ضعیف قرار دیا جا رہا ہے۔ تا بدیگر اس حصہ سد!

لیکن اس طرح کے نکلیف دہ مہاد پر مشتمل سوال ناموں کو ردِ می کی طور پر میں ڈال کر صبر کر لیتے گیونکہ ان کی خاطر خواہ جواب دیتی کے لئے ناگزیر تھا کہ مکتبی انداز کی لمبی لفظ لوکھائے تب خود کو معلوم ہو کے الزام و اعتراضات کی حقیقت کیا ہے

میں ان سے بھجوں واقع ہوئی ہے۔ دارقطنی ص ۲۴۲
میں ہے کہ ابن ہشیر کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن عین
سے سننا کہ کان الموسیٰ سی یعنی علیٰ ابوداؤد
حنفیہ حدیث کا نہ ہے۔ امام جخاری ہے
کتاب الصفعاء میں فرمایا ہے سکتوں اعنی کاہرہ
و حبیبیہ۔ امام رازی نے رسالہ ترجیح شافعیہ
لکھا۔ کانی یعنی الْمَجَاهِلُ وَ الْمَقْتَطِفُ
وَ الْمُهَرَّأَ اسیں۔

جب اتنے چیزیں نہ جوڑ کی ہے اور جو صحیح
بھی فخر ہے تو امام ابو عینہ علم حدیث میں ضعیف
نمایت ہے۔ ابی آپ کا تقویٰ اور فقاہ استاد
شہرت علیہ امور ہیں، مہاس حدیث کی رو سے
محمد بن کاشی صاریح ایسا جائے گا کہ وہ ضعیف ہی بخوبی
ہے اور کتب محدثوں میں ان سے روایات نہ شافت،
ہیں۔ حالانکہ دیگر ائمہ اسلام شافعی (ام) احمد و پیر
سے بکثرت حدیثیں کتب محدثوں میں بخوبی صاف ام
مالک کی توجہ طاشہرہ آفاق کتاب ہے جب اس
روایت ایں جزو کے دو روایی ضعیف ہیں تو یہ ایت
فترانی قطعی التبیوت آیات اور احادیث صحیح کے
 مقابلہ میں بالکل ناقابل قبول ہے۔ ”محض المحدث ضعیف“
اس اقتباس کو کئی بار فرمیتے اور اضافت کیجئے کہ علم
دینی سببے بہرہ عوام پر اس طرح کی جگہ افسانیاں یا اثرِ ذلتی
والی ہیں۔ یہاں کے اہل حدیث و محدثوں کا اظر قریب ہے کہ جب
ان پر تو ہیں انہم کا الزمام ماند کیا جائے تو وہ کاونوں پر ہاتھ دھکر
کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حم کیوں انہم کی توہین کرنے، ہم تو احسیں ایسا
اور ویسا منہج ہیں، لیکن ان میں کئے متعارف و غیر مداراً افراد۔
بلکہ بعض حالتوں میں ذمہ دار افراد بھی اس طرح کی خامہ فرمائیں
کر گزرتے ہیں کہ علم و مذاہب کے لامھے پر سینہ آجائیے۔ الگیوں
شخص امام عظیم کے کمی اجتہاد، بکی منگری و قیاسی فیصلے یا عقلی
دعوے پر مشتمل گی کے ساتھ اعراض کیے تو بعض قائل برداشت
ہے۔ امام عظیم نبی نہیں تھے۔ غیر ایمانی کے قتل و لکھریں کہیں

الی سے روایت ہمیں لی گئی ہے تبروک الحدیث ہیں
جب یہ روایت ضعیف ہیں تو یہ روایت میں وہ
ہے۔ دوسرے روایت امام ابو حنفہ میں جسکے
مشتعل میرزا العبدال مصطفیٰ ج ۲ ص ۲۷۵ میں
ہے عقیدۃ الشیاطین میں جھٹکہ حفظہ وابن
عینی و آخر دن نہیں۔ شرح مولانا ج ۲ ص ۲۷۰
میں حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں دھوکہ سی
احفظ عینہ آہل الحدیث۔ الفیہ مراتی
مطبوع فاروقی کے حاشیہ ص ۲۵ میں ہے کہ
فیکم قاتل حما نما فسکر الدھنی داہم
عبد الریڈ داہن عینی دالشیاطین
والملاک ارضی فی ای حنفیۃ ائمۃ ضعیف
میں قتل حفظ۔ تجزیہ ہماری حافظ ابن حجر
فاروقی کے حاشیہ ص ۲۹۸ میں ہے عن ایت
حفص عمر بن علی قال الحنفیۃ للیبر
یحافظ مصطفیٰ بـ الحنفیۃ ایت
الحدیث۔ کتاب الصفعاء محدثوں مکتبین
ام انسانی مطبوعہ اوار احمدی ص ۲۵ میں، ابو حنفیۃ
لیس بالغوی فی الحدیث و هو کثیراً اغلط
فالمخطواع علی قتلہ روا یہم در رسالت السیب
مطبوع لا ہو ص ۲۱۱ میں ہے ایت ایت فقط
جور الحدیث میت اللہ ولی وقال علیه ص ۲۰۰
ایت حنفیۃ فی الحدیث۔ سنن دارقطنی فاروقی
ص ۱۲۲ میں بھی امام ابو حنفہ کو ضعیف قرار
یا ہے۔ تجزیہ ہماری فاروقی کے حاشیہ ص ۲۹۸ میں
ہے کہ علی بن مدینی کے بیٹے عبد اللہ بیہقی ہیں کہ میں نے
ایسے باپ علی بن مدینی سے ابو حنفیۃ کا حال لے چکا
تو انہوں نے ان کو ضعیف بتایا اور کہا کہ پچاس
حدیثوں میں انہوں نے خطا کی ہے۔ نیز نہ کوہہ کننا
ہیں ہے کہ ابو بکر بن داؤد نے کہا کہ امام ابو حنفیۃ نے
گلڈ طبع مسجدیں روایت کی ہیں جن میں سے ضعف

لظیر نہیں رکھتے، جن کی برا بری بخاری مسلم جیسے بزرگ بھی
غیرمعزز کر سکتے، جن کے شاگردوں کے شاگردوں کے شاگرد
امرت سلسلہ کا لمحہ اور آسمانِ اعتماد کے چاند تارے سے بھی
گئے ہیں اور جن کی علوفت و هنزاوت جو بیدار عالم پر نقش ددمی
بن کر ثابت ہے اُنھی کو آج وہ مدعاہیں علم "راوی ضعیف" ہیں
بادر کرنے پڑے ہیں کہ جن کے علم و فہم اور درج و تقویے پر
ابوحنفہؓ کے مرتبہ مقام سے وہ سنبست بھی نہیں جو تبلیغ
چراغ کو بھلی کے لفظ سے ہوئی ہے۔

لخ نوائی معافِ اعوام کی چھالت سے ناجائز فائدہ
اٹھاتے کی یہ پادریں مشاہد ہے کہ اہل حدیث بزرگ نے
خود اپنے معلم اکابر کے فیصلوں اور اصولوں کو پس پشت قاتل
حقیر ابوحنفہؓ میں اُن بی جیشیت شواہد سے کام لیا جن کی
یہ الفضولیہ تصریح عالم جانتا ہے۔ عوام دھوکا کھا جائیں گے کہ
د اُنھی موصوف نے اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کیا، بلکہ عقین سلف
کے فرمودات نقل کئے ہیں۔ ان کا کیا تصور ہے اگر اُنھوں نے
ہی نے ابوحنفہؓ کو ضعیف تراویہ ہوا!

بنا پیئے کیا ہے عوامی تأشیر ابوحنفہؓ کی حقیر و مذمت کے
دار ہے میں نہیں آتا ہے پھر بھی دعویٰ ہی ہے کہ ہم ابوحنفہؓ
کے فضل و مرتبت کے ملکوں نہیں ان کے خلاف بدگانیاں پھیلانا
نہیں چاہتے۔

د اُنھیں فی المعلم کو خوب معلوم ہے کہ جتنی حرجیں عبد القاء
صاحب حصہ ایں اُن ابوحنفہؓ کی تصریح میں نقل کی ہیں ان
سب کو علمائے ان محققین اور تصریحیں نے ٹھیکرے سے زیادہ
جیشیت نہیں دی ہے اور خود اہل حدیث کے ذمہدار اور خالق اس
علماء نے ان جرحوں کو ابوحنفہؓ کے ناقابل اعتبار، سونے کی کافی
دلیل نہیں بنا لائے۔

ان جرحوں کے دو دلائل کار اور لا یعنی ہونے کو پورے
طور پر تو ہم یہاں ثابت نہیں کر سکتے کیونکہ جن عوام سے واسطہ ہے
وہ بھی اسے علم حدیث کی ابجدیت کے واقعہ نہیں۔ اُنھیں یہ بھی
نہیں ہوں گے کوچھ بھم اور جرح مفسر کے کہنے ہیں۔ تعداد اکابر
معماریتے صحف کی کتنی نہیں ہیں ارادیوں کے کیا ملاج پر وغیرہ کا

نکیں خاتمی پور سکتی ہے۔ ان پر نقاب ہم نہیں۔ اگر کوئی شخص اپنی
کی بنادر پر ایک صحیح جیز کو غلط کھینچتے ہو تو اسے تسب بھی
جرم نہیں گزرا جاتے گا۔ کیونکہ امت کے کسی فرد کی ذہنی طلبی
اور اندھی تقطیع و شریعت نے جائز قرار نہیں دی۔ لہذا فکر کرو
اُنہیاں میں ابوحنفہؓ سے شرافت و ممتازت کے ساتھ اختلاف
کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بھولا سامنہ بنا کر یہ کہہ دینا کفر فلاں میث
اس لئے ناقابل اعتبار ہے کہ اس کے راوی ابوحنفہؓ ہیں،
گستاخات ہیات ہے جسے علمی ممتازت چھو کر بھی نہیں گزرا۔
اس کا تو حکما مطلب ہے کہ امام عظامؓ یا الوداع گوئے یا الپرد
اوہ غیرہ ذمہ دار۔

معالظہ اندوزی کا یہ طریقہ کتابوں چھاہے کہ ایک ہی انس
میں یہ بھی فرمایا جا رہا ہے:
”باقی آپ کا تقویٰ اور فقاہت اور شہرت علیہ
امور ہیں۔“

گویا وہ شخص تھی اور معتبر محسوس ہیں فتحیہ بھی کھلا سکتا ہے
جو تقویے سے اس حدیث کی گاہ ہو کر حدیث رسول کی تبعیں
ذمہ دار از حرم و احتیاط نہ برسے تھیوں سے کام نہ لے۔
— — — فن کارہ التقویٰ کس طبقاً کہا تا ہے اگر
ابوحنفہؓ کی روایت فرمودہ حدیثیں بھی قابل اعتبار نہیں یقین
کس با کوئی ہیں الگ وہ نیاد ہی ناقابل اعتبار ٹھیک ہی جس کے
اعتماد کی ضمانت کے بغیر شریعت ہر احتماد و قیاس کو دیوار پر دے
مارتی ہے۔ ابوحنفہؓ اگر حدیث ہی کی روایت ہیں غیر معتبر
قراء پاگئے تو ان کے قصر تلفظ کا ایک ستون اور ایک بینظ بھی
سو و نص کی مارے ہیں بچ سکتی۔

بار آئہ! آج وہ وقت بھی آگیا کہ جن جزوی شہادتوں
کا سہارہ لے کر کیوں اکبر اعظم ابوحنفہؓ کی ثقاہت عالت
کو محض کریں اور ہمیں ان کی یاد وہ گیوں پر کلچر تمام اتنا پڑے
وہ ابوحنفہؓ جس کے علم و فہم کا ذرہ نکاردا من کم د
میں بارہ سو برس سے تقریباً دہ تھاں امرت نے خام رکھا
ہے۔ جن کے علم و فضل نہ ہو و درج اور دیانت وحدت کا
طریقہ انتشار آسمان سے باقیں کر رہا ہے جو اپنے مناقب کی

اسی طرح اور کتفے ہی راوی ہیں کہ جن کی تقاضہت
عدلت علمائے اہل صفت کے مابین تتفق علیہ موجہ کی۔
لیکن یہی حصاری صاحب والی چال چلی جاتے تو ان
سب کے پارے ہیں ناقابل اعتماد ہونے کا فیصلہ
ہے آسانی دیا جا سکتا ہے۔

لیکن ذمدار علماء ایسی اوجھی حرکتیں نہیں کیا کرتے۔
سب سے پہلے تو یہ بنیادی اصول کچھ لینا چاہئے جس پر
اصول حدیث کے علماء تتفق ہیں کہ مشہور زمانہ ائمہ علماء
کا معاملہ اُن دیگر راویان حدیث جیسا نہیں جن کی

تقاضہت وعدالت جانتے کے لئے منفرد گواہوں کی
ضرورت ہے۔ مثلاً امام شافعی، امام الakk، امام تخری
امام سلم، عبدالمند بن المبارک وغیرہم اُن ہمیشیوں میں
ہیں جن کی حلالت شان، حق پڑھی، دیانت و تقویٰ
اور قائدانہ حیثیت زمانے بھر میں مشہور و معروف ہیں۔
اب اس کی تعطاً ضرورت نہیں ہے کہ ان میں سے کسی کی
تقاضہت وعدالت کا فیصلہ کرنے کے لئے ائمہ جرج و
تعديل کے ارشادات ڈھونڈے جائیں۔ اگر ان کی تو شیخ
میں صریح احوال موجود ہوں تو کوئی پروانہ نہیں پاک ہوگا
نے غادہ و عصب یا غلط ہی یا بے خبری کے باعث ان کی
عدلت و تقاضہت کو مجروح کیا ہو تو شخصہ پر اپر مصالحت
نہیں۔ یہ اہل عقل و عدل کے نزدیک عادل و نظر ہی رہیں گے۔
جب نذکورہ علماء و ائمہ کا معاملہ یہ برقو اُس بلند

فترہ امام زمانہ ابوحنیفہؓ کی تقاضہت وعدالت میں کیا گفتگو
رہ جاتی ہے جس کے علم و فضل، زہر و درع، استقامت، تلمیث،
حرم و احتیاط، فراسست، تحریر اور اخلاص و تقویٰ کو کوڑوں
کو دراںساوں نے نہ کوہہ علماء سے عربات اعلیٰ اور برترانہا پر
جسے متعدد ہوؤں کے ان تمام پر الفہلیت حال ہے اور جو کی
امامت و عظمت پر دنیا بھر تتفق ہے۔

اگر صرف اتنی ہی بات کسی امام کی تقاضہت وعدالت
محروم کرنے کے لئے کافی ہو کہ سنکڑوں ہزار و ملیوں و معدیوں
کے مقابلہ میں مدد و دفعہ چند حصہ اس کے حق میں قطعاً

تو غیر دین میں صفات میں کیسے پورا علم حدیث ٹڑھا کر مجھا
جا سکتا ہے کہ امام عظیم کی تقدیل و توثیق کے مقابلہ میں یہ
جرمیں اُس طبقی بھر غلطت سے زیادہ حیثیت نہیں وہیں
جسے بخود فارسی مادریا جاتے ایک طبقی غلطت سے
المسندر ناپاک نہیں ہو جاتا تو پھر ایسی چنی خارج از
بحوث جریں تھے۔ اس مسند کو کیسے متاثر کر سکتی ہیں
جو امام اعظم کے قریب میں مدد و دفعہ سے موجود ہاں ہے اور
افتخار الشدید اور انتہا۔ موجز ان رہے گا۔

بقدرت کیا اُس نام چند باتیں سمجھتے ہیں۔
اُسے کبھی نہیں سنا ہو گا کہ ہم احناف کے کسی
والم نے یہ شوشہ خپورا ہو کر امام بخاری ناقابل اعتماد
ہیں اس لئے ہم ان کی روایتیں نہیں مانتے۔ حالانکہ اگر
یہی حکمت کی جائے تو حصاری بزرگ کر رہے ہیں تو
کہا جا سکتا ہے کہ امام سلم جیسے قائم بالاشان حدیث نے جن کی
صیغہ سلم کو بخاری کے بعد سب سے بڑا مقام حاصل ہے بلکہ
بعض تو بخاری پر بھی سلم ہی وقوفیت دیتے ہیں، امام بخاری
سے ایک روایت بھی لئی پسند نہیں کی اور عملاً اخھین تکہ
ٹھپرایا۔ اور امام ابوذر رعائے ان کی روایت سے پہنچ کیا
ادراام ابوحاتم نے ان کی روایت نہیں لی اور متروک
الحدیث، اور دیا اور ابن حزم جیسے بزرگ نے جن پر امدادی
حضرات تکہ کرنے ہیں ان کی ایک روایت کے راوی عیسیٰ
بن سید کو جھوپ مسٹر اور سے کہ روایت کو جھوپا تباہیا اور بیغز
اگر، فن نے ان کی بعض روایات پر ایسی سخت تھیں کہ
کیس کر ان کے غالی معتقدین تکہ متاثر ہوئے بغیر نہ ہے۔
اسی طرح احناف نے بخاری کے استاد ابن المدینی
کو بھی ضعیف نہیں کہا، حالانکہ امام احمد جیسے بزرگ نے
اخھین تکہ الحدیث ٹھپرایا تھا۔ ابراہیم حربی نے بھی اسی
کی تائید کی تھی۔ عقبی نے بھی ان کا امام ضعیف راویوں
کی فہرست میں دیا ہے۔ امام سلم نے اپنی صحیح میں اپنی روایت
نہیں لی اور امام اصحاب نے تو ان کی ایک روایت کو جھوپ
تکہ کر دیا۔

جب اپنے اصحابِ صحیح محدثین کے بارے میں خود اپنی کا اعتراض کرنے آئیں تو کسی نہ ہوئے اور مثال کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی ہم قبول کیا تو کسی کا نام لیتے ہیں جن کا زہر و سع مثالی چیز ہے۔ انہوں نے بخاری میں حقیقی مسلم کے بلکہ میں جو روایت اختیار کیا ہے وہ اہل نظر کو چونکا دینے والا ہے۔ دل دہانغ میں جاگریں سوراخن کے تیزی میں خفیر کے ساتھ انکا سلوک جاری رہا ہے اور اسی ذہنی تیزیت کا نتیجہ ہے کہ حقیقی مسلم کو پوری طرح سمجھنے پر اعتماد کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب بخاری جیسا امام ابو حنیفہ کے بارے میں قبول یافتی سے تیزی سکتا تو کسی اور مثال کی کیا ضرورت۔

دوسرے مقولے سے ثابت ہوا کہ زیادتی اور جائز راء کے باوجود دیکھی بن عین کے زمانے تک محدثین اور

جرح و تعدیل کرنے والے افراد

اس حد تک نہ پہنچے تھے۔

تو حید و منت کے اثبات اور بدعت کے رد میں چار

لاجواب مقابلوں کا ایش بر امیوہ عد۔ جس کا پہلا ایڈیشن ہے۔

مقبول ہو چکا ہے۔ قیمتِ مجلد تین روپے۔

کی ضعیفہ تخلی (لوبنڈ (لوبنڈی)

وزن ہو سکتا ہے جنہیں تھی انہوں

کی رو میں ابو حنیفہ سے ناراہ معادوت پیدا

ہو گئی اور حقیقی طرز فنکر کی گیرانی سے مگر اکابر انہوں نے یہ جائز

کی کہ ابو حنیفہ ہی کو غیر معمولی تغیرانا شروع کر دیا تاکہ نہ ہے

بانس نہ پہنچے بالسری۔

(درستہ) - یہی ابن عین فرماتے ہیں:-

کنان ابو حنیفہ تقریباً جو حدیث

صحیفہ شعر ہیں جو حدیث

انہیں یاد ہوتی ہے وہی میان

کرتے ہیں اور جو یاد نہیں ہوتی

بہماں لائی یا حفظ۔ اسے بیان نہیں کرتے۔

(تہذیب التہذیب۔ طبقاً الخلق) + + + +

اماً بخاری اور امام ابو داؤد کے شیخ علی بن جعفر جو بھی

جو بہت ایک سے عیوب یا خامی کی گرفت میں سخت گروپ قائم ہوئے

کا اظہار اسے گردہ یا ہے تو دنیا میں کوشا بڑا آدمی ہے جو تقدیمی رہ جاتے۔ یوس تو مکمل کلام کو یہ بھی فرمادیا جاتے تھا کہ، پوچکر بھر رضی اللہ عنہما کو ایک پورا گزہ کا گزوہ خال بدهیں مختار، فاصب، طامع، ظالم اور تمدن دین قرار دیتا ہے۔ لہذا ان کی تقدیمی و نیا میں نظرِ الالٰ کے دیکھتے ملکتے تھے مجھے طریقے علماء و افتخاریہ میں جن کے بارے میں بعض علماء نے اختلافِ حقیقت کے باعث بعض نے غلط فہمیوں کے ناطے بعض نسبے خبری کی وجہ سے جرح و قرح میں زبانِ کھوٹی ہے تو کیا اس سے ان علماء و افتخاری کی تقدیمی و تقدیمی ختم ہو گی؟ اس اصول سے گذر کر جزیارات میں آئیں تو سب سے پہلے حبی بن عین کا قول سامنے آئے گا۔ حبی بن عین کوں

ہیں؟ اماً بخاری کے وہ استاد تھیں خدا تعالیٰ حدیث حضرت امام الجرج و التعبد تسلیم کرتے ہیں۔ انکا فرمودہ کسی حقیقی نے نہیں بلکہ ایک اہل حدیث بزرگ مولانا شمس الحق نے نقل کیا ہے:-

قالَ يَحْيَى بْنُ عَيْنٍ أَعْلَمُ أَهْلَ الْحَدِيثِ
يَهْرُبُونَ فِي أَبِي حَنِيفَةَ
أَبِي حَنِيفَةَ وَرَا صَاحِبَ الْحَدِيثِ
وَالْمَحَاجِبَ۔
(تعليق معني)

اوہ بھی بھی بن عین فرماتے ہیں:-

انہ تقدیم ماسمه محتاطاً جداً دو امام ابو حنیفہ تھیں۔ ایک کسی کو
ضعفہ (الانتقام) پھیسنا یعنی درستہ ہے ایک نہیں شد
پہلے مقولے سے ثابت ہوا کہ امام اعظم کے خلاف ناروا
سلوک اور زیاد تیان محدثین کے بیان ابتدا اسے ہی نہ ہو میں
آئی تھیں۔ اب بن عین خود امام و محدث ہیں اور اہل حدیث علماء
احمیم تحقیق تھی ملکتے ہیں (معنی راستے ظاہر کرنے میں نہیاں)
محاط اور کسی کے عیوب یا خامی کی گرفت میں سخت گروپ قائم ہوئے

ایسا کس بھم نے ایک شخص کو کہتے
سنا کہ یہ ہیں ابو حینفہ جو رات بھر
سوئے نہیں دگر ایجادت میں
شب بیدار رہتے ہیں پس سکر
ابو حینفہ نے ہم سے فرمایا کہ جو کچھ
میں نہیں کرتا وہ میرا بائی میں
بیان نہیں ہوتا چاہئے۔ اسکے بعد
آپ نے مستقلہ شب بیداری کو
معمول بنایا۔

ای حنفیۃ الا سمحت جلا
یقول لرجل هدایہ ابو حینفہ
لویناہ الرلین فقال ابو حینفہ
لَا تقدیث عتی بصالہ
افعل وکار بمحی اللیل
یعنی بمن ذات لیل۔
+ + + + +
+ + + + +
+ + + + +
+ + + + +

شیعر
وقال ابن ابی «اُو» عن نجھو
بن علی سمحت ابن «اُو»
یعنی الحرسی یہ قول الناس
داد دکوہ کہتے ساکر لوگ ابو
حنیفہ کے بارے میں حاصل
حاصل۔ اور جاہل ہیں۔

اگر داد تمام جر جس حبیں حصاری صاحب نے جمع فرمایا
ہے کسی بھی درجے میں قابلِ لحاظ تھیں تو حصاری صاحب
مشترح فرایاں کہ کیوں حافظ ابن حجر نے ان کی طرف نظر پڑھ کر
بھی نہیں دیکھا۔ کیوں انہوں نے امام ابو حینفہ کی ثقافت
لختل کی۔۔۔ اور ضعف کو لفظ انداز کر گئے۔ صاف
ظاہر ہے کہ یہ بے بنیاد جر جس ابن حجر کے نزدیک یہ کاہ
کی برا بر بھی دفعت نہ رکھتی تھیں ورنہ انہیں نقل کئے
 بغیر درست اور حصاری صاحب کی طرح ابو حینفہ کو ضرور
راوی صنیفہ کہہ گزرتے۔ نہیں کہا تو معلوم ہوا کہ ابو حینفہ
کی شفاقت ان کے نزدیک غیر مخالف فہرستے۔

ام شعرانی یہ واضح کرنے کے بعد کہ ابو حینفہ وغیرہ
کے ائمے میں جو کچھ میں کہیں گا وہ حصن جس عصیدت میں
نہیں کہوں گا۔ بلکہ حقیق و شخص کے بعد کہوں گا۔ اپنی
المیزان اللبری میں فرمائے۔ اختصار کی عرض
سے متن حاصل کرتا ہوں صرف ترجمہ میں خدمت ہے)
”اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا لذ بھجے

ابو حینفہ حدیث بیان کرتے
ہیں تو وہ سوتی سیسی آئے تاریخ
و رکھتی ہے۔
امام ابوسفیان ثوری کی شہادت ہے:-
یا خلیلہما صاحب عذہ من
ای حنفیۃ ذہبی روایات میں
ہیں چون ان کے نزدیک صاحب روحی
ہیں اور بخصوص ثقافت برداشت
کرنے پڑتے ہیں اور جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری
فضل ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر اہریت کے بہار بھی نوبت ہمدردیں
ان کی تہذیب التہذیب جملہ نوادرت کیجئے۔
قال محمد بن سعد العوفی
ابن عین کو یہ کہتے طبقہ کہ ابو حینفہ
حکیان ابو حینفہ ثقافت کا
یحدوث بالحدیث الذاہما
لطف حفظہ نہیں میں کہنے تھے
اور صالح بن حمار اسی تھی ابن معین
یحفظه و قال صالح بن محمد
ہی کا یہ ترجیحہ ہیان کیا کہ ابو حینفہ
حدیث میں تقریبیں اور ایو وہیں
محمد بن مزاجم سمحت
عبد الداہ بن المبارک دامیر
المیشی فی الحدیث کو کہتے سنا کہ ابو
حنیفہ سب کے پرھر نہیں تقریبیں
انکا شل نہیں کھا۔ نہ راہوں پر بھی
کہا اگر لست تعالیٰ ابو حینفہ اور سفیان
نے ریمیری مدد نہ فرماتا تو میں بھی
نہ رسمی طریق کا ایک آئی ہوتا۔
بابی حینفہ و سفیان کیست
کسائی انساس۔

شیعر
ابیوسف سے مردی چہ کمال ملک
ہم ابو حینفہ کے ساختہ پڑھ جائی پڑھ
قال بینما آنا امشی مع

ان کی ناداقیت یا پھر عطا بیان کا یہ حال ہے کہ جتنی جو دین اخنوں نے نقل کیں ان کے بارے میں فرمادیا، ہر جس روح پختگی ہے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے ہی شیخ مولانا عبد الرحمن بخاری پر کی ابا کاسر المعنون دیکھ لیتے تھے معلوم ہوا جاتا کہ ابن عذری اور اقرطی اور نسائی کی حجج جو دین اخنوں نے پیش فرمائی ہیں وہ پختگی نہیں ہے، ہم ہیں۔ وہ بھیم حجود و قرار دی جاتی ہیں۔

ابن عجب البر کا خوی مقولہ سیئی الحفظ عنده، اصل الحدیث نقل کیا گیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا ابن عبد البر امام اعظم پر حسروں نہیں فرمادی ہے بلکہ ایں حدیث کا خیال نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک امام موصوف سیئی الحفظ ذرا بحافظت لے رہے تھے۔ لیکن اس عقل میں بھی از راه اشرفت ابی عبد البر سے تسامح ہوا۔ نہیں ہر الہ اہل حدیث حضرات ابی عبد البر کے زمانے تک کوئی کوئی حدیث بتائیں جس نے امام اعظم کو سیئی الحفظ کیا ہو، یہیں لقین ہے وہ نہ بتا سکیں گے۔ اور بفرض محال وہ بتا بھی دیں تو اس سے کوئی حامل نہ ہو گا، کیونکہ حدیث شہیر امام ابوزینب و التعذیل ابن عین خود بتا چکے ہیں کہ ہم محمد بن امام ابوحنین اور ان کے اصحاب اکے حق میں زیدیادتی کے مرکب ہیں۔ ان سے ابین عین کا جو قول یہاں کہا گیا ہے کہ ثوری ابوحنین پر حدیث کے مسلمین عیوب لگایا کرتے تھے تو خدا ابن عین کی رائے اور یہاں ثوری کی رائے ابھی ہم نقل کریں۔ ثوری کی طرف مسروپ بات اُمر صحیح ہے تو اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہوتا کہ اس مفاد مسلم کی بناء پر اخنوں نے کسی موقع پر امام اعظم کے خلاف لب کشانی کر دی ہو گی اور زان کی تقاضت وعدالت کے منکر نہ ہے۔

کیا خوب دلیل صفت دی گئی ہے؟۔

”یہی وجہ ہے کہ کتب متداول میں ان سے روایات ثابت نہیں، حالانکہ دیکھ اتر امام شافعی دلایا جائے۔“
وغیرہ سے بکثرت حدیثیں کتب متداول میں ہیں۔
بکثرت تو دکثار آیت بخاری و مسلم میں ایک بھی روایت امام شافعی سے دکھلادیجے۔ اگر نہیں دکھلا سکتے تو پھر امام شافعی کو بھی کم سے کم امام بخاری و مسلم کے نزدیک ضعیف کر دیں۔

”ابوحنین“ سے تین سو روں کا ان کے صحیح تتوں سے مقابلہ کرنے کی صفات بصیرت پر ہیں۔ ان کوں پر حقیقتاً حدیث کی قلمی تحریر میں تھیں جن میں آخری صاحب حافظہ دیا طی ہیں۔ مطالعہ سے ثابت ہوا کہ امام ابوحنین صرف اخھیں برگزیدہ تابعین سے حدیثیں روایت کریں ہیں جو اپنے زماں کے منتخب ترین عادل اور نقیٰ حضرات میں تھے اور جو حدیث کی صراحت کے مطابق خیر القرون کے لوگ تھے جیسے اسود، علقر، عطاء، جاہد، مکحول اور حسن بصری جیسے عزیزین۔ پس ابوحنین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان جنتے راوی ہیں سب تھے، نیک نام اور صاحبین ہیں۔ ان میں کوئی اسی تھمی تو جھٹا ہو یا اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی گئی ہواد اسے میرے بھائی! ان کی عدالت و احتمال کیلئے تھیں بھی کافی سچے کہ امام ابوحنین جیسے شخص نے اپنی شدت احتیاط اور حرم و نقوی سے با وجود اورست محمدیہ کا خاص خیال رکھنے کے باصفت ان حضرات کو اس مقصد کے لئے پُھن لیا ہے کہ ان سے اپنے دینی احکام اخذ کریں۔“

آگے فرماتے ہیں:-

”ابوحنین“ کے تینوں مندوں میں بھی بھی حیرت جو ہم نے پائی تھی باتیں۔ ”المیزان الکبری جلد اول صفحہ ۲۵۴“ میں چند اکارہ ہوئیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس ابوحنین کا پاپی روایت حدیث میں کیا تھا جسے بھی جنت جزوی کی بیساکر ضعیف کہنے کی جا رہت کی جا رہی ہے۔ کتاب کی تصنیف میں لظریرو تعلیم و توشیح پر مشتمل فرمودات سلف کا انبار لگایا جا سکتا ہے۔ امام اعظم تو طریق چیزیں ائمہ شاگردوں کا یہ حال ہے کہ امت کی امت اس کی عدالت و نقاہت میں بطب اللسان ہے۔

حصاری صاحب کے پیش فرمودہ شواہد پر بھی کچھ عرض کر دیں۔

فترار دیدیے یعنی۔

پھر جس موتا امام مالک کو آپ خصوصیت سے شہرو آنات
بنا رہے ہیں جسمرے آپ کو امام المالک کے شاگرد رشید ام اشافعی
نے یہ پہنچ کے باوجود کہ موتا امام مالک سے زیادہ صحیح کتاب آسمان
کے نیچے کوئی نہیں "امام مالک کے درمیں ایک مستقل رسالہ کا حلہ ہے
جس میں دعویٰ کیا ہے کہ ان کے بہت سے مسائل احادیث صریح
کے خلاف ہیں۔

مشہور حدیث یعنی بن معدُّ فرازیہ اکرست تھے۔ امام
مالک نے شتر مستلوں جس حدیث کی مخالفت کی۔
حامل گزارش یہ ہے کہ جو طریقہ امام ابوحنیفہ کو ضعیف
قرار دیتے کا اہل حدیث بزرگ نے اختیار فرمایا ہے اس طریقے
سے تو سیکھوں تقدیر اور تحقیق علیہ رادی حظیکی بجائے ضعیف ہا
دینے جائیں گے۔ غتنہ انکار حدیث کے دو دلیل یہ اچھا ہر یہ
وہ منکر ہیں حدیث کو دے رہے ہیں۔

سچ کہا ہے کسی نے "نادان دوسری سے داناد شمن اچھا"
حدیث رسول ﷺ کی تائی و نصرت کے جوش میں۔ یا پھر یوں
کہہ یجھے اپنے مسلمان کی تائید میں امام ابوحنیفہ کو
ضعیف "قرار دے کر اہل حدیث بزرگ خوش پورے ہیں
لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے پوری ملت مسلمہ کا وقار خاک
میں لے جاتا ہے۔

ماہنگہ کشکل کو آرسی کیا ہے۔ یہ کہاوت کس نے
نہیں سنی۔ حصہ اسی صاحب تخریج ہایا کے حاشیہ سے اہن
درینی کا قول نقل کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے مساجس حدیثوں میں خطأ
کی ہے۔ اختلاف تو اہل حدیث کے نزدیک انہیں مغلظ طبیرے
ماشاء اللہ اہل حدیث ہر ہیز کو علی وجہ بصیرت قول فرماتے
ہیں تو چیز اس نہیں تو صرف پانچ ہی وہ حدیثیں سپر و فلم فرمائی جائیں
جن میں ابوحنیفہ نے خطأ کی ہے۔

نیز ابو بکر بن داؤد کے اس قول پر جو حصہ اسی صاحب تھوڑے
بوسٹکر ابوحنیفہ نے کل ڈیڑھ سو حدیثیں روایت کی ہیں جنہیں
سر نصف میں ربعی ۵۰ ہیں، ان سے بھول دانے کا حق ہوئی ہے
تو اسے کو زنگاہی کے سوا کیا ہیں گے جب کہ اثار و مسانید کے

متداول جو بھی اس ڈیڑھ سو کی تعداد کا مضاف کر دیا رہے
ہیں۔ اچھا جناب ہے، نہیں آپ صرف پانچ حدیثیں تعین کر کے
بتا دیں کہ ان میں ابوحنیفہ نے بھول کی مقلدین کے پیچے تائی
پیشے والوں کو دوسروں کے کاندھے پر بندوق چلانا زیب
نہیں دیتا۔ بصیرت کا دعویٰ ہے تو مر جو ہیں کہ ہم مقولوں کی
تفصیل ہیں فرمائیں تاکہ ابوحنیفہ کے مقابلہ میں آپ کی حدیث
دانی کا ڈنکا بھے۔ یوں بلاد میں باقیں نقل کرنا تو اسی تعلیم
جامد میں داخل ہے جس کی آپ کو احناض سے تسلیم کیا ہے۔
کفتوح ختم۔ پنج نکرے اور ھوتے لوگ ہر جماعت میں ہوتے
ہیں۔ اہل حدیث بزرگوں کو چاہئے کہ اس طرح کے لوگوں کو باندہ
کے رکھیں اور ان کے نہیں لکام دیں۔

اوھر کچھ دنوں سے ہم بعین تین و ذمہ دار اہل حدیث
کو اتحاد و اتفاق کی ایکلیں کرتا دیکھ رہے ہیں۔ پہلا تین تھیں
اقدم ہے۔ دل چیر کر دکھایا جاسکتا تو ہم دکھاتے کہ جس طرح
اہل حدیث یا کسی بھی گروہ کی نیشن زنی پر ہم گڑھتے ہیں اسی
طرح اُن دیوبندیوں اور حنفیوں کی جراحت کاری بھی ہمارے
لئے کم شکلیت دہ نہیں ہوتی جن کا وظیرہ انتہا پسند اسے اور
حنفی دیوبندیت یا حنفیت کا ہمیشہ ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ
میں بھی ہیں تأمل نہیں کر جس سے قبوری مشریعت کے مشکل
زدہ مبنیں لے حنفیت کی سچ ٹھانی مشریع کی ہے ہمیں
اس لفظی سے دھشت ہونے لگی ہے۔ پڑا ستم ہے کہ
دیوبندی حنفیت کے ڈانڈے بھی تصوف اور طریقت کے
بعض میسداں میں قبوری حنفیت ہی سے ملنے جا رہے
ہیں اور رہی سہی کسر آس لا شعوری اتحاد
نے وری کر دی ہے تو ان دنوں حنفیوں کے مابین بعین
شیعی اور کوئینیت کا جامہ پہنادیتے کے باب میں اتفاق
ہوتا چلا گیا ہے۔

حامل یہ کہ خطا انہی اہل حدیث کی نہیں۔ مجرم نہیں نہاد
دیوبندی بھی ہیں بھنپول بھاٹڑے اب تھم ہو جانے پا ہیں۔
اسلام کو بھاری دھماچوکڑی میں سانس نکل لینا شکل ہو گیا ہو۔

کا ذریعہ تقرب رہا مامل کیا جاتا ہے کیا اللہ تعالیٰ
کے متعلق کوئی مسلمان یہ مگان کیا اور ہم بھی کہ سکتا ہے کہ
بارگاہ الہی تین میری آواز نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ
میری اتفاق نہیں سیکا، وہ مجھ پر رحم نہیں کرے گا۔ اس لئے
کسی بزرگ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر اللہ
تعالیٰ پر (لتوذ باللہ) اخڑا لوں تاکہ اس اثر کے ماختہ
میری دھاسن سے اے، میری مرا پوری کر دے۔

بھی حال "بحق" کا ہے جو لوگ "حق رسول کیم"
کہک دعا کرتے ہیں اکابر علماء نے صاف تکھدیا ہے کہ یہ
بڑی گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے ہر بندے
ہے، وہ نبی رسول ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
بہ کسی کا حق نہیں ہے، "بحق" کہک دعا کی جائے کہ آلا
حق خوچھر ہے اس کا خیال کر کے میری حاجت پوری
کر دے۔ شیخ سعدی کا شعرو مشہور ہے ۵

الہی بحق منی فاطر
کر بر قول ایمان کنی خاتم

محققین تو سی لکھتے ہیں کہ یہ شرعاً حقیقی ہے یعنی شیخ سعدی کی کتاب میں کسی نے دشمن پر صادیا ہے اور اگر شیخ سعدی کا یہ شعرو صحیح تو دسی عقاائد و احوال میں بے چارے شیخ سعدی کی سند ماہلوں کے سو ایسا یہ کون پیش کر سکتا ہے۔ شیخ سعدی کی ایسا نتھے اور عجی افرات سے محفوظ نہ تھے بعض ایں اور عجی ان کی تفہیقات میں ایسی ملتی ہیں جو شرعی اصطلاح کا ہے کہا ہے قابل اعتراض میں مشتملاً تھے لگستہ ایں ایسا۔ جگہ لکھتے ہیں "بر قرار یکھے غیر مسلم اسلام مذکوف" (وہم) "حالاً کہ شر عالم مسیح کے سو ایسی بزرگ کے مزار پر اعتکاف کرنا بادعت ہے۔ ہرگز جائز نہیں۔ عرض شیخ سعدی کا کوئی قول کوئی فعل دین میں سند پیش ہے۔

طفیل یا تصدق یا حدت دعیزو کے الفاظ اگرچہ لکھی ہیں اپنے لفظی معنی کے اعتبار میں جس ذہنیت کے ماختہ ہے جاتے ہیں کہ "یا اللہ میری فلاں حاجت

دنیا اور دین کی فلاح

اس مضمون کی دو سطیں ہیں اما انہیں ہر چیز ہیں۔
اتفاق سے دیکھ کا تعلیٰ تیری سطیں سطیں ہر دو ایسا ہے۔
خدمت ہے اسی پر مضمون تمام ہو گا ہے۔ (دادار)

گرے جو مجھہ لایا گیا ہے کہ وسیلہ کسی بزرگ سے مقرب
بارگاہ کا ہوتا ہے اور اس بزرگ کو بارگاہ الہی میں سیل
پنا کر پیش کیا جاتا ہے یا کہ کران کے نام کو وسیلے کے طور سے استعمال کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے
کہا جاتا ہے کہ ہماری فلاں حاجت فلاں بزرگ کے یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے پوری کر دے۔ یہ
عجی ذہنیت ہے جو اول علم کو عجی فکرے نہ کانی اور عصر کی
اہل علم ہی اس کو سخن بیکھٹے گئے۔ ما انکری بادعت ہے اور
ہر بادعت مگری ہے۔ اس وسیلے کے متعلق بھی شفا عالت
ہری کی طرح لوگوں نے بارگاہ الہی کو امراء و وزراء و
سلطانین کا دربار بھیجا لیا۔ جو ان بغیر کسی انسانی وسیلے کے
رسانی خلاف ادب بلکہ مخصوص ہیچی جانے ہے جس کے وجود
ہری پر جکلوں خلافت کے بلان میں لکھ چکا ہوں۔ اور
امراء و سلطانین کے دربار پر بارگاہ الہی پر ایسا نہیں
کیا ہے کہ بغلت اور مگراہ کرنے ہے ان انساب کو عجی ذہنیت
بیان کر چکا ہوں۔ ایک لظاہ اس بحث کو اس سوت پر عجی
و دیکھ لیا جائے۔ امراء و سلطانین کے دربار میں جو انسان
وسیل احتیار کرتے ہیں وہی بھی کہ میں خود اگر جو حال
کروں گا تو میری باثتی نہیں جائے اگر میری بالوں پر
یقین نہ آئے گا۔ میری تو صہ نہ ہوگی۔ بھلہ پر بادشاہ سلامت
کو اس قدر رحم نہ آئے گا جس قدر رحم کا میں طالب ہوں
اُس لئے بادشاہ پر اغوا ملنے کے لئے کسی مغرب بارگاہ

اس نے اس قسم کے انفاظ دعاؤں میں استعمال کرنا
معززی خلیلیوں اور گمراہ کن تصویرات پر منتقل ہونے کے علاوہ
مستقل باریت بھی ہے۔ وکل بذاعتہ ضلالہ سوکل ضلالہ
فی الانسا صدیق شمع ہے جسی پر بذاعت گمراہی ہے اور ہر
گمراہی دوزخ کم سوچنائے زالی ہے۔

غناہ ہر کی طور سے ہر بدعہت کا تقریباً یہی اصول پر دعہت ہے کہ جو لوگ ان بدعتوں کے تو گوئیں ان کو ان میں محلانی کے سوا کوئی خارجی محسوس نہیں ہوتی۔ دیکھو انہم میسٹریوں میں مانغا اور وہ بھی بحثتے ہیں کہ یہ تو ایک کارخیر کر رہے ہیں اپنے رسول کے ساتھ اس قدر گردبھی رکھتے ہیں کہ اپنی خودی دنیا دی کامیابی چاہتے ہیں ان کے دستیلے کے بغیر نہیں چاہتے۔ تو رسول سے غایت محنت کی دلیل ہے، اس میں کوئی نرمائی یا تسریع نہیں ہے۔ لگری درحقیقت ایک شیطانی دوسرا سب سے غریب نہیں لہما الشیطان اہل اللہ شیطان نے ان کے درجے سے اعمال کو ان کے سامنے آرائیا۔ اس کے پیش کر دیا ہے جس کی وجہ سے جو اے اعمال کی میراثی ان کو جعلی معلوم ہو رہی ہے۔ اسی طرح اس فرقہ بندیوں کے زمانے میں جب کہ ایک امت میں متعدد فرقتوں میں بٹ کر اپنے رسول سے اپنا رشتہ مستقطع کر گئی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقاً طلب کر کے فرمایا گیا کہ انَّ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا يُشَیِّعُونَ الْأَشْرَقَ وَالشَّیْعَیْنَ اَسَے رسول احمد بن حنبل نے اپنے دین کو فرقے فرقے کر دیا اور خود ٹولیوں میں بٹ گئے۔ تم کو ان سے کسی چیز میں کوئی سرداار نہیں (انعام اسٹا) یہ قرآن میں گرفتار نظر ڈالنے اور جو تاریخ ایسی کی اتری کہ ہر منفعت لفڑیاں دیکھ رہی ہے لیکن جن آنکھوں پر فرقہ بندی کا پردہ پڑا ہوا ہے وہ نہیں دیکھ سکتیں دیکھئے "دین" نام سے عقائد و ہیادات اور اخلاق و ماحلات کے مجرم ہے کہ اپنے تحاکم کو جو لوگ رسول کی امت ہیں اور رسول جو کتاب لائے ہیں یعنی قرآن مجید اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ دین کے سرمنٹے میں قرآن مجید کی ہدایت اور اپنے رسول کی تعلیم و تبیین کو دیکھنے اور معرفت سنت نبوی اور صحابی

بعقول یا بہت صدقہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا اپنے رسول
اپنے صحبیت کے حد تھے میں یا ان کے طفیل میں یا ان کے
دیلے سے پوری کردے "ان سب کلمات کا اصل فہم
یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دعہ ہے ادعویٰ استجب
کھتم ہمسے دعا کروں تمہاری دعا قبول کرلوں گا۔
(مزمون آیتا) اجنبیت خواہ الدائیع اذ آذغان جب
کوئی دعا کرتے والاجھ سے دعا کرتا ہے، میں اس کی دعا
قبول کر لیتا ہوں (بقرہ ۱۸۵) دعیرہ آیات پر اسکو
بودا بھروسہ تھا ہے تو وہ رہوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یا کسی اور بزرگ کا نام لیکر اللہ تعالیٰ پر زور دا تھا
ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یوں الگ مریمی دعا اللہ تعالیٰ
نہیں سیکھا تو رسول کی محبت سے تو غیور ہو کر سن لے گا
غرض انسان کے الفاظ کا دعاوں میں استعمال کرنا ہمارا تونکا
حائل ہے۔ آیات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جزو دعہ فرمایا ہے
دعا قبول کرنے کا اس دعہ پر پورا اختلاف نہیں ہے دوسری
ایات یہ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بزرگ
کے نام کا واسطہ دیکھ دیا تو اس جا ہے جو یقیناً ہفت سے گفت
گستاخی ہے۔ تیسرا بات یہ کہ قسم آن کریم نے میسون
دعا میں تعلیم فراہی ہیں، کسی ایک دعا میں بھی یہی کو
دیلے سے یا ایسا نک (اپنے نیمیوں کے دیلے سے) (غیرہ
قسم کے الفاظ نہیں آئے ہیں) اس کی تعلیم دی جئی ہے کہ
تم جب بھار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امرت ہو تو جزو دعا
ما ہجوان کے دیلے سے دعا کا ہجھو تحریکی بات یہ کہ خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھی کبھی مخاہر فتنہ ہم سے یہ ہیں فرمایا
کہ جب دعا ما ہجھو کر دو تو میرے دیلے یا میرے طفیل سے ماحلا
کرو۔ تخلافتے راشدین و مهاجرین و انصار مخاہر کرام میں
الشذوذ عین کا یہ ہمول ٹھاکر وہ جب کوئی دعا کرتے تھے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیلے سے دعا کیا کرتے
تھے۔ اور یہی حکم ہے سالقوں اولوں مهاجرین و انصار میں اللہ
عین کے اتباع کا۔ اسلئے جس کام کو وہ دینی حیثیت سے
ہیں کرتے تھے ہیں مجھی نہیں کرنا چاہیے۔

تقریب یا ذرا نفع تقریب حاصل کرنے کا۔ (در سورہ مائدہ) مگر بیلے اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے کر تقریب حاصل کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس لئے کہ سب سے بڑا اور سب کے پہلا ذریعہ تقریب "تفویٰ" (یعنی اللہ سے ڈرتے رہنے کے سے اس کی نافرایانیوں سے بچنا ہے) ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے۔ "ذاللہ ذی المتفقین" ۵ (دعا شہ آیت) اُن اذلیّاتِ امّتیں کا لامفتوحون (الفاظ آیت) (التدقیق) کا درست ہے اور اللہ کے درست متقی ہی لوگ مجتہدین ہیں) یعنی غیر متقی کا ذمۃ اللہ درست ہو سکتا ہے زمۃ اللہ کے درست ہو سکتے ہیں۔ اُن المتفقین فی مقامِ امّتیں ۵ (متقی لوگ ایک بہترین امن و امان کی جگہ ہیں) قیامت کا میدان جو اضطراب پر یہاں حاولہ خوف دہراں کا مرکز ہو گا وہاں صرف متقویوں ہی اک ایسی جگہ ٹلے گی جہاں وہ محشر کی ساری ہیبت ناکیوں سے ہر طرح حفظ امن و سکون کی جگہ اطمینان سے ہمگی (آیت) چھپتے ہی لوگ اللہ کے خوب بھی ہیں۔ "ذاللہ" مجھ سے امّتیں کوئی جگہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اصل اور مستقل انتہا۔ ترب بارگاہ اُتھی کا ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ اسی لئے پہلے تقویٰ کا حکم دیا اس لئے کہ اس کے بغیر تقریب حاصل کی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد وہ سیلہ حاصل کرنے کا حکم فرمایا گیا اور اس کے آخری انتہائی تریخ تقریب کو تباہی گیا اور وہ وجہ ہے وہ اس سیلیہ کا حکم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جان دمال درون سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ تقدیم اگاہ اُتھی اور کسی حیثیت سے حاصل ہو سکتے ہیں مگر جس کے دل میں تقویٰ ہمیں اللہ کا ذریعہ میں ہو گا جہاد بھی کر سے گا۔ تقویٰ اور جہاد میں فرق اسی قدر ہے کہ میں ان جگہ کا جہاد ہر وقت نہیں ہوتا اور تقویٰ تو جان کے ساتھ ہے۔ روح جسم سے نکلے گی بھی تو تقویٰ کی سی دولت کو جھوٹ کر نہیں نکل سکتی۔ اس سلطنتی کو اپنے ساتھ لیکر جسم سے نکلے گی۔ مگر یہاں تو عام جہاد کا لفظ ہے

مہاجرین والصادر خی الشعیم کی پیر دی کر سے جو اسی تکامل معاشرین پتے امیں کو اختیار کرتے، عقائد و عبادات پر محو ہوتے کے ساتھ گئی انسانے کو تبریز ذکر نہیں کرتے۔ کیونکہ اخلاق و معاشرت کا تعلق با ہمی معاشرت سے ہے۔ اس میں توزع کا ہونا ضروری ہے۔ نئے نئے معاشرے اور نئے نئے موقع پیش آتے رہیں اس لئے اخلاق و معاشرات میں قیاس و اجتہاد کی ضرورت پڑے گی۔ مگر عقائد و عبادات کا لامفتوحون مسلط مقادیر اطروت کے ہے۔ اور آخرت میں توزع ہو گا یا نہیں۔ اور اس وقت دہاں توزع ہو رہا ہے یا اس کا حکم کسی کو نہیں ہو سکت۔ اس لئے احتمال کرد عبادات میں قیاس و اجتہاد کر کے نبی نبی چیزوں پر میدارنا مجموع قرار دیا گیا۔ اور اسی کو بدعت کہا گیا۔

مگر فرقہ پرسنی کا تجزیہ کر ربان سے قرآن و حدیث و سنت نبوی و سنت صاحبہ کا نام تو ہر فرقہ تقریباً بالتناہ ہے میکن ہر فرقہ اپنے فرقہ کے علماء کی تصنیفوں ہی را عیان رکھتا ہے۔ کوئی ہزار قرآن کی آیتیں پیش گئے ایسیں لائے مگر ان کے فرقہ کے علماء کے مذاہ اگر وہ آئیں اور مدینیں ہیں تو کبھی نہ اسی کے میکن طرح کی تاویلیں کریں گے قرآن و حدیث میں تحریک معنی سے بھی باز رہ آئیں گے مگر اپنی فرقہ پرسنی پر قائم رہیں گے۔ اس طرح خود ہر فرقے نے اپنارشت رسول کیم اور قرآن مجید دلوں سے سطح پر کیا ہے۔

تو پھر وسیلہ ہے کیا؟

اب یہ سوال رہ گیا کہ وسیلہ کے معنی الذریعہ تقریبے تو تقریب حاصل کرنے کے ذریعے کیا کیا ہیں؟ اور اگر اس کے معنی نفس تقریب کے ہیں جب بھی بغیر کسی ذریعے کے تو تقریب حاصل ہو نہیں سکتا۔ بہر حال ہمیں ذریعہ تقریب ہی کے علوم کرنے کی ضرورت ہے بغیر صحیح ذریعہ معلم کے تقریب کا حاصل ہونا حاصل ہے تو پہلے اس کو بھی قرآن مجید ہی سے پوچھیے دیکھیتے کیا حواب ملتے ہیں؟

قرآن میں ایک جگہ تو مومنین کو حکم ہے وسیلہ یعنی

بینہ و میخی من حجی عن بینۃ طاکر گری ای وضالت کی
سوت ہو مرے وہ دلائیں کی روشنی میں مرے اور ہدایت کی
زندگی چاپتے وہ دلیل کی روشنی میں پاتے۔ قرآن مجید کی
کوبے دلیل بات مان لئتے کے لئے نہیں کہلتے۔ مگر جن کے
دین کامراز قرآن مجید نہیں ہے اُن کے پاس دینی سربا ایا وہ
کے سوا اور کما ہوگا۔

اور کچھ لوگ اس قدر بھلی ہوئی مشرکاً عقیدتمندی
توبہ رکھاں دین سے نہیں رکھتے ہیں کہ ان کو مستقل طور سے
 حاجت رواؤ مشکل کشا تھے لگیں۔ مگر ان بزرگوں کی متعلق
صرف آنا تھے ہیں کہ یہ لوگ ہماری غائبانہ نکار کو سن
لیتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ ہماری پکار کو ان تک پہنچا، یا کہ تھے
وہ خود رہاری پکار سنکری ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے خون
میں دعائیں کرسے گے تو ہیر اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے
ہماری حاجت پوری کر دیگا۔ کس قدر پوری حقیقت
لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی وسیلے کے ہماری پکار تو
توبہ رکھاں دین کے کافیں تک پہنچا سکتا ہے، لیکن وہ بغیر
کسی وسیلے کے ہماری حاجت نہیں پوری کر سکتا۔ یہ کوئی
مشکل کی بات ہوئی؟ اللہ تعالیٰ ہماری پکار ان بزرگوں
تک پہنچے پہنچا دے۔ اس کے بعد وہ توبہ رکھاں دین ہٹالے
لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں تو ان کی سفارش سے
وہ ہماری آوازوہ بزرگوں تک پہنچا دے۔ اس حاجت کے
لئے بھی تو کوئی وسیلہ چاہئے۔ جب اس کے لئے کوئی وسیلہ
حضرت کی نہیں تو اس کے معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرض
ہے کہ جب بزرگاں کو کوئی پکارے تو وہ بلا عندر اُس کو پکار
کر بزرگاں دین تک پہنچا دیا کرے، بمعاذ اللہ من ذلک
دوسری آیت ہیں فرمایا جاتا ہے کہ تم جن لوگوں کو پکارا
کرستے ہو وہ بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کے بندے تھے۔ الترسی نے
ان کو بزرگی دی جی جس سے وہ بزرگ ہوتے وہ تو خود رکھا
اُنیں تقریب حاصل کیا کرتے تھے اور اس تقریب حاصل
کرنے میں ایک دوسرے پرستی سے جانے کی کوشش میں

جان دیاں کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔ تاکہ حدیث میدان جنگ ہی
والا بہادر نہ مراد دیا جائے۔ بلکہ اللہ کی راہ میں حماد سب سے
پہلے اپنے نفس کے ساتھ کرتا پڑتا ہے۔ پھر اپنے اہل دین کے
کے ساتھ پھر طریقہ ہیں اور اہل تراجمت کے ساتھ پھر عاصم
مسلمانوں کے ساتھ اور غیر مسلمین کے ساتھ پھر عاصم کے
ساتھ اور باہر والوں کے ساتھ وہ جہاد زبان سے بھی ہوتا ہے
اور قلم سے بھی۔ جہاں تبغ و تفگ سے جہاد کی صورت پڑتی
ہے دیاں تبغ و تفگ است بھی کام لیا جاتا ہے۔ اس لئے تقویٰ
کی طرح جہاد بھی درہ محل ہر سلم کی جان کے ساتھ ہے۔ اور وہ
کے ساتھ نہیں تو اپنے نفس کے ساتھ ضرور روزانہ بیان دین بھر
میں کئی کمی بار جہاد کی ضرورت پش آ سکتی ہے، تو معلم ہوا
کہ ذریعہ تقریب رکھا اگر اُنیں سستے پہاڑ اور اصل تقدیمی ہے
اور آخری مکمل ترین ذریعہ جہاد فی نسل اللہ ہے۔

اب دوسری آیت پر غور فرمائیے۔ اسیں یہ ارشاد
ہے کہ مبشر کیں ان میں لکھا ایسے ہیں کہ ایسے لوگوں کو پکارا
کرستے ہیں جو خود رکھا وہ اُنکی کاتقریب حاصل کرنے کی دھمکیں
لگلے رہتے تھے کہ کون زیادہ تقریب حاصل رہتا ہے۔ ہر مفتری پر سے
مقرب پرستی سے لے جانے کی کاشتھیں اسکا مکار ہتا تھا وہ لوگ
بھی دوسرے بن دیں کی طرح اللہ کی رحمت ہی کے ایسا دوار
رہتے تھے اور اللہ کے عذاب سے دوسرے رہتے تھے۔ اللہ کاغذ
ڈرنے ہی کی چیز ہے۔ بعض لوگ جیسے ہمود نصاری ایسا مظہم
السلام یا اپنے بڑے احرا در جہاں کو اپنی حصیتوں میں پکارا
کرستے تھے۔ اُج مسلمانوں میں بھی ہزاروں ہیں جو حصیتوں کے وقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑے پر صاحب اور خواجہ
اجمیری رضی اللہ عنہما کو اپنے پیرانی ملکاں کو پکارا کرستے ہیں
لکھتے ہیں جو خود اپنیں بزرگوں کو صاحب تدریت و اختیار سمجھتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہر نظر کے وہر اور حاضر و غائب
کی پکار سنتے ہیں اور حاجت دوائی و مشکل کا (کی طاقت) لکھتے
ہیں۔ چاہیے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہ ہو، مگر جو لوگ
اویام ہی کو لقین کا درجہ دیں اُن کو دلیل کی کیا ضرورت رکھے۔
تو قرآن مجید ہی کا اصول ہے کہ دیھانلکھ من خلک عن

کے بغیر کوئی اطاعت کوئی فرمانبرداری قبول نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ایمان کس طرح کا ایمان ہو؟ اس کو بھی من یقین۔ قرآن مجید میں رسول اللہ اور صحابہؓ کرامؓ کو خاطب کر کے فرمایا گیا ہے اہل کتاب اور اوصیہن۔ لعنی غیر ایں کتاب کفار کے متعلق کہ فانْ أَمْوَالُهُمْ مُّثُلُّ مَا مَسَّتُمْ بِهِ فَقْدَ أَهْسَدُواۤ۔

درست طرح تم لوگ ایمان لائے ہو تو اسی طرح الگ روہ لوگ بھی یاں لے آئیں تو بے شک وہ لوگ بھی راہ ہدایت پر آگئے۔ اس نے ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ الگ اپنے ایمان کو وہ ملکانی اور عبادوں ایمان بتانا چاہتا ہے تو اپنے ہر عقیدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کرامؓ رضی اللہ عنہم کے عقیدت کے مطابق بناتے۔ ایک بار براہ راست بھی فرق علمون ہو تو اس فرق کو باقی نہ رکھ۔ شاید وہ یاں ہر ایسا فرق اس کے ایمان کو نامقوبل بنا دے جس عقیدے کی جتنی تفصیل قرآن مجید میں ہے اس سے زیادہ تفصیل کی گئی ہے ذکر ہے۔ جس عقیدے کو جعل رکھا گیا ہے اپنے جملہ ہی عقیدہ رکھے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ عقیدہ ناکری ہے لئن کی گڑہ باندھنے کا اور یقین قطبی ہی دلیل کی بناء پر حاصل ہو جائے اور قطبی دلیل قرآنی ایسے ہے تھر کوئی بھی نہیں۔ اس کے بعد کوئی قطبی چیز اسلامیوں کے لئے ہے تو وہ عمل متو اتر جئے۔ لعنی پونے چودہ سو برس سے جس اس پر سارے مسلمانوں کا بلا اختلاف عقیدہ ارہا ہے اور اسی کے مطابق سب عمل کر رہے ہیں جزویات و تفصیلات میں فرق نہیں کی ہے ولہ جو بدشیتی سے امت کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے ہیں وہ جزویات و تفصیلات عقیدے میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جو ان شکر سب شفقت ہیں، جن باتوں پر بھروسہ حفظ سے تو ازالہ رہا ہے اس دہی باتیں اسلامی عقیدے کی باشیں ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ وہ تو اخراج ہبھی صحابہؓ یہی میں ہوں چاہئے۔

لگ رہتے تھے جس طرح ہر بندے پر فرض ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کا امیدوار ہے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہے، اسی طرح وہ بزرگان دین بھی سماں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہی رہے اور اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہی رہے۔ لپٹے لئے نہیں تو اپنی امانت ہی کے لئے ہی، مگر اللہ کے عذاب سے یہ خوف نہیں رہے۔ اللہ کا عذاب ایسی ہی چیز ہے جس ہر شخص ڈرے۔

اس آیت میں بھی بارگاہ ایسی میں وسیلہ یعنی تقرب حاصل کرنے کے ذریعے بتاتے ہیں۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امیدواری اور دوسرا یعنی پیغامبر کے عذاب سے ڈرتے رہنے۔ اور اسی کا نام تو تقویٰ ہے پہلی آیت میں بھی التَّقْوَى اللَّهُ أَكْرَمُ الْمُتَّقِينَ

ڈرتے رہنے کے لئے فرمایا گیا تھا۔ اللہ سے ڈر نے کے لئے ہی کیا ہے ہیں کہ اللہ کے عذاب سے ڈرنا ہے اور اسے سے ڈرنا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذلتیت پاک تو اپنے کی چیز نہیں۔ وہ تو رہ کے زیادہ رحمت کرنے اور رحمت رکھنے کا سخت ہے مگر وہی کیا کرنے دشمنی کی تھی دار ہے۔ البتہ اس کو ناراض کرنے سے اور اس کی نافرمانی سے ضرور ڈرا جائے۔ یہ نکار اس کی نافرمانی سے انسان عذاب کا سخت ہوتا ہے اور جب نافرمانی سے عذاب کا سخت ہو جگا تو فرمانبرداری سے اس کی رحمت کا ضرور ترقی ہو جگا۔

نمختیر ہے کہ دنلوں آیوں پر خود کرنے سے صحت طور سے پہنچوں محل گیا کہ بارگاہ ایسی میں وسیلہ یعنی تقرب حاصل کرنے کے دو ہی ذریعے ہیں۔ ایک تو اطاعت فرمان برداری اور دوسرا نافرمانی و مفرکشی سے بھتا۔ اطاعت فرمان برداری کا پہلا اور اہم ترین حصہ ایمان سے کہ ایمان

مذکور

مولانا ابوالکلام آزادؓ کی تھیں افاق
کتاب۔ جوان کی مسماں ہی تصنیفات
میں مشمولیت کے اعتبار سے
متاز مقام رکھتی ہے۔
قیمت محلہ سات روپے
مکتبہ حلقی دیوبند (لیوپل)

یا کر سکتے ہے۔ مگر صحابہؓ کے آخری ذور ہی سے پہنچنیں ایجاد
ہونا شروع ہو گئی تھیں جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔
دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کام صرف رضاۓ الہی
حاصل کرنے کی نیت سے کیا جاتے۔ اس کے سارے کوئی دوسری
نیت نہ ہو۔ فرض بارگاہِ الہی میں تقرب حاصل کرنے کا پہلا
ذریعہ تو ایمان صالح ہے اور دوسرا ذریعہ اعمال صالح ہیں اور
بس۔ ان دو کے سواد میسری کوئی چیز نہیں ہے مگر جو
امیناً و سیلہ یعنی ذریعہ تقربِ نصیتوں اور پریشانیوں میں
دعا کے وقت بنایا جاسکے۔

اعمال صالح ہی ذریعہ کو طرح کے ہیں۔ ایک تو فrac{1}{2} ایمان صالح کے بعد اعمال صالح ہیں جو بارگاہِ الہی
دوسرے تو فrac{1}{2} ایمان صالح کے ذریعے بارگاہِ الہی میں تقرب
حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں حکم ہے:-
وَ اسْجُدْ لِنِّيْذِيْنَ حَسْنَى ظاہری تکلیف و صورت اور اکریبیک طریقے
کے اختبار سے صحابہؓ کے عمل در آمدیں ہے ہوں۔ بطیور خود بعد
والوں نے اعمال ایجاد کر کے ان کو اعمال صالح کی قبریت
یہ حکم ہے اور حکم کا سچالانا فرض ہے۔

اور فوائل کے ذریعے تقربِ زیر حاصل کیا جاتا ہے۔

گران میں بھی فوائل ہیں۔ وہ سنتیں جو موکوہ ہیں وہ بھی ہیں
تو فوائل ہی۔ گران کو بلا غدر بالکل ترک کر دینا منوع ہے۔
جیسے فخر کی سنت وغیرہ نمازیں۔ زکوٰۃ کے علاوہ کوئی مانع
نہ ہالا آیا ایسی نادار کی ناداری معلوم ہوتی اور وہ حاجت مند
اور پریشان ہے اور تم دولت مند ہیں تو اگر چڑکہ ادا کر جکے
ہیں مگر تم پر لازم ہے کہ تم مانگنے والے کو یا اس نادار حاجتمند
کو اس کی ضرورت بھر جو دیں۔ قرآن مجید میں سچے مسلمانوں
کی شان بتائی کی ہے وقیٰ امْوَالُهُمْ حَقٌ لِّلشَّاهِ فِي الْمُحْرَمٍ
ان کے مال میں اتنے والوں کا ادنی ناداروں کا بھی ایک حصہ
ہوتا ہے۔ یہ آیت زکوٰۃ کے علاوہ داد و داش کے متعلق ہے۔
زکوٰۃ کے متعلق فرمایا گیا ہے ۷۳ فی امْوَالِهِمْ حَقٌ لِّلشَّاهِ فِي
الْمُحْرَمٍ ۝
یعنی سالانہ مال مخصوص ہم۔ مومنین کے مال میں ایک عین حق ہے
سالانوں کا ادنی ناداروں کا۔ حق معلوم (مقرر و معین حق)
زکوٰۃ ہے اور غیر معین حق ماض صدقات و خیرات۔ دلوں
آئیوں میں جو اجر جتا گیا ہے ان میں بھی نہ فرق ہے دیکھتے
دزاریات آیت ۷۳) اور دماغرخ آیت (۲۵)

عبد صحابہؓ کے بعد اگر کوئی بات پیدا ہوئی ہے اور اس کے
بعد اس مرامت نے تو اتر قائم کر لیا ہے تو یہ تو اتر غلط ہے۔
اس کا ترک واجب ہے نہ کہ اتماع۔

البتہ کسی بات کے متعلق انگریزی قوی دلیل سے یہ معلوم
ہو جاتے کہ اس بات پر عمل در آمد تو اتر کے ساتھ عبد صحابہؓ
میں تھا، بعد کوئی فقر نہ مٹا گیا تو وہ انگریزی قوی مکمل طبقی دلیل
سے ثابت ہو جاتے یہ عقیدے میں اصولاً داخل ہو سکتا ہے۔
مگر انگریزی کوئی بات غالباً نہیں ہے اور ملے گی بھی تو اس کا متعلق
دنیٰ عقیدے سے نہ ہو گا بلکہ واقعی عقیدے سے ہو گا۔

ایمان صالح کے بعد اعمال صالح ہیں جو بارگاہِ الہی
میں وہیں لعینی تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں ملکتے ہیں یہ اعمال
صالح کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اعمالِ صالح اپنی
ہیئتِ کزانی یعنی ظاہری تکلیف و صورت اور اکریبیک طریقے
کے اختبار سے صحابہؓ کے عمل در آمدیں ہے ہوں۔ بطیور خود بعد
والوں نے اعمال ایجاد کر کے ان کو اعمال صالح کی قبریت
میں درج کر لیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں۔ بلکہ ان نے اختیاط
واجب ہے۔ یہ نکل کر وہ اعمالِ جو بعد کو ایجاد ہوئے ہیں اور
مقادِ آخرت کے لئے کئے جاتے ہیں، پرعت قرار دینے کے لئے ہر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے محل بعد عدۃ ضلوعۃ
ہر فہ نئی باتِ جو دین میں پردازی کی ہو گری ہے۔ ایک صحیح
میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان
کی تو ایک شخص نے پوچھا کہ داں را چاہا انس حسنا؟ اور اگر سب لوگ اس کو بہتر اور کار خیر کر جھیں؟ تو کیا ایسی
حالت میں بھی وہ گمراہی ہی ہو گی ہی تو آپ نے فرمایا وان
را ہا انس حسنا۔ اگر صارے لوگ اس کو بہتر اور کار خیر
کر جھیلیں۔ اس سلسلہ دین کے اندر کوئی نئی باتِ جو عبید صحابہؓ
کے بعد پیدا ہوئی ہو یا ہم صحابہؓ کے آخری داروں میں دوسرے
نے پیدا تھی ہو، ہزاروں بہتر اور کار خیر معلوم ہو اسکو بدعت
یعنی سچھنا پاچاہے اور اس کے نزد ک بھی بُر واجب جانشنا ہر مسلمان
کافر ہے۔ عبد صحابہؓ میں خود صحابہؓ پہنچے دین میں کوئی نئی بات
نہیں پیدا کی۔ عصیٰ پر نہ سے بڑھ کر اتباعِ سنت کوں کر سکتا تھا

کے لئے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے باب مان بہت بڑھے چکے اور میرے بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ میں دن بھرا دشمنی پڑا تھا، شام کو گھر آتا دو دو حصہ اور بیٹے اپنے باب کو پلایا۔ ایک دن تجھے رہ ہو گئی ایک درخت کے نیچے سور ہنسنے کے سبب گردیرے سے رات کو گھر پہنچا تو میں نے باب مان کو متلبایا غرض میں جسم معمول دو دو حصہ کا تو میں دو دو حصہ کا بروجن سلک کر باب مان کے سر پر نہ پہنچا، مگر ان کو جگانا مناسب تھا جسما اور یہ بھی کو ارادہ ہوا کہ باب مان سے پہلے اپنے بھوکوں کو

میرا ب کر دوں میں میں باب کے سر پر نہ کھڑا تھا ان کے خوب سے جاؤ اُنھے کے انتظار میں) اور میرے بچے میرے قدموں کے پاس دو دو کے لئے بھٹک رہے تھے۔ مگر میں اس طرح راب باب مان کے جاؤ اُنھے کے نظر میں کھڑا رہا، میرا بک رفیق ہو گئی۔ تو اسے میرے رب اگر تو سمجھتا ہے کہ میں نے یہ حسن تیری رضا طلبی کے لئے کیا تھا تو کم سے کم اتنا تو اس غاریکے ہندو کھکھوں کے لئے کہ میں آسمان نظر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اتنا اس چنان کو ہٹا دیا کہ اسماں نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا کہ لے میرے اللہ! تو جانتا ہے کہ میرے ایکتھے تھیں بھی، جس سے میں بے حد محبت کرتا تھا۔ جسی محبت (خواہش نفسانی کے اختت) مرد کو عورتوں سے ہو اکرتی ہے، اور میں برابر اس کو اپنی طرف بلاتا تھا مگر وہ انکار کرتی رہی اس وقت تک کہ میں اس کے پاس شو اس فریاد بھیجوں۔ تو میں نے کوشش کی یہاں تک کہ تو اشہد فیاض جمع کر لیں اور ان کو کے کراس کے پاس گیا۔ تو جب اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا کہ لے اللہ کے ہندے! اللہ سے ڈر اور اس ہبہ کو نہ تو ڈکھا سکا جس طور سے آیا اور اس کھوہ کے دلے پر آئے جم گیا۔ اس طرح کسی طرف سے نکلنے کی راہ نہ رہی۔ تو ان میں سے کسی نہیں تھے کہ ان کو بارش و طوفان سے سالقہ ہرگز۔ تو یہ میون ایک پہاڑ کے کھوہ میں جلا چھپے کہ اچانک ایک بڑا چاند لڑھکا اور پر سے آیا اور اس کھوہ کے دلے پر آئے جم گیا۔

غرض فرائض کے علاوہ تو افل ناک بھی ایسے ہیں جو ادا نہ کرنے پر بوجب باز پرس ہو سکتے ہیں۔ اسی قرائص کے بعد ان کی ذمہ داری کی اہمیت بھی کافی ہے۔ مگر یہ تنفس سے تریا وہ ذریعہ تقرب ہوتے ہیں۔

لیکن سب سے زیادہ تقرب ان نوافل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے جو تاکیدی نہیں ہیں۔ مگر شخص رضاۓ الہی حاصل کرنے کی نیت سے اپنی دلی رغبت سے ادا کرنے جائیں اور رانکی اہمیت بالکل ظاہر ہے۔

البتہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مشکل کے وقت کسی فریضہ کا ادا کر لینا، کسی کنہ کے بیرون سے مفعل درست کے درست سے بچ جانا۔ بھی غایت تقرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ غرض نعم، اخلاص، نواعت اداء اور ہماراائع و ماحول کی وجہ سے بعض وقت کوئی معمولی سماں کا خیر بھی زیادہ سے زیادہ تقرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہی حال شناخت کا ہے کہ کوئی کار خیر ایسا ہو سکتا ہے جو ایک کے لئے معمولی درجہ کے تقرب کا باعث ہو اور دسرے کے لئے بہت زیادہ تقرب کا موجب بن جاتے۔

آخر ہم صحیح سلم سے ایک دو ایسے پیش کرتے ہیں جس سے نفس و سیلہ پر کافی روشنی ہوتی ہے اور یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۃ کرم رضی اللہ عنہم وہ وہ اللہ تعالیٰ کے ننکو کار بندے ہیں کا ذکر اس روایت میں ہے: و سیلہ کے کی معنی سمجھتے ہے؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمیں آدمی کہیں بھر میں جائے ہے تھے کہ ان کو بارش و طوفان سے سالقہ ہرگز۔ تو یہ میون ایک پہاڑ کے کھوہ میں جلا چھپے کہ اچانک ایک بڑا چاند لڑھکا اور پر سے آیا اور اس کھوہ کے دلے پر آئے جم گیا۔ اس طرح کسی طرف سے نکلنے کی راہ نہ رہی۔ تو ان میں سے کسی نہیں تھے کہ ان کو بارش و طوفان سے کہا کہ یاد کرو اپن کوئی عمل جسکو تم نے خالص طور سے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہو۔ اس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں الحج کرو۔ اسی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے اس مصیبت کو دور کر دے۔ تو ان میں سے ایک تھا۔

دعاوں کے وقت اور الحجاجوں کے وقت اگر کچھ نقل نہ ازیں
پڑھ کر یا کچھ روزے رکھ کر یا کچھ حض فی سبیل اللہ اللہ تعالیٰ
کی رخصانہ دینی حالت کرنے کی نیت سے کچھ تحریات کر کے یا
کسی کار خیر میں خرج کر کے اسی کار خیر کو بارگاہِ الٰہی میں ذمہ
تقریب قرار دے کر دعاکارے تو جو کہ بعد دعا لفڑ مزید حالت
کر کے مانی گئی ہے اس لئے اس کے مقبول ہو شکی زیادہ
امید کی جاسکتی ہے۔ مگر اس کے پیغامیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کو ایک کار خیر کی رشوت دی جا رہی ہے یادِ الٰہی لگائی جا
رسی ہے اس لئے اب اللہ تعالیٰ حضور اس دعا کو سن لیگا۔
یوں نکہ جو کار خیر بھی آپ کرس اس سے اللہ تعالیٰ کو آنکھی
فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں۔ بلکہ اس کا خیر کا ثواب بھی آپ
ہی کوٹے گا۔ آپ کی دعاء اس کار خیر کے دلیل سے قبولیت
کے قابل ہو گئی۔ جوں ہو گئی فہما۔ ورنہ وہ دعا بھی آپ کی
ایک حوصلت ہی ہے۔ آپ حوصلت کے ثواب سے ذمہ دار

ذر ہے ۵

جیسے چاہوں، کیسا کرے دفعہ ہی
میرے ابتدہ ہوا خدا نہ ہوا

اس لئے اس کی توقع رکھنا کوچھ ہم جاہیں دھی ہوتا
ہے اور اللہ تعالیٰ کو دعاوں کے ذریعے سخراج کے انتہا
کام اُس سے نکالو الا کریں۔ ایک گمراہ کن خال ہے۔ بنہ
دھی ہے جو بہر حالِ الالہ کی رضا بر راضی رہے۔ دعا کرنا
بھی ایک شان بندگی ہے۔ دعا ضرور کرے۔ مگر یہ سچھ کر نہیں
کہ اللہ بر دعا قبول کرنے والا جب ہے۔ اور الگ دعا قبول نہ
ہو تو سچھ کہ اس دعا کے قبول نہ ہونے بھی میری بھلائی ہے
اس لئے اللہ کی رحمت سے مایوس ہمیں نہ ہو۔

روزی چھرتیت۔ از سید جمال الدین فتحی۔ ڈور دیپے
عنوانِ انقلاب۔ سورہ فتح کی الفعلی تفسیر۔ ڈور دیپے
حقیقتِ توحید۔ از علانا امین احسان صدیقی۔ ایک پیر
حقیقتِ نقوی۔ مکتبہ تجلی دیوبند (لوپی)

کہ میں نے ایک شخص کو نوکر رکھ لیا تھا رسولِ اللہ چادر پر توجہ
وہ اپنا کام کر جکا تو اس نے اپنی مزدوری بانگی۔ میں نے اسکو دہ
سولہ روپ اس کے سامنے پیش کر دیتے۔ مگر اس نے دستے اور
چلا گیا تو میں اس سے کاشتکاری کرنا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے
اس سے گانے بیبل خرد لئے اور چرخے اسے نوکر رکھ لئے تو بہت
دنوں کے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اللہ سے دروازہ
میرا خلیل چھے کو دے دو، تم میرے حق کے متعلق جوچھے علم نہ کرو جائے
اس سے کہا کہ جاؤ ان گایوں کی طرف اور ان کے چرداہوں کے
پاس اور سب سے لو۔ اس نے کہا کہ اللہ سے دروازہ اور جھوٹے
ٹھٹھا نہ کرو۔ میں نے کہا میں تجھے ٹھٹھا نہیں کر رہا ہوں۔
لے لو ان گایوں کو اور ان کے چرداہوں کو۔ تو وہ سے کہ جائیگا۔
تو سے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے سب سعیت حضن تیری رضا
طلی کے سے کیا تھا تو جتنا بھر در بندراہ گیا ہے اس کو بھی کھو لے
تو اللہ تعالیٰ نے چنان کو بڑا دیا اور غار کا نہر پورا کھول دیا
دیجھ سلم جلد حصہ ۲۳۴ مطیع علمی دہلی) دیجھے اگر مزروع کا
کسیلہ میں کرنا سمجھ ہو تو ان یعنیوں بزرگوں میں سے کوئی
قاپنے نہیں کیا اسکے انہیں مطیع اسلام میں سے کسی کا دسلیل پیش
کرتا۔ میرا ایک نئے صرف اپنے ایک نیک عمل ہی کا دسلیل اسی
لئے پیش کیا کہ جانتے تھے کہ بارگاہِ الٰہی میں اعمالِ صالح کے
سر الود کو دسلیل پیش نہیں کیا جاسکتا۔

یہ ردِ ایت صاف بتاری ہے کہ اعمالِ صالح بیو خاصہ
وجودِ اللہ کے جائیں وہی بارگاہِ الٰہی میں دسلیل یعنی ذریعہ تقریب
ہو سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد سالھی میں
سے کسی زمانے کا یہ واقعہ اسی سیئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے
بیان فرمایا تاکہ مسلمانوں کو قویُّسْعَوْلِ اللہِ الْوَسِیْلَةِ کے معنے
معلوم ہو جائیں۔

وسلیل یعنی تقریب تو ہر مسلمان کو بارگاہِ الٰہی میں زیادہ
سے زیادہ حاصل کرنے ہی رہنا چاہئے۔ کیونکہ ایک مسلمان
کا فضل العین اور مقصود زندگی اس سے بڑھ کر اور کیا
ہو سکتا ہے کہ اس کو بارگاہِ الٰہی میں زیادہ سے زیادہ
تقریب حاصل ہو۔ مگر حاجت کے وقت صیحت کے وقت

نقد و تبصرہ

مسئلہ عنوان

کھڑے کھوٹے

عورت کے متعلق

قائم ہو رہے دفع پر (ب) تو ہم شیر ہے بہرہ بائے اگر صد سے تو سرتاہ قدم خر
اصحائیں پہلوں ہیں پہنچنے کے سیدان میں مگر فہم سے باہر
تو چکارا طلب گار ہے وہ جام بی بی ہے۔ مے جاک مر آخڑی، نسیم بی بی ہے

کتاب جھوڑ دیت کا پہلا بصیرت افراد بیت سے ہے
جو چار پچے کہیں دے باطن جو پاپ جھوٹے کہیں دیں ہوں ہو

بجا پہنچوڑ دخواری راہ دنائیں ہے جنت من پھل کی بیٹیں پھل کتائی ہے
یا شمار مختلف الہوں کے ہیں پوری نظم پڑھتے تو ان کا طاف
پڑھ جائے گا جو بھی ہیں چند غزوں کے علاوہ سب لکھنیں ہیں لکھنیں
ہیں ان چند غزوں میں بھی لظم ہی کارنگ دیوپے حاصل تبرہ
یہ کہ اس بھوٹے کی اشاعت نے اسلام پسنداد ب میں پڑا دیعی
اغذا دیکیا ہے۔ دیے داشتے تو چاند میں بھی ہیں خود دیگر ظریف
کہیں اور سچ سچ نکال لیں تو کوئی مصائب نہیں۔

مرا طاعید عاشر بال سے باریک ہے ساقی

سبھل کر پہل کری رستہ بہت تاریکی ساختی

"رستہ" یہاں ہمارے وجہ ان کو جھلا دیں لگا۔ "جادہ" ہرگز

ترکی حرج تھا۔ بھی انداز کا مراج اسی کا طالب ہے۔

تیرے سے فارابی و سینا کی ملٹھ فہمی سے

کھاگیا مرد اسلام کی تصور کا جذام

تصور اور فارابی دستیں کیا ہوئے۔ یہ دھرمات تو تکلیف

ہیں سے تھے۔ زیادہ سے زیادہ تکمیل و ناسخی کہہ سمجھے۔

و دیرہ نے قاہر ان بارہ ساد

زندگی این علی کا با تہرا د

سو رو ساز محمد کلام جناب فاروق پانچ ساری

چبوٹے میں اصنفات کے اس بھوئے میں
پروفیسر محمد نصر اللہ الصاری ایم۔ لے کا ساز سے چار اصنفات

پرستقل "تعارف" پڑھکر ہیں بدگمانی ہوئی تھی کہ شاعر کے

حق میں مبالغہ آمیز بڑھ کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن جب

اس کا انقدر بھوئے کو ازادی میں آخر پڑھا تو ماٹا پڑا کہ بدگمانی

بے جا تھی اور فاروق عصاحب یقیناً اس توصیف کے حق

ہیں جو کی تھی۔ میرا تا خر تو یہ ہے کہ اسلام پسند شعراء میں ایج

شاہد ایک بھی شاعر من حیث المجموع ان جیسا نہیں ہے۔

محمد مند اور پاکیزہ خیالات کو شعرو کا مرتبہ نیا سپہنا نے
ہیں ان کا فن پڑھیست سیرت پر کارا در بے حد سلیقہ مند

ہے۔ وہ نظم کا دریا یا نہ رواں میں جس کی ہر سوچ گوہر

بھوت ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں۔

بجا شیعیت فرازرو دنائیں ہے مجھے ہے حکم سفر لار الالہ

سفران دیار مغرب تمہاری حکمت پر آفریں ہے

دو کی تھیں تو بڑھ رہی مرض میں بکن کی تھیں

درپ فواز عقائد کے بخفاہانے پر یہ مسند چاک جوانوں کی کاٹا وغ

جو خود میں شاہی تحریک حربیات ملتا ہے وہ کیا بتائیں گے امراء لا شریک ہے

ایک صہبہ ہی جیسیں پردہ انشان۔ وہ جو تری شب کیلئے بن دیکھا وتما

"جابر" کے بارے میں

پسچ جانی ہے جنباً و کبھی اسکی بخوبیں بدگرداب کیسینے مرا فخر لئے ہیں کنارے

سے بگانی اور پھر انکار نکلے جائے واسطے مختلف حوالہ میں سے ہوتے ہیں اپنے احوال میں یہ بیان حدیث کی یہ بیانیں اور جذباتی کم شغلی بھی سچے ہے کہ یہاں میں وہ علم و فہم و تعلیم اور تأثیر یہ علمی تفاصیل کا قطعاً لاملاطف نہیں کرتے۔ حضرت تاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم تھے۔ سالک راہ طریقت تھے۔ عاشق رسول تھے۔ لائق تحریم تھے۔ باطل بجا لیکن ان کی اور ان جیسے بہت سے علمائے سلف کی شہرتو و عظمت کا اگر ہمدرد رکھنا ہے تو محول کے بھی انکی آن تصنیفات کا اگر دو ترمذیں کرنا پاہیز ہے جن میں انہوں نے الی اختیار طرفی عدل اور سلطنتی حرمت کا دامن چھوڑ کر قلم کا آزاد پھرڑا ہے۔

تاضی عیاض اسی کتاب میں ایک چل کھٹکتے ہیں کہ یہ کتاب ہم نے ماشقاں رسول کے لئے تکمیل ہے اُن لوگوں کیلئے نہیں لکھی جو پذیری سبب بحث رسول سے بے پہرا اور شان رسول سے منکر میں اس نے آن استعابات کے دفعے کا اہتمام نہیں کیا ہو جیب غریب روایات پڑھ کر اپنے باطل کے ذہنوں میں پسیدا ہو گئے ہیں۔

تاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو استقال فرمائے کہ ہم فاصل مترجم و ناشر سے عرض کریں گے کہ میں لوگوں کے قلمبندی کے حدیث کا اعتماد احتدا جادا ہے وہ کافر نہیں ہیں مونی ہیں۔ انھیں بھی ذات رسول سے عقیدت ہے۔ وہ بھی دینِ اسلام کی برتری پر یقین رکھتے ہیں۔ خداونکار روایات سے ان کے ذہنوں میں بدگانیاں اور کشیدہات پیدا ہوئے کی وجہ یہ ہرگز نہیں کہ انھیں رسول اللہ سے عناد ہے اور وہ اپنے باطل میں سے ہیں۔ اصل سبب یہ ہے کہ جب یہ شمار ایسی روایات کی صحت و صدقافت پر اصرار کیا جاتا ہے جو بطلان عقلی اعتبار سے ظاہر و باہر ہے۔ اور اس امر اس کا رشد متعدد بڑے ہیں علمائے سلف سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ بگان کرنے پر بھروسہ نہیں کہ حدیث کے معاولے میں علمائے اسلام نے عقل سلم کے عوض انہی عقیدت سے کام لیا ہے۔ ان بے چاروں تکمیل

اس بھوئے میں متعدد جگہ این علی ڈینی حضرت سین نماز کر آتا ہے، بیس اپر اعتراف نہیں کہ اس باب میں شاہزاد تھوڑا عوای تصورات سے متاثر ہیں، لیکن کہنا یہ ہے کہ مذکورہ شرعاً دوسرے امامہ مبلغ رہا جس سیاق و سیاق میں یہ آتا ہے پہنچے اور برسے دولوں ہی سمعی نکالے جاسکتے ہیں۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح باہمہ ہے مشکل گیارہ بیس بیجی ایں جید تر زندہ ہے لمحہ شاہزاد بلند برازی جسے حقائق سے کوئی تعاقب نہیں ہاں مگر لکھتے ہیں کہ حضرت حسین شریف ہوئے تھے اور پیروں کو مردہ دکھنا چاہیے تو بے شک اتنا پڑے گا کہ "ایں جید رزندہ ہے"۔ — تاہم دریزیدی کی طرح دیر نلا فست راشد ہمیں تو شاید اپنی چکا ہے اُنکی منک عالمی خان قیمت دوڑ پئے "کتاب علی، والی منڈی بخار" سے مل سکتی ہے۔

نعم العطا في حدیث الجبی

باقیوں صدری بھری میں ایک بڑا گلزاری میں حضرت تاضی عیاض اور اسی رحمۃ اللہ علیہ سے سلک کے انتہاء سے ملکی تھے علمی ظاہری کے علاوہ علم اخلاقی کے بھی اپنے عارف بھے جاتے ہیں۔ ان کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے بعض مقبول بھی ہوئیں۔ الشفاؤ بتعیی یعنی حقوق المظلوم ان کی مشہور ترین کتاب ہے اور اسی کا ترجیح اس درست پیش نظر ہے۔ مترجم ہیں جناب نقشبندیہ علام حسین چن اہل علم کے مطالعہ سے عربی الشفاء لگزد ری ہوں ان کے لئے تو یہ توضیح فیر فردی ہی ہرگی کہ فاضل مترجم رضلفانی مکتب فکر کے لفظ رکھتے ہیں کیونکہ شفا و عصی کتاب کا ترجیح پیش کرنے کی چھت کوئی بریلوی ہی کر سکتا ہے۔ بریلوی حضرات کو اس سے کوئی بحث نہیں ہوتی کہ حقیقت مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تواریخ و تبریز قدر باعث اجر و ثواب ہے اسی فقرہ طریق اور مفسدہ الجبی ہے اگر روایات کی جا پڑی پر کھے آٹھیں بند کر کے تو سن عقیدت کو بے لکام چھوڑ دیا جائے۔ ہم یقین ہے کہ انیں رسولوں کو حدیث

ہبشاں ایک می شدہ حقیقت ہے جس میں کسی سون کو کبھی کوئی شک نہیں ہوا اس کے لئے قرآن اور احادیث مجھ سے اتنے صریح و تکمیل دلائل ہیں کہ ان سے بڑھ کر کسی دلیل کی تلقین اخیرت نہیں ہے۔ پھر کیا واد جہے کہ ایسی روایتوں سے دلیل پکڑی جاتی ہے جو خود ہن حام کو بد کرنے والی اور عقل سلم کو پر کر لگانے والی ہیں۔ وہ جب تک جیسیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں پہلی بار وی لا تے وقت ہی معلوم ہو چکا تھا کہ محمد علی الشرک سب سے بڑے خیز را افضل البشر ہیں انھیں کیا ہدروت پڑھی تھی کہ حضور کی افہمیت کا ذخان حاصل کرنے کے لئے مشارق و مغارب کو گھونڈتے چھریں اور پھر حضور کو یقین دلائے کی سی فرمائی۔

آخری نظر دیتی ہے۔ مومنین کا سادا اعلیٰ کو اپنے قبضہ ہو کر ابو تھاڈ کا بیان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے بڑا انسان ہے پھر خطاب کے میٹھے عرب کا تمیر آتا ہے، پھر غنائم پر جمیل کو لیکر جوہری بتا رہے ہیں کہ بنو ہاشم سے افضل کوئی نہیں، کوئی بھی کاریع کو ویقہنادہ ناہیں بارہ بڑی گینوں جب تک جب تک ایسی بات کی جسی نہیں فرماسکتے جو خدا ہمبوں میں نسل و خاندان کی برتری کا نیجے بڑے حصے، فرمائیں اور مترجم مذاہد حضیرتوں مک کو انظر انداز کرے گے۔ قرآن ہیں آتا ہے

الْأَنْصَارُ كَمَا سَلَّمَ يَهُودُ خِيَّلًا انصار مذاہد ہمچنان کی بات اخیر

..... بوگوں سے پوچھو

ایک صاحب قائمی بھریں علماء پکھتے ہیں کہ سوال کا مکمل بھی تھی صلی اللہ علیہ وسلم کو سے اور سوؤں خبیر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ تعالیٰ ملک کو رہا دلوں دھپوں سے کی کیا صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھیں؟

نیصل فرمائیں دسویں دہر سے رسول اللہ کیسے خیر شیرست دہ تو سائل ہیں اور اللہ مسیوں رسولی خیر ہو گئی اسی سے سوال کا حل ہے کیا حاصل کر سورج کی رشیت کے سوتھ میں دھر از کار نکتہ سنجیان کی جائیں۔ حقیقی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس متفہیں تو خیر ہو افالا ہر بیہی ہے کہ دین صحیح اور بے شمار اعلیٰ

کیا معلوم کہن را یقین سے دہ بدک رہے ہیں۔ وہ حقیقت سن گھوڑت کر کیا یہی جیسیں یا تپا اک منافقین نے اس لئے تصنیف کیا کہ صحیح احادیث کے مابین عناوی میں خرافات درخواں کی فلاحت گھول جائے تاکہ لوگ اس کا ایک گھوڑت بھی ہیں اگر ماں دکر ہیں یا پھر پوش باختہ عشاں یا مک عقل عالموں نے یہ پھر جیسیں اخیرت کیا کہ اس طرح حب رسول اور انفراد دین کا کارخیر انجام پائے گا۔

اب شلا ایک بڑی روایت بیان ہوئی ہے جیسیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کچھ مشین گوئیاں منتسب کی گئی ہیں۔ یہکہ بشکر گوئی بھی ہے کہ

صیری امت نے بھوکی، یعنی زمغلوب ہو گی۔ (امت)

زرائیئے کوں صاحب عقل ولظر ہے جو اس پیش کوئی کو پڑھ کر دوں سے ایک صحیبت میں مبتلا نہ ہو گا۔ یا تو دو یہ بھئے پر جویہ ہو گا کہ حدیث کے راوی جو سے ہیں اور حدیث کو قبول کرنے والے عالم اس سے بھی بڑھ کر بے عقل ہیں کہ جیسیں ایک ریح البطلان کذب و افتراء کا اور اک نہ ہو سکا۔ اس بدگانی کے بعد کیا گناہش رہ جائے گی اس بات کی کہ وہ کسی بھی حدیث پر لمحہ بھروسکرے کے

یا پھر وہ یہ مانئے پر آمادہ ہو گا کہ لغو د بال اللہ رسول اللہ کی پیش گوئیاں بھی تقریباً متنازع کی جیئت رکھتی ہیں۔ دائیے انسوس غافل مترجم کا لکھو جی اس موقع پر دھک سے د ہو کر کسی خلافت واقع پیش گئی رسول اللہ سے منسوب کردی گئی ہے۔ کیا کچھ بھی اور لاطائل توہین کے سوا اس کی کوئی قابل قبول ناولی مکن ہو سکتی ہے؟

یا شلا ایک روایت بیان ہوئی کہ

”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیرے پاں جب جرس

علیہ السلام آئی اور کہا میں نے زین کے قام مشارقاً

منارب روندہ اسلے ہیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

بڑھ کر کیا مرد کو افضل نہیں یا اس کسی اپ کے بیٹیں

کر بیٹا شم سے افضل و بیکھا“ (رواہ ابی)

سرور کہن صلی اللہ علیہ وسلم پا جلد علوفات سے افعن دبر تر

بہلائی ہوتا رجح کو مچھڑتے ہیں۔ انھی ہمارے ہی اعلان
میں شہزادہ ہوتا فناکہ فلاں تکڑا ایک درخت ہے جس کے
ہر پتے پر کلر لکھا ہوا ہے۔ لوگ بھاگ بھاگ جانے لگے۔ ہم
سے بھی کہا گیا کہ چلو قدرت کی کاریگری دیکھیں۔ ہم اس کے
سوکا جواب دیتے کہ قدرت کی کاریگری تو ہر ذریعے
نظر آرہی ہے ہم "ابد گفت و دیوان باور کرو" کامنہ
بنتے کو تباہ نہیں ہیں۔

تو گونئے ترا مادا بعض نے "وابی" کہا۔ لیکن کچھ طبع
بعد حققت ہے کہ جسے ہم اللہ کی دی ہوئی عقل سے
دور بیٹھے سمجھ پکے تھے۔ پتوں پر کچھ ایسی تیس انجمنی ہوئی تھیں
کہ کس الہامی شاعر نے انھیں خط طغرا میں کلمہ طیبہ پڑھلیا۔ یہ
ایسا ہی خطا ہے خوف زدہ آدمی کو تباہ کی میں نظر آئنے والا ایک
سفید و حیرہ جو رسموس ہونے لگتا ہے اور پھر اس کے باوجود
پھر سرخ سب ہو دیا ہوتے چل جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ
الگنی پر بھگتے ہوئے سفید تو لمحے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔
خوف ہی کی طرح تبتھی ایک جذبہ ہے اور اس جذبہ میں
دہم کے پرالگ جائیں تو ضعیف الاعتقادی کے بھی ٹھیک
متاظر دیکھتے ہیں آتے ہیں۔

لیکن یہ دیکھتے کہ حققت منکشافت ہو جانے کے
بعد سب کو تنبیہ ہو گئی تو ہیکھے ہے شمار لوگ ہیں جو ہمیں کہہ
رہے ہیں کہ کلمہ طیبہ والا پیر ایک حققت ہے۔ اب انھی
میں سے تسلی صاحب کو تاریخ لکھنے کی سوچ گئی تو کل کوئی اور
قاضی عیاض ان کے خواہ سے کلمہ طیبہ والا پیر کا عنوان
جمادے گا۔

اور سنتے۔ حدیث میان ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے دل ایک پکارنے والا کہے گا۔ "جس کا
نام ہو ہے وہ کہا ہو جائے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کے نام کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائے؟"
اب نبی نسلوں کو کون بتائے کہ اس طرح کی روایتیں فتن
کی کسوٹی پر رانگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں اور انقر
حدیثیں نے انھیں چھوٹا ہمیں ہیں ہے۔ وہ تو ہمیں سوچیں گی کہ

اشیاء کی آپ نے خبر دی۔ میکن پہنچوں کا چونکہ اللہ کا مجھی نہ
خبر ہے اس لئے حضور کا نام خبید قسماً دردیتے جائے
ہیں آپ کا صریحہ بڑا جاتا ہے تو حید کے بلند تصور کو تاریخہ
کرنے کے مراد ہے۔ نعمۃ بالله من ذلک

اور سنتے۔ ذکر کرنے ہیں کہ اسان کے ایک شہر
میں ایک بچہ کو دیکھا کہ اس کے پہلو میں لا الہ الا اللہ اور درود
ہمدویں محمد رسول اللہ مکتب تھا۔

یہ نہلا ہوا۔ اب دیکھ دیکھتے

"موزخین" نے ذکر کیا ہے ہندوستان کے کسی شہر

میں ایک سرخ گلاب کا چھول ہے اس پر سفیروط

سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مکتب ہے۔"

کاش قاضی عیاض کے متعدد موزخین یعنی کھو جاتے

"ادھر یہ سرخ گلاب یا تو بندرا دہی ہے یا بیلی

پا بیا ہوں میں۔"

خدا کے لئے انصاف فرمائیے جو نبی نسلیں ہم مولیوں

کی زبان سے سستی ہیں کہ قاضی عیاض

"حدیث و تفسیر کے ملادہ فلق، شحو، ادب، کلام

عرب اور معقولات میں کمال و مستگاہ رکھتے تھے (۱۷)

اور پھر اس ضعیف الاعتقادی، غلوتے جد بات اور فربتی

جو وہ کام مطلوب کرتی ہیں جس کے چند نو نے ابھی پیش ہوئے

وہ کیا یہ تھی لکائے بغیرہ سلکیں گی کہ اسلام کا جم فرمودہ

ساواہی نذیرہ روایت ناقابل اعتبار ہے۔ جب محققان

میں شامل و مستگاہ رکھتے والے سلف کی ضعیف الاعتقادی

اور زد و فربتی کا یہ عالم ہے تو وہ سکری ائمہ دویشیں کی

معقولیت اور لفظ کا کیا اعتبار۔

اللہ کے ہندو ایسی دیلوں والی دوستی تو ہے لائے

جسکے پاس معقول و مکمل روایات ہوں۔ اب ہم تو اگر ایسے

ہندو گوں گی متفہت ہیں ہر قسم کی روایتیں لائے ہیں تو انکی

تو فوجوری ہے کہ ان کے پاس من روایت ہے ہی نہیں مگر

اس قوم کی کچھ نکری و کم نگاری کو کیا کہیں گے جو شرید و یکتا فی

روایت کی سرمایہ دار ہے لے کے باہم بڑو کہانیوں سے دل

سچن آپ کے ساتھی ہیں۔ زبانِ دادِ اور خود حرف اور سیاقِ سیاقِ سب کو لفڑا اند از کر کے اگر اسی طرح آیات کو از جو کرتے کی کامل آزادی عالمیان عدیت کو عامل ہے تو پھر اہل قرآن پر کس منحصہ اعلیٰ اعلیٰ کیا جاتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ کیا کرتے ہیں کہ جوان کے نفس نے سکھایا وہی "نزہ جو قدر آن" کے نام سے شد کر دیا۔ غصبِ خدا کا لایت نہ کو رہ میں حضورؐ کے اگلوں پچھلوں کا ذکر کہاں ہے جو "لکھ" کے معنی زبر کو سیست کے لئے جائیں۔ یہاں تو صریح طور پر "ذنب" کی نسبت اسی ضمیر خطاب کی طرف پر ہو جو بالیغین رسول اللہؐ کی طرف راجح ہے۔ اگلے کچھ لوگوں کے گناہوں کا ذکر ہوتا تو من ذنبِ حمہ ہونا چاہیے تھا اور تقدم اور تاخیر بھی بعضیٰ بحث آتے۔

گریلیں ذکا دت کو ان فاعلیے قانونوں کی کیا پردا۔ ذہ تو خدا سے زیادہ سرتبت شدن اسی رسول ہونے کی خوبیار ہے اور پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچی ہے کہ رسول اللہؐ کو بشر کو یہ کھنڈ نہ لوز بالظریف مصی ہے۔ لالہ صفات کی اس فہم کتاب پر اگر تفصیلِ لقد کیا جائے تو وہ فخر چاہیے۔

قیاس کی زنگستان من بہار مر
یقیناً قاشی عیاضٌ بہت بڑے عالم تھے۔ ان کا عشق رسول مجھی ملے شدہ ہے۔ ان کی کتاب میں صحیح دلکھ روایات بھی بہت ہیں لیکن جس طرح جھوتا اسے ہی نہیں کہتے جو سوباریں اہ بار جھوٹ ہوئے بلکہ اسے بھی کہتے ہیں جو دس پچ کہے تو ایک جھوٹ ملا دے اسی طرح اقا: افتابِ لکتاب وہ کہی نہیں جس کا اکثر حصہ غیر معتبر ہر یک دہ بھی ہے جس میں سو سیم روایات کے ساتھ دوچار مو صنوں، ضعیف اور صریح البطلان روایتیں بھی ٹانک دی جائیں۔ اس لحاظ سے "الشیوار" کو ہم غیر معتبر کہیں گے اور نیصل دیکھ کر اس کا اور دو نزہ جو پیش کر کے مترجم و ناشر نہیں تھے دین دللت کی خدمت نہیں کی ہے بلکہ عصری ذہنیت کے ساتھ حدیث اور علمائے سلف سے بدگمان کرتے والی ایک اور

یہ تقدیم خوب ہے۔ کروند مدارو نام رکھو وہ جنتِ رزرو ہوئی۔ کسی من پلے کو اگر خیال آگیا کہ دیکھیں صحابہ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی اولادوں کے لئے اس سنتی جنت کا انتظام کیا ہو تو اسے بڑی بالوی ہو گی کہ صحابہ کے میہاں اسکا کچھ بھی اپنام نہیں۔ ہزاروں نام ہیں مگر محمد تعالیٰ ہال ہے۔ تب دوسری صورتیں ہیں یا لزماں مہساوس دیہے بہرہ۔ یا حدیث جھوٹی!

غلوتی عقیدت لے دہتوں کا لکھنا ستیاناں کیا ہے اس کا اندزادہ اس سے لگائیے کہ سورہ فتح میں اول

ہوا ہے **(آتا فتحنا لکھ فتحا میمننا لیتیقفل لکھ)۔** اسے محدث نہیں لے تھا رے لئے اللہ مَا نَفَّلَ مِنْ هُنْكَ مِنْ فَنْكَ صریح فیصل صادر کر دیا تھا کہ مَا تَأْخُرَ وَ كَمْ يَتَهَمَ عَلَيْهِ الشَّهَادَةِ اگلے کچھ سب گناہ دیوارِ حدت ۲۶ دیکھ ۹) ... محدث غرباً اور تپیہ بے احتہا مکمل کر دے۔

یہ آیات صلحِ حدیثیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھیں اور اپنے الفاظ و معانی کے لحاظ سے بالکل صریح و حکم میں تلقیٰ ہیں اسی عیاقبیٰ لے ایک جگہ صرف اتنا تحریر انسق فرمایا ہے لیغفر لکھ اللہ مَا قَدَّ مِنْ ذَنْبٍ وَ مَا تَلَقَّ

ناصل مترجم نے اس کا ترجمہ یہ فرمایا ہے
"ماکہ المترقبا ملے اپ کے سبب اپ کے اگلوں
اور سچھلوں کے گناہ بخشندا ہے"

ذرا غور فرمائیے اللہ نے کیا کہا در مترجم نے کیا معنی پیدا کئے۔ ہو سکتا ہے کسی ملک مفسر نے بھی اسی معنی پیدا کئے ہوں۔ آج کی طرح انہی میں بھی ایسے مالموں کی کمی پیش رہی ہے جن کی عقیدت رسول مرضیٰ علیو کے مختلف ایشیوں سے گزار کر قومیں اور ضمیف الاعتقادی کی منزل تک پہنچی اور انہوں نے ہر اس آیت کو جیسیں حضورؐ کی بشریت اور اللہ کے مقابلہ میں بھی کامل کی تو فرمی کی گئی تحقیق تاریخ بارہ کی خواری پڑھایا۔ معلوم نہیں مولانا رضا احمد فراں صاحب برطیوی نے کیا سمجھی کیجے ہیں۔ بہر حال فاصل مترجم کے کئے ہوئے

تو فردر فائدہ کرنی ہے لیکن جس دوستیں ہم میں دیاں
بے دشی دلکش کے امر امن ان اسباب و عمل سے پیدا
ہیں ہورہے ہوں سے دوسرے اسات مائیں ہیں پیدا ہوئے
تھے۔ ان امر امن کی بہیت بھروسی وہ ہے جو حواس
دور مبارک میں تھی۔ دعوام کے سوچنے کہنے کے زادیت
وہ ہیں جو اس زمانے میں تھے۔ وزراج و مذاق پہلا میسا رہا
ہے۔ تب کیا فائدہ ہو گا اس تھے سے جو صدیوں پہلے استھان
ہو کر بے حد حقیقت اب ہوا ہے۔ عطا گیوں کی طرح کسی طبی
حاذق کی بیاض سے لخت لفظ کر کے اندازوں کو پیر پانا اور
ہات ہے۔ سچا حکیم وہ ہے جو اسباب مرض، وزراج مرض
منازل مرض، حسب حال پر بیڑا اور سوزوں دواں کے
انتخاب میں سے کسی بھی شے کو نظر انداز نہ کرے۔

”الشفاء“ اپنے مصنف کے نام پر غاصبی پک جائے گی۔
لوگ پر صدر روح کے جھویں گئے ہیں، مترجم و ناشر کو داچن
سے بھی فیروزے والے کم نہ ہوں گے۔ لیکن اگرچہ ہری حقیقی
کو ناپسے کا کوئی بیر و بیڑ پوتا تو وہ بتا کر فالج فردہ قوائے
عمل کی بے حصی کچھ اور بڑھ کی اور شرک زدہ آئندہ بارجی
کا شرکر اور تیر پو گیا۔

تبصرہ بہت سخت ہے ماشا کر ہیں قاعنی عیاشی یا مترجم
سے کوئی سیر نہیں لیکن اس مظلوم دین کی سکھی پر زنا آلتے ہے
جس کے روئے زیبا پر خود اس کے مانے واسیے
گرد کی تھیں چڑھائے چلے جاتے ہیں۔ مترجم نے کتاب کے
تھارف میں متعدد اسلام کے ترقی اشعار لفظ کئے ہیں
ایک شرمی یہ بھی ہے۔

”عیاشی کی کتاب دنوں کے روگ دو کر دیتی ہے۔“

ہرگاہ کوئی زمانہ جب الی کتابوں سے روگ دو ہوتے
ہوں گے۔ فی زمانہ تو قسم کھا کے کہا جاسکتا ہے کہ اس سے
روگوں میں اضافہ ہرگاہ کی نہیں ہوگی۔ ان اسلام کی عزت
بھی نئی زندگی کی رنگاہ میں تھی پہلی ہیں کے اصحابِ اگنی
طب دیاں کے اس جگہ سے کبے قیدِ تعالیٰ میں تھے
گئی ہیں۔ لوگ سوچیں گے جو بزرگ پیشی سے پورے ہوئے
ہوں گے۔

دستاری رکھدی ہے جو قیدت رسولؐ کو ذہنی تھیش کے طور
پر استھان کرنے والوں کے لئے یہ ایک نیا سائز ہے
ہے جو قوائے عمل کے تعطیل میں مزید بخود پسید اکرے گا۔
کم علموں اور جاہلوں کے لئے پیام طائفت ہے کہ تم جو
رسول اللہؐ کو دیکھتا اور نیم خدا سمجھتے ہو وہ عین حقیقت
ہے کیونکہ بیسوں روایتوں کا مزادع یہی بتارہا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ انشفاو تو خیر طب دیاں کا جو عصہ ہے۔
عام فہم زبان میں تیان صحیح تراحدیت کا جو عربی ہیں
چنانچاہی سے جو عصر حاضر کے مذاق وزراج اور نیم رسولؐ کی
نفسیت میں مزید بلکہ کاموجب ہوں۔ احکام و اورات تو
اپنی جگہ اُنہیں اس لئے ان سے صرف نظرنا لکھن ہے
پاہے رہاتے کامزادگانہی بگڑ جائے لیکن وہ عصہ
درکرامات اور اوصات و مناقب جو علم دین سے کچھ قلائق
نہیں رکھتے اور درست دیکھا ہوئے کے باوجود ان کا چرچا
کرنا دین و ایمان میں کوئی لقص پیدا نہیں کرتا ان کو
عام فہم زبانوں میں لشکر کرنے سے پہلے علماء کا یہ فرض
ہے کہ عصر موجود کے مزادع و مذاق اکٹھیں لنظر مکمل
انتخاب کی رحمت اٹھائیں کہ کوئی روایتی ذہنوں کو
دین سے قریب لائیں گی اور کوئی دسوے اور شبہات
پیدا کرنے کی موجب ہوں گی حکیم لشکر میں صرف مرغد اور
دواہی کا لحاظ نہیں رکھتا مرض کے مزادع اور منفرد نظام
جسمانی کی بھی رعایت رکھتا ہے۔ ایک ہی لشکر زید کو جس
مرض میں شفادے گیا وہ اسی مرض میں طلو کو کوئی فائدہ
نہیں دیتا اور بھر کو تو اتنا لقصان دیتا ہے۔ کیوں؟ اس
لئے کہ حکیم نے مرا جوں کے فرق کو نہیں بھاگا۔ اسباب مرض
پر نظر نہیں کی۔ ایک ہی مرض مختلف اسباب و عوامل سے
پیدا ہوتا ہے۔ اصل حکمت ان اسباب و عوامل کو بھاگا اور
پھر ان کے مناسب لشکر جو زید کرنا ہے۔

گویا ہم عجزات و کرامات اور حیرت انگیزاد عصاف
صفات کی حقیقت یا فادیت کے منکر نہیں۔ ہر دن اپنی
جگہ افادیت کی حامل ہے اور صحیح مگر اسستھان پر جائے

مرکزی پر درجین بڑے صیاد ہے۔ سبھی نہیں ہر ترقی پسند اتمم کے

نئے انسان کے کیونچیں جنہاً ہے خدا اپنا۔ خدا کی بڑی چھوٹی تو بڑی بھی خلا اپنا

اب پس اپنے پاؤں اپنی بیوی + اپنی زوجی کر کرہ گئی

غلط روایت کا تکملہ ہے امام گیا کہنے ہے کہ حکم کے عصی ہیں رقصان ہے شناکیا کی پہنچ
شروع میں جناب قیام، احمد بدایہ بنی رایم لے گا جو صفات
کا پیش مذاق ہے جس میں انہوں نے مہابت خوش اسلوبی سے
اپنائیں ارض ایسا دیا ہے لیکن ان کے اس دینصطف سے میں انفاقی نہیں

ہے کہ زادہ صاحب کے بیان خالص اور پاکیزہ رنگ تفریل کی کمی
نہیں؟ ہمارا خیال ہے کہ "تفزل" کا سایہ بھی زادہ صاحب کی غریب
پر مشکل ہی سے پڑے سکا ہے۔ وہ چند اشعار جو اپنے قالب اور مقابلہ
فہرست کے اعتبار سے "غزل" کہلاتے جائیں فرودی نہیں کہ "تفزل"

کے بھی سرمایہ دار ہوں، ہمیں ان کی تمام غزلوں میں صرف ایک
غزل مل سکا ہے جو جر پور تفریل کا ایں کہا جا سکتا ہے۔
اب کی مکتوبری ایاد کی لذت عطا کروں، علم بھی ہے بے شبات صرتھی جیتھا
اس کے علاوہ بعض اور اشعار میں بھی درجہ بدر جو تفریل کی نظر کاری ہو جاؤ
کچھ اس اذاتے الحی ہونگا ہفتادہ مری بساط ہی کیا جھومتا ہے بخاذ

زبان طرز تکلم کو سچی ہی رہی ہے۔ تیک پڑا انگ شوق سے اک افساد
لیکن بغض رسمی در واقعی اندراز کے اشعار میں جن میں پہلے مصنایں ہی
بیان ہوتے ہیں، سور و گذار، رنگی اور سرشاری بڑھتے تھے اس کے
خواص ترکیبی میں سے ہیں ان میں نام کو نہیں۔ زادہ صاحب کی غزلیں
حسن بیان پاکیزہ خیالی، اسلام پسند کا اور غلطی در و بست کے
لحاظ سے عبارتی ہونے کے باوجود دتفزل کے حالیاً فی رنگ و پوار
لطیف سور و گذار سے سکر خالی ہیں، ان کے قالب اور سب د
لیے ہیں نظم کی روح کا فرمائے۔

پیشی لفظ کا سپا جلوہ ہے

"اسلام ایک چاہا ہے والا ایر رحمت چاہیں نے
رس کر تمام مل قتل بھردئے"

کو زیر خالص بتائیں ان کی ثروت ملگا ہی معلوم!

نزدیک انشاء کے اعتبار سے تیسرے درجہ کا ہے لفظی
مطابقات کے لفاظ سے دوسرے درجہ کا ہے کا۔ کا جات و ملکیت
محولی ہے۔ کاغذ رفت سائیز چھوٹا ناول جیسا۔ فیضت چار
روپے۔ ناشر ہے۔ ادا رس کا نعمیہ مل ضمیمہ بہت
رازوہ سواداً عظم موچی گیٹ۔ لاہور جسے اپرٹ
ٹاہو آپ زہر میں پسند ہو وہ شوق سے ملگا ہے اور
پڑھنے کے بعد خود کو لوئے کہتے رسول میں کتنا اغا فہر ہو ہے
تک فنا ۔ ابود کلام جناب ابو الحجا پر فدا پا ہے صبح دن اشریجم
ملے کا پتہ: سادا رہ ادبیات اور دو لکھنؤ۔

صفات سما۔ فیضت قبلہ در ریپے

اسلام پسند طقوں میں زادہ صاحب کی شعارات کے مذاق
نہیں، وہ اسلام پسند شعراء میں الگی صفت کے شاعر میں۔ ان کی
پہنچ مکالمی اور ہمارت فیصلت ہے، اسلامی تصورات سے ایسا
وابستگی اور باطل افکار و اعمال سے ان کی شدید بیزاری اسکے
فکر و کاروں کا وہ سرمایہ ہے جس پر کا طور پر فرود ناکی جا سکتا ہو
اسلام پسند ادب ایجھی جن اہنگرائی منازل میں ہے اس کی رعایت
محظوظ رکھتے ہوئے یہ کہنا غلط نہ بروگا کہ موصوف اس کے مرتبین
میں سے ہیں۔

لیکن جن کے ربجے ہیں سو اس کی سزا خلکل ہے
ان کی بھی ممتاز پوزیشن میں جس کی وجہ سے ان کے کلام پر تھرے
کام عبارت ذرا سخت کرنا پڑے گا راہ حماوں اور پیشہروں کی تقریب
ہیبت دروس اور متعدد ہی ہوتی ہیں اس لئے ان کا فاس بھی جلوہ
اور بے لالگ ہونا چاہیے۔

پیش لفظ گوئے میں ہے صفات تک لیکن ایسیں میں اور اس کے
بعد غریبیں۔ لغتی کمی اعتبار سے ہیبت ایجھی میں لیکن کچھ بہر لائیں
ہیں۔ سرسری نظر سے اتحاب کیا جائے تو اس گجوئے سے پہنچ
اشعار کی لمبی فہرست جیسا کی جاسکتے ہے لیکن گھری لفڑ والی جائے
تو دام اتحاب زیادہ کوچی نہ ہو گا چند مددہ اشعار درج ذیل ہیں
مومن ہیں نہ کافر ہیں مسلم ہیں غریب ہیں اس دکھ انسان ہیں۔ شمع کے پورے

اور لطافت بیان سے بڑی حد تک خالی میں بوجھ کو نظر سے جدا کرنی ہے۔ اگر دوست اندراز، دوار و چارشم کی صاف بیانی، لف در و ہن صفات پاظل سے نفرت بخال میں اعلاءِ نفرت کو نایاں قسم کے استعمال اور بوجھ قسم کی حقیقت بیانی کا روپ دینے کے بعد اس نزاکت و لطافت سے با تھے دھونے پڑتے ہیں جس کے بغیر شاعری شاعری نہیں رہ جاتی۔ اہم، اشارت، احوال، شاعری کی جان ہیں، استعارے اور کتابے اسے زندگی بخشنے ہیں، افسوس کریں عناصر زاہد صحاب کی تلوں میں بہت کم ہائے جاتے ہیں اور ان کا جوش حق پرستی بھی الکلفات کے تمام حریری پر دے چاک چاک کرتا نظر آتا ہے۔

جزوی نفس یہ ہے کہ وہ جگ جگد ایسے چلیں، بوجھ نہ سوت اور حکمرے الفاظ نظم کر جاتے ہیں جن سے دھان گھٹ کے رہ جاتا ہے۔ غالباً وہ نیز شعوری طور پر بخود لذت بر لپسدوں کے سلوب لغتازے سے متاثر ہو گئے ہیں۔ راہبر دین کی جگہ بخشنے و بے، رہنمائی بخوبی لامح جاتی رہی رات الگتی رہی، انتہی حصی رہی ہر طرف بالہ بنا بھائی رہی اس سے قطع نظر کر لامح جانا۔” یہاں خلاف فاوارہ نظم ہوا ہے۔ ”رات اکٹھی رہی“ کتنا لفیل اور ناموزوں بے۔ استغفار کے تمام اجر امتنا سب ہو سنے چاہیں، رات کی صفت ”اکڑا“ کہاں ہوتی ہے۔

دہن اقوام سے سانپوں کی ساندھ آتی ہے ”ساندھ“ کا لفظ زاہد دعا ہے لے کہی جگ استعمال کیا ہے مگر یہاں دعویٰ کہتا ہے کہ یہ لفظ اپنی کثیرگری کے اختیار سے صدقہ شاعری کا لفظ ہری ہیں۔

اسے ہنڈب جشیو! اے شہر کے بیالیوا!

”بن والسو“ کے مکرے پن کو شر کی زبان تو گوارہ نہیں کرتی یہ عین دلفرت کا غیر شاعرانہ منظاہرہ ہے۔

آدمیت کی رودا اور ہم ہوئے بہرہ پوچا
یہ بھی شاعر اندراز خطاب نہیں
اسے لکھوں سک فیرو! لشہرے ٹٹ پر سمجھو!

ہماری رائے میں شیار صاحب سے مادرے کے استعمال میں یوں ہوتی کہنا چاہئی تھا۔
قبل تھل ایک کردیتے

بل تھل بھر دینا خاورہ نہیں ہے۔
پسیں لفڑ کے بعد ایکسا پورا صغر“ انتساب کا دیا گیا ہے جس پر صرف یہ الفاظ درج ہیں ”کو فرج جمال الد کے نام“

یہ بھخت تھے کہ کتاب میں کہیں دکھنے ضروری وہتاں مل جائی کہ ”کو فرج جمال“ شاعر کی بیوی کا نام ہے۔ میں کہیں نہیں مل، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کو فرج جمال کوں ہیں، کیوں ہیں۔ اس سے قطع نظر کریں رومنگ انتساب اس خشک اور سپاٹ طرز کفر سے ذرا بھی جزو نہیں ہوتا جو اس مجھے کے مندرجات میں نہیں ہے۔ اعتراف بھی اپردار، ہوتا ہے کہ قلچ کی سمجھ نہیں داسخ کے بغیر ایک خلقون سے (کو فرج جمال بائی کی مرد کا نام تو نہیں ہر سکتا) اگر ہے قلچ کی اعلان کا جواہ اُس شاعر کو کہاں سے طاہجات بات میں اسلامی اقدار و نصوروں کا سبق دیتا ہے۔ اگر کو فرج جمال شاعر کی روچ ہیں تب بھی اس کی دفناحت ضروری تھی اور اس کے باوجود یہ انتساب کچھ سبیدہ نہ مان جاتا بلکن اگر یہ نہیں ہیں عجب تو معلمات کی اختیارات لائی بحث بیو جاتا ہے۔ اس عقد سے کی گئی کشاںی خود شاعر یا پھر مجھے کے ناشر ملزم ہی کر سکتے ہیں۔ اسلام پسندی کا سوال پیش نظر ہوتا ہے تو یہ کوئی عقدہ دنھائیکن بحال موجودہ یہ کم سے کم راقم المعرف کیلئے ابجوہ ہی ہے۔

شرط کے پانچ دعائیں اشعا نظم و سادگی کے مطہر میں میں ان کے طرز بیان میں ذرا بھی شریت نہیں، اصلیں پتھکر و اکڑ اقبال کی دل نظم یا دل آجائی ہے جس میں ایک بچے نے دھاماٹی ہے سادگی اور بے سانگی ہے شک نہیں میں میں اصلیں پتھکاری کے صد پیٹیں دھلنا چاہیے۔

تلہوں کے باسے میں اعتراف کرنا ہوتا ہے کہ ان میں زور سے روائی ہے۔ جوش اور جہر ہے۔ ایسا رجاوی ہے جو پا مکہ سقی اور پھلی پر دلالت کرتا ہے لیکن عمومی نفس ان کا یہ ہے کہ یہ اعلیٰ ہمیت

ستند ادیب کے یہاں نہیں ملیں گی۔

قدرت بخشی کے سینے میں احساس بلندی ہوتی ہے
اگر یہاں کتابت کی علیحدگی نہیں تو ”ہوتی ہے“ پہاری کہ
میں ہمیں آیا۔ کتابت کی علیحدگی ہے تو یقیناً ”ہوتی ہے“ نہ کیا گیا ہرگز
”احساس یونا“ سمجھ کر خیر ہے۔

وام ہوں پاں تو بخت ہے جوانی کا سنگار
مول مل جاتے ہیں گلریگ چھکتے رخسار
”چھکنا“ رخساروں کی صفت ہیں۔ رخساروں میں زیادہ سے
زیادہ ایک سورہوم سی ”تو شہر“ تسلیم کی جا سکتی ہے۔ چھکتی تو
زیادیں ہیں اور وہ بھی طبعاً ہیں بلکہ سیرائل کی مدد سے۔

ملکی کی لیلائیں ————— سرخ جال تھیں ہیں
”سننا“ لازم ہے ستندی ہیں۔ حالانکہ یہاں متعددی کیفیتیں
تھیں۔ ”انتفتی“ ہیں ہوتا چاہیے تھا۔ اگر یہاں کسی کی بھی صوفیت سے
دل پذیر نہیں ہے تاہم مفہوم بن جاتا۔ بحالت موجودہ مفہوم یہی
خط پڑا۔

جنگل پسپورٹے جس قدر جاتی ہے
خادرہ الٰہ پر زرے کالانا ہے یا پھر ”پر پر زرے ہمہا“۔
پر پر زرے جانا آج کم اللقدری سے ہیں گزرنا۔ ظاہر ہے مادری
میں اشتھاق نہیں ہوتا کہ ”جنا“ سے ”جاتا“ کمال لیا جائے
(تاہم اس تحریک پر ہیں دلوں نہیں ہے)

میرے لیئی گھری کے دل کی دھرمکن ہوا
”میرے لیئی گھری“ تھیک ترقی پسندانہ اندان ہے۔ اس کی تفصیل
میں اگر یہ ترقی پسندانہ شرپڑہ دیا جائے۔

دل دھرنکنے سے اچانک جو ملک ساہرا
یہی یہاں کہیں کردا تو نہیں تیرا جیا۔
تو آپ کیا اقتراعن کریں گے؟

اگر نیز پر کھی گھری ”کھدیجا“ تا تو بات ایسی خندہ ریزند ہوئی
جو شپر ہے آج بھی تاریک باؤں کی یہاں

نئی تہذیب سے بہتر یہ تاریک جاتا ہے
ان دلوں مصروفوں میں اب سے کو ہرف ”جلے“ پڑھنا ہے۔

اسیں تو حد ہو گئی۔ حیرت ہے یہ مصرع لکھتے دلت تراپہ
صاحب کے ذائقی شری کو کیا پر گیا تھا۔ ”کھیروں کے فقیر“ کا وہ
بھی ملطاخانہ ہے۔ صحیح صرف فقیر کی درست حقیقی ”لکیر“ کی ہیں
لا خش عصمت سے لے پہنچ بڑے گدھو اس تو۔

سرہ بے بد کر ختاب دے جائے کہ جوش میں زاہد و ماحصلے
اس کی بھی پرداہیں کی کہ ”لگہ“ کی۔ معنی لکھ دید کے سا تھوڑے
بھی ہو گئی ہاں۔ صوفی تھوڑتست مسٹر اے ہے۔ شاعر کا غصہ شانگی
اور رکھ رکھا کو ہدما طور پر سمجھ زار ہے۔

یہ نظر لا غزوی میمار اے اخلاقی علام
یہ غلام از دش ہے مرگ غیرت کا بیام

پہلا صورہ اسی تھیں کا آئینہ دار ہے جس سے شر کی روایت پہلے
بالتی ہے۔ دوسرا صورہ میرٹا میں ”پیام“ بے علی ہے۔ غلام کا داد
روش مرگ طیرت کی ”علامت“ ہوتی ہے نہ کہ بیام۔
چھوڑنے والے حرام بیوی امبوس وغیرہ تمام

ہندہ جوں دہوادیو خیاشنکے غلام

یہ شاعری ہے جو الفاظ اگر کسی مسلمان قلمیں یا خدا کی کہتے
تھے ہی شریعت کوں تھیں لیکن یہ تو زاہد صاحب نے اس ہندہ
پڑھ سے کہوا سئے ہیں جو تاریخ حالت میں بھی ایسی شریعی زبان
ہیں لول سکتی۔ لیکن اسی وقت جب اس کے دیوار سے اس پر ہاتھ
ڈال دیا ہے اور وہ بیماری کا پکار کر رہی ہے۔ یہ سچ پکار تھرٹا
”مادری“ زبان کے اندانوں کی ہوتی چاہیئے تھی۔ یہ نظم ”اندھیر“
بھوئی طور پر کافی اچھی ہے اور ایک سماجی حقیقت کی سبق تصور
حکا کی کرتی ہے میکن جب مکالمہ فیض طری اور خود ساختہ اندھار
کا ہو تو نظم کی اثریت خاک میں ہجائی ہے۔

زبان و اصطلاح کی تعریش بھی بگت تاز میں جا سکا ملتی ہیں

خدا کو ترس آیا اہل زمیں پر
یہ رحمۃ العالیین“ کا صورہ ہے۔ شاعر نے کہا ہے کہ جب جبل
و حضالت حد سے بڑھ گئے تو اسٹر کو اہل زمیں پر ترس آیا اور
انہوں نے خور مصل الشریعی انشاعری وسلم کو سبوت فرمادیا۔ خدا
کی طرف ”ترس“ کی تشدید کرنا اس لفظ کے اصطلاحی مفہوم کی
غلط تطبیق ہے۔ راقم اخلاق کے خیال میں اس کی کوئی مشکل کسی

فلاں زراعتی خوش ہے، تسمیم بنتا اور فناں الگنا اگر تین پسند
شاعری سے شدت تاثر کا تینہ نہیں تو پھر کیا ہے؟ "کوئی نہیں
اور مجھی سخن پیدا کر دیا۔ لیکن وونا درست ہے تو تسمیم بونا ہی درست
پہنچا جائے ہے" تسمیم بول کر بونا "کوئی نہیں بونا۔"

کوئی نہیں سکتا جنہیں بیدار شور انفال اب
وہ نہ شاید ااظہر سکیں سکل پر میرے صورتی

مبالغہ کے حسن سے ہمیں لکھا رہیں یہیں شر جب ایک سلام پسند
شاعر کا ہولو "صور" کا محاصل عرض زیان و بیان کا ہیں رہ
جانا عقیدت سے کے سلسلہ پر بھی لطف رحمتی ہے۔ "صدائے صور اسلامی
عقائد کا ایک جز ہے جب سور پھیکے گا تو مردے والیں کے
اتھ کے ہے جس لذتوں کی جادی غفلت سے مالوس ہو کر" صورتی صورت
کی اثر اظہری میں شکر کرنا اخلاق اندماز فکر نہیں ہے۔

یہ کہا اندھیرے کھانا ہے کہ زبردستی ہے

لہاڑتے غرم ہور کیوں ہے ہم نہیں کہے

اس کے علاوہ کاشت کی نشرتی ہے تو "کیوں" قطعاً فالتو پڑکا
"کھاتے" کا لفظ بے محل ہے "اندھیر کھاتے" بھائے خود مجھ ہوئے
باوجود متین اشعار میں نہیں کھپتا اس سے سلسلہ سا جھلکتا ہے۔

ہی سے درسوں کی اور دیکھی فیر و نکھل جاتے

یہ جو کاہے کا پناہیں میں اچانک آزاد ہے ساقی

استغواروں کے جو میں اچانک "آزاد" کا صاف صریح لفظ
لذاق شری کو بد مردہ کر کے رکھ دیتا ہے بیان برا و راست
ملک وطن کا ذکرہ نہیں ہے کہ آزادی و خلافتی کا قصر چھپے
میکدے سے تیہہ دی گئی قیمتی تو اسی کے مناسب لفظ لایا جاتا
میکدے آزادی اسلام نہیں کہلاتے۔

یہ بدلی یہ غنک جھوٹے ہوا کے
گری سائز میں تو بروڈگا کے

اس پر شاعر نے لوث دیا ہے

"اب میں اس قسم کے اشعار کیتے ہے پرہیز کرتا ہوں"

اگر یہی بات حقیقی تو اس کے شمول ہی کی کیا صورت حقیقی۔ باخر
اپنے سارے ہمی اشعار تو نگہ نہیں اکھوں نے جو نہیں کر کیے
انٹھاب میں اسے بھی چھانٹ دیا ہوتا۔

ہم تسلیم کر شر میں حرفاً علت گر جانے کا بجا از ہے لیکن اس
جو از کا سہما را بعض مقامات پر غیر بیان کی دلیل بن جاتا
ہے اور سہما سے خیال میں بیان ایسا ہی ہوا ہے۔

کہنا کہ جاننا" بچوں کے سلسلہ بولا جاتا ہے، "دنار" جیسی
پر شکوہ صفت کی بیداری کسی اور لفظ کی تنقاضی نہیں۔

بچوں میں معصومی تکہت نہیں تو کچھ نہیں

"معصومی" حشو ہے۔ تکہت، معصوم و خصیہ معصوم نہیں ہوا
کرتی۔ اگر عصمت سے مراد پاکیزگی اور خوشبو لئے میں تسب
بھی کا سر نہیں چلتا کیونکہ تکہت تو خود خوشبو اور ہمک کو کہتے
ہیں۔ جو پاکیزہ ذر ہے تو تکہت غیر معصوم "نہیں بلکہ" بدبو"
اویں لفظ کہلاتی ہے۔

پھر بھی حقیقی اعتمادی بات ہے کہ بچوں میں خوشبو نہ ہو
تو کچھ بھی نہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ خوشبو کا بچوں میں ایک
مسئلہ فذر و قیمت رکھتا ہے بشرطیکہ رنگ دلکش ہو خوشبو
اس کی قدر دلیلت بیٹھاتی ہے لیکن مرد خوشبو ہی "بچوں"
کا سب کچھ نہیں۔

دل سے مان انتہ تعالیٰ کے سلسلہ لکھاں

یہ ایک بوری کام مرد ہے۔ کیا بوری میں یہی بھلکی چیز "تعالیٰ"
اور "احکام" کا بھرپور داشت کر سکتی ہے؟

ہو کے جو ان ہائل کی بھیکن کو کہتا ہے

یہ بھلکی اسی بوری کا معمول ہے۔ شاعر بچے کے بستر پر خود ہی
بیٹ کیا ہے درد ابھی تک ایسے کچھ نہیں۔ بیدا ہر ہے جو اسرار
کی بوریاں ہضم کر سکیں۔ خالیہ، بیجن ظہور میں آئی ہیں جو اتنی دندراء
بوریاں لگا سکیں!

ستم و دست مرے جن میں تو تعالیٰ ہے

"ستم ہائے دوست" کا جعل مدد، جل اور ستم اور غم جیسے الفاظ
معزد مالت میں تو داحدا، درجع و دلیل استعمال ہو جاتے ہیں
لیکن اضافت کی تسلیل میں واحداً درجع کا فرق ضروری ہوگا۔
زمیں سلسلت کی تائید نیا سے نرالی ہے
بیان بود تسمیم کو نو آگئی ہے فہلا اکثر

- 3 -

یہ جرأت و عزم مومنانہ کرو سنت فاسق پر یہ گل نہ بینت۔

نے یہ کو ”ناستی“ کہا تو خیر طیش ہے اس لئے اخراج ہے یہ
سرور ہے۔ لیکن بیوت دکر سے کو بنیاد و تھیں بنائے دا لئے شاہزاد
اگر حضرت حسین کی پیش فرمودہ ”تیسری ٹواہش“ پر خود نظر
ذال لیتے تو بہتر ہوتا۔ انھیں علم نہیں کہ بیعت کی تاکید میں کتنی
عدیشیں آئی ہیں اور اس صراحت کیسا تھا کہ آئی ہیں کہ علیہم
چاہے قاست و ظالم ہی کیوں نہ ہو۔

دلب پر گھرہ نہیں برد ایک ملکوں کے تحریک ائے

معلوم ہوتا ہے شامی "تاریخ کربلا" مرف افواہ اُسی
بے خود بال استیحاب میں پڑھی درد اپنی خود مفتر حسین بی
کے فرمودا ت عاف طور پر بتا دیتے کہ یہ مفتر مکس شدر
خلاف دا تھے۔

تھا یہیوں بھاگریں سیکھوں نہ اپنے پتوں کی مرث کاغذ
لیکن یہ حضرت مسیم کو ایسا سنگل اور اتفاق الظاهر تھیں
جسکے۔

وہ جسکی اک طرف لا ارادے نے طسم خانز بکو توڑ دا لاء
تبری شاعری ! میں کاشانی نے بھی لا ارادے کھیل کیا تھا زادہ
عاصم نے بھی ایک پنچھرے کا اتنا ترکو دیا، یہ پوری نظم اپنے
گیر کے انتہار سے قابل تحسین ہے میکن من حیث الجوش لظر

ظلم کی دھوپ سے آئیں پھل جبائے ہیں
جھوٹ کی آنکھ میں دستور بدلتے ہیں
”دھوپ“ کسی غیر معمولی حدت کا لکھ رہیں وہی اس لئے آئیں
جیسی شوہر خیز کا پھلنا بھر لیو راستوارہ نہیں ہے۔ دھوپ
کی جگہ ”آنکھ“ موز دہنہ تک مگر ”آنکھ“ سے ”نہیں تو آگ ہیں“
دوسرے بھر دیں ”آنکھ“ کا استوارہ ناتھ رہا۔ بدلتے
کوئی آنکھ سکھانا سخت ہے۔

راہبو صاحب کے بیان اسلام کی نشانہ توانیہ اور غلیر اتنا فنا کے لئے اسید و خوش مگانی کا استعمال ہے۔ یہ کہ اُس نے اُنہا اور چینیوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔ یاس سے دور رہنا اور اسی سے

خیریہ تو خفیہ بات تھی، کہنا یہ ہے کہ ذمکار نے کانفرا نہیں
موزوں استعمال نہیں کیا۔ ”ڈمکانا“ قدموں کا فعل ہے جس
طرح کہ دھرم کنادل کا اور خیرہ بوجا نانگاہ کا فعل ہے۔ تری پینڈ
ہی کیلئے چھوڑ دینا چاہیے کہ شریق نادر بیانی میں جس فعل و صفت کو
جس اسم سے چاہیے کہ رہی۔ تو بر کا ذمکار ساغر کے اندر گذا
ہاں لکھ ایسا تصریر دیتا ہے میں تو کوئی بھی سی پرچمی جس کے
پیسہ ذمکرتے تو وہ جوں میں گر پڑتی۔ اگر یہ چارے تصور کی خانی
ہے تو نماہر صاحب میں معاف فرمائیں۔

مکالمہ تو عزم کی ملائکر شخص

میں جائے گا مٹی میں اندھر کا غبارہ

"اندھرے کا غہار" مخفی قافیہ بندی ہے۔ اندازیہ کا خود رور کہہ سکتے تھے یا اور کچھ کہتے۔ غہار ہی کہتا تھا تو پھر "عینت" کی بات کرنی چاہئے تھی۔ غہار عینت اسیے مٹی میں نہیں لاتا۔ مٹی میں لاتا تو کسی کا فائدہ نہیں کرے بہادر پڑھنے کو کہتے ہیں۔ "عینت" مٹی میں مل جی۔ سب بولتے ہیں میکن یہ کوئی نہیں بولتا کہ "شیع جلتے ہی اندر صراحتی میں حل گلا؟"

"شہپیر کر بلا" کے غنوں سے بھی ایک لفڑی ہے۔ ہمیں اسپر
اخراج نہیں کو کہا لاسکے جزئیے اور اس کے گرد اور وہ کوشش
نے اسی ملکی جندی سے زادیِ لطف سے دیکھا ہے جس نے کبھی طلبی
دیکھی ہے لفڑی مرثیہ کھلواسہ اور کبھی خود جو مسین الدین اعیانی
کی طرف "حقاً كہ بنائے لا الہ است مسین" جسمی دو راز کار ریاستی
منسوب کرائیں میکن افتراض اس پر ہے کہ انہوں نے ایک
اعوری شاعر ہونے کے باوجود دامن احتمال کو مضبوط نہیں
پکڑا ہے۔

علیٰ کے مکھ کا چڑا باغ روشن زمانے میں جویں بڑھنی ہے
بہ پڑا میں گرد و گولے سے زیادہ کیا ہے وہ شیعوت کی تمام
آئینہ یا نوچی اس ایک مصیرے میں تمام دکمال ہست آتی ہے۔
شاد و حاسم، نئے تو رہا ماطلر، دادا ہائیشنے شور و شرک

سیزت ہے کہ کس دنیا کی بائیں ہیں۔ دشنا نبیر بد نو آج تک
بزور سے ہیں کہ حضرت جیں خدا کو شہید کر سکے نہ چیزوں نے باطل
ہی باطل کو اس مذہب کفر و رغد۔ سے لا کہ حشرت ک ملائی مکن

دینی و ملی لفڑی کی نشر و اشاعت کے معااملات میں کمپنا
المحاسن ہندو پاک میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اور
بڑی خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر اس کی شانع کردہ کتابیں صوری
و معنوی فاسن کے خاتمے لائق مدحیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ
جنماستے خیر شے۔

پیش لفڑ کتاب اپنے خلاصہ تبصرے کے لئے توکی ایسے
ہی تبصرہ لگا کی خاتمہ ہے جو سائنس میں اچھی لفڑ رکھتا ہے۔
ہم میں نا بلدا سپر کیا تبصرہ کریں گے تاہم جو مرکزی خیال اس
کتاب کی تصنیف میں کام کر رہا ہے اس سے بعضاً فائی ہمیں
بھی مٹ ہے اس لئے اطمینان ہے کہ تبصرہ کھدا انہیں ہو گا۔
سائنسی نکات و نظریات سے تاوافت ہونے کے باوجود
ہمیں اذکار کا مل رہا ہے کہ سائنس کی روزافروں مقیومی
ذکری ملکی مربوبیت اور پیشی دراصل تجوہ ہے ہم اہل ذہب
کی کوئی افکری کمکملی اور بالطل کی چک دمک سے خیر گی کا درد
حقیقت یہ ہیں ہے کہ واقعیہ سائنس نے ذہب کی ملکی ذکری
بیان دیا ہے کہ رکھدی ہوں اور اس طرح کے اکھنڈ فائدے
دنیا کو پہرہ دی کیا ہر جن کے آگے ذہب کا پڑا گل سکتا ہو
ذہب — نظری اور حاصلہ ذہب — اہل ہے۔ سائنس متنا
آگے بڑھے گی ذہب کی صرافت اگلی ہی مرگو ہوتی جائیگی
سائنس اور ذہب میں کوئی تفاوت ہیں — تھاد کا سوال ہی
پیدا ہیں پہنچا کیونکہ سائنسی نظریات مظاہر فطرت ہی کے
ظهور و قوع کا عکس اور ترجمان ہیں۔ وہ مظاہر فطرت
سے جو گل ہیں کرتے بلکہ ان کا تسلیح اور ضروری کرتے ہیں، پھر کوئی جو
مکن ہے کہ انہر اور مظاہر فطرت کے خالق ہی لئے جس ذہب
کی تخلیق و تعمیل کی ہو وہ سائنس کے مخقول عضو سلطان ہو کر
روجایا۔ اکرم الدین صاحب کی پیش لفڑ کتاب اسی حقیقت
کو مشدود دبھٹ کے ساتھ داغ کرتی ہے۔ انہوں نے مارکنک
انداز میں ثابت کیا ہے کہ ذہبیت، مادہ پرستی اور راہداریت
منکریں کی اپنی دماغی کی اور ذہبی ساداہ روہی کا نیچہ ہے ورنہ
سائنس کے اصولوں سے کسی درجہ میں تمیزی زاویہ پر کیا ہے۔

ولوگانا بہت اچھی بات ہے میکن اس کے بھی کچھ محدود ہیں لیکن
حقیقی سہاروں کے غیر ممکن پر امیدی اور خوشگانی کا
ڈسکنگی چوڑ اعلان خدا کا استھنا کرو گوت دیتے ہے معلوم
ہیں کہ مظاہر اس باب پر موصوف کو اس قدر خوشگان
ہنادیا ہے۔

کوئی بیوی تکلف پر خندہ زن ہیں جو پڑتے
زندگی کے راز دانوں میں ہے اب مددور بھی
اگر امریکہ والگستان پیش نظر ہیں تو بھر میں ہیں آسائیں کن
مزدور دل کا ذکر ہے اور کہاں ہیں وہ جو پڑتے ہیں کوئی
کی تکلف پر خندہ زنی کا شورا گیا ہے شاعر نے ہیں سوچا کہ
عصر ماہر کے مددور کو زندگی کا راز داں کہہ کر اس نے
زندگی "کو کتنا تغیر بنا دیا ہے۔ امریکہ والگستان ہی کے
مزدوروں کو سے پچھے۔ اگر تیس چالیس روپے پر یہ میر کا کر
عیش کرنا ہی "زندگی کی راز دافی" ہے تو "اسلام پسندی"
میں آگ نگادی چاہیئے۔

تبصرہ حکمت ہو گیا۔ کم لوگ ہیں جو اس سے رحمی کو تغیر کی لعنة
نظر سے مزدود ہی خیال کریں گے۔ مگر تبصرہ لگا را پسے فرض سے
بیہدہ ہے۔ حاصل تبصرہ یہ ہے کہ "تک فناز" کو کسی صاحب
نظر کی چشم احتساب سے گزر کر شائع ہونا چاہیے تھا زادہ
صاحب ہی خود تبلیدی کی زحمت فرماتے تو زبان و بیان کی
فامیان دور ہو جاتیں، رہا دہ راست بیانی اور اشتغال
پیوری کا سوب جوان کی تمام شاعری پر چلایا ہو اسے آئندہ
اس میں ترمیم ہوئی چاہیے۔ شاعری کا تردد حکمی طور
میں ہیں رکھ رکھا دا در شائستہ کلائی میں ہے۔ اسلام پسند
شاعری کو کبھی تبلیغ نام اور نئی دعوت حاصل نہ ہو سکی گی اگر
اسلام پسند شاعروں نے شریعت اور نکر میں خوشگوار قوانین
و تناصہ شپید اکیا۔

سائنس و رضا باطھ حیات ● ارجمند اکرم الدین
اسلام پسند کا لج آباد شائع کر دہ۔ مکتبہ المذاہد رامپور یونی
میونیٹس منکرا بیان نہیں ہوتی بلکہ ذہا صبول تو پکار پکار کے کھو رکھیں۔

طی اصطلاحوں سے داسطہ ہو تو عبارتوں کا بوجھل ہو جانا
ناگزیر ہے لیکن اس کے بھی کچھ درج ہے ہیں کو شفیل کیوں نہ
تومدار جگہ کا فرق ہر مال کیا جا سکتا ہے
ہم کچھ عبارتوں کی لشائی پر کرتے ہیں جن کی لڑک پاک
انگل ایڈیشن میں درست کر لئی چاہیئے۔

ٹاپر — ” واضح رہے کہ نظر اور تقدیر ہر ہفت
اونہادہ پرستی کی سلسلہ بنیادی ہے۔“
وکی ”کے حوض“ کا ہونا چاہیئے۔

ٹا — ” انسان کا طرزِ عمل اس کے پرورے شعبہ
زندگی میں انفرادی ہریلا رفاقتی“
”بچے“ کا لفظ یہاں ٹھیک طور پر استعمال نہیں ہوا۔
”شعر ہائے زندگی“ ہونا چاہیئے
۱۵ — ” ہم مرکٹاڈیکھ رہے ہیں“
”مریخ“ غالباً کتابت کی غلطی ہے۔

ٹٹ ” جس نے ان تمام حیز وں کو ان کی خاصیتوں کیسا تھہ
ایک ضایع طبق قانون کے تحت پیدا کی۔“

” یہاں بھی کتابت ہی کا ستم ہے ” پیدائیا درستہ ہو گا
ھٹ — ” اور وہ ایک عارضی طور پر سوسائٹی کے میاہ
و صدیک کے مالک بن چکے ہیں“

” ایک زائد ہے

ٹٹ ” اس نے معاشی سیاسی مسائل کے کوئی تینجو
غیر حل ایسا کہ نہیں کئے جا سکے“
”کوئی“ بے محل ہے۔

ٹٹ ” روز اور امیر کی راکٹری میں بیعت لے جائی
غرضِ فضائلی معلومات میں اضافہ کرنا تو ایک صرفی
غرض معلوم پڑتی ہے اصلی غرض اپنی اپنی سیاست
اور نظام پرستے زندگی کی فویت اور رہائی کا
سکر جانے کی معلوم پڑتی ہے“

” معلوم پڑتی ہے ”نہایت گھٹیا زیان ہے۔ اس انداز کے
جلیلِ صرف ان چیزوں سے متوقع ہو سکتے ہیں جو عالم فاضل
روجائے کے باوجود اپنے غصوصِ مسانی رنگ و بوئے بالکلیے

کہ میں مذہب کے خلاف طور پر دیکھنے سے کے استعمال
کرنا ذمہاگی سب سے بڑی حافت ہے۔ ہم مذہب کے دشمن
پس بکار کے مقصود دھوکہ ہیں۔ کوئی بھی طور پر استعمال
کر تو مذہب کے اختقادات و اذمادات میں استحکام ہی پیدا
ہوتا چلا جائے گا۔

معنف کی مکملکہ بڑی دلپیٹ ہے خشک مرہوڑ کو
انہوں نے ایسے دلپیٹ و دلپیٹ کے ساتھ پیش کیا۔ ہے کہ
طیعت ذرا ہمیں اطمینان لے کر ہر سطر انہی سطر پڑھنے کی پر شوق
دہالت دیتی ہے۔ انہوں نے سائنس کی مخصوص معلومات
ہیا کی ہیں لیکن اسی دلپیٹ ترتیب کے ساتھ کہ ذہن اپنا
محل کرتا ہے۔ انہوں نے ہر منداز تک درج کے ساتھ قاری
کو اس منزلہ مطلوب تک پہنچا اسے جہاں بھکر کر تسلیم کئے بغیر
پارہ نہیں رہتا کہ انسانوں کی مکمل ملاح و فلاح کے لئے ہر ہی
نظامِ زندگی بنانے کا استحقاق اور قدرت و الیت سولنے
اس ذاتیہ ہتھا کے کسی بکھر جسے ہر ہر شے کی حقیقت
معلوم ہے۔ یہ کتاب وضاحت کے ساتھ بتابی ہے کہ حقیقی
 فلاج پر مشتمل نظامِ زندگی ترددیں دینے کے لئے جن ہوں
و بنیادی معلومات کی ضرورت بے ان کا عشر عشیر بھی سائنس
ابنک خپاکی اور دھوڑ معرفت ہے کہ پورست کندہ
حقائق کی دریافت میں ابھی وہ ان کھرا بھیوں تک نہیں پہنچ سکی
سہی جہاں سے علمیات کی گردہ کشاں کا آغاز ہوتا ہے۔
اپنے قریبی مقصود کے لحاظ سے یہ کتاب بڑی کامیاب
ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ فاضل معنف اسی پر لبس دکھیں
بلکہ سائنس اور مذہبی افکار واقع راستے کے تقابل مطالعہ کا
سلسلہ اور آگے بڑھائیں۔ مغربی تہذیب کے غلبے اور
مادہ پرستاد طرزِ فکر کی مقبولیت نے سائنسی ترقیات
کو مذہب کے حق میں جو خواہ بخواہ ہوا بنا دیا ہے اس کا
استیصال جتنا بھی کیا جائے لائق تعریف ہے۔ اس انداز کی
لائے آئیں چاہیں۔

مشن ذرا ہمیں لعین شکنگی اور
کہ ہم جانتے ہیں کہ جب فتنہ و

ح۱۳۔ "لیعنی اقامت الصلوٰۃ کے معنی اقامت و میں کے بھی یہ بات مصنفوں نے جس سباق میں کوئی ہے تھیک ہی ہو لیکن تھیک ہی بات منکر بنی صدیق آج بالکل اور رغبے اور ہی مخدود کے تحت کہہ رہے ہیں اس لئے اختیاط فخری ہے۔" "اقامت الصلوٰۃ" کے مطلوب نتائج و ثمرات کوہی ہوں لیکن انھیں اقامت الصلوٰۃ کے معنی نہیں کیا جا سکتا اسکے واحد معنی تو اسی حکایت کو قائم کرنے کے پس جس کی ظاہری خصل دینیت سے عالم دجاہل، عقولی و تجربی سب واقع ہیں، یہ بات کہ تھم طور پر حکایت پڑھنا اور اس کے ہر ہر جزو کو عمل کی را ہوں جس مشعل بنانا اقامت و میں کے مرادف ہے کسی اور انداز میں کوئی چاہیے۔

ح۱۴۔ "اور حسن و صفائی خاص برپہ کتابیں نازل کی گئیں ہیں ان کا کروار قلمی بے داع و درادی سفوت سے سستنی دھکایا گیا ہے جسے قرآن کی اصطلاح میں معصوم کہتے ہیں:

اجیاء کے لئے نہ کوڑہ معنوں میں "معصوم" کی اصطلاح قرآن کے کس مقام سے لی گئی ہے یہ بھی ہیں نہیں آپ قادر مصنفوں سوچیں تو یہ دھیملہ کرتا زیادہ مشکل نہیں ہے کہ "صحت" اور ہی شے ہے اسکا دار اور دار اور مادی امراض سے استغفار نہیں ہے سستنی اور بے داع کردار کے لوگ ٹیکرائیاں میں بھی گذر سے ہیں مگر وہ معصوم نہیں تھے "صحت" کا تعلق دراصل اُس خصوصی تکمیلی و تکراری سے ہے جسے اللہ نے انبیاء، اکیسا تھوڑے مخصوص رکھا ہے۔ اسی لئے خود قرآن سے پتا چلتا ہے کہ بڑے بڑے ملیل الفدر انہیاں کوئی اپنے بے داع کردار اور زہد و استغفار کے باوجود کوئی کچھ از لفڑی کر گذر سے جس پر انشتمہ گرفت کی اور کوئی مزا دی کوئی محاذ کردا یا معصوم وہ ان معنوں میں ہیں کہ ان کی کسی بھی نظر کو اشتمہ نہیں پہنچوڑ دیا ہے بلکہ سبیل اور نشاندہی کی ہے اور اسی لئے ان کی سشتی کتابات اغلاظ و اسقام کے شے سے ملا۔

ح۱۵۔ "جنت کی زندگی کی..."

و مستبر و مذہبیں ہوتے۔ ویسے یہ پوری ایسا بارت کی گیا ہے لئے ہو سکے ہے۔ نیز ایک اس نوع کی غیر جدیاتی اور مظہوس علمی کتاب میں اس اندراز کا روایا کہ تاہمروں میں بات ہے۔

ح۱۶۔ "اگر انسان کا حس ختم ہو جائے"

"کا" کو ہم کتابت کی طبقی تواریخیتے لیکن آگے ہمیں حسن ذکر ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں۔

ح۱۷۔ "اے نظارہ ہوں ای بنیاد چند کیمیا وی اشیاء اور ان کے آپس کے عمل و رد عمل کے نتیجے کے طور پر چند کیمیا وی رد و بدل پر قائم ہے۔"

"چند" کا عمل نہ تھا۔ "چند کیمیا فی تپر میلوں" کہہ سکتے تھے پھر "چند خلاف ہی کرد یا جاتا۔

ح۱۸۔ "اس طریع پر بری دنیا مختلف خدائی میں نقسم پوچکی ہے؟

"خدا نہیں" درست ہو گا۔

ح۱۹۔ "اسکلے پر بیزگاروں کو دوسرے لفظوں میں اصول پرست بھی کہہ سکتے ہیں جسکا شدید عین نفس پرست ہو گا۔"

"عین" کا بیان کیا جو اقاعدہ۔ پھر "نفس پرست" کی تذکیرہ کے لفاظ سے "نہ" کو نہ کر لانا بھی لائق غور ہے۔

اسی صفت پر۔ "اسانی نظرت میں پر بیزگاری اور پر بیزگاری دلوں" :

یہ "بپر بیزگاری" آج ہی دیکھا۔

ح۲۰۔ "انسان نظر انہی نظار طبوں اور قواعد کی پاہنڈی دل سے کرتا ہے جس کے مصنفوں کے ساتھ اس کا تلقن عبور میتھا ہو۔"

ذماحت اس میں ٹھی کر "ضان طبوں اور قواعدوں" کہا جاتا یا پھر "ضوان طبوں اور قواعد"۔ لفظ "مصنفوں" بھی سیاسی پسخت نہیں۔ "جس" کا بات کی طبعی ہے۔ "جن" ہو گا۔

ح۲۱۔ "بوجہہ زبان سے ادا کیا جائے اور اس کا اثر دل پر اتار جائے

"اثر انہار نما" معروف بات نہیں

معلوم سے پڑے۔
”آن“ کی جگہ ”اُس“ ہونا چاہئے۔ نیز ”نہ“ بھی کم بلکہ
”لہرند“ ابلغ ہوتا۔

ربان و بیان کی ان جزوی لغزشوں سے کسی کو یہ غلط
ہمیز ہونی چاہئے کہ کتاب مکاپی گردی، اسجھ ہے کہ کتاب
اپنے موضع پر لا جواب ہے اور اس لائق ہے کہ ریادہ
سے زیادہ لوگ اسے پڑھیں، سائنس اور مہندسی و نویں
کے بارے میں اس سے فکر والوں کے ہاتھ میں قائم رخ
کی رہنمائی ملتی ہے۔ ہم فاضل مصنفوں سے حیدر ابی ہی
مفید و دلیع تفہیفات کی امید رکھیں گے۔

مفت لمحہ

دل کے بڑے بڑے بخیر کارڈیاں ٹکیوں کا ایکٹر لود
ہے۔ اگر آپ بیمار ہیں تو اپنا پول راحال کمہ کروں سب ٹکیوں
و شوے سے خود کریں ہوا شمعت کی وجہ خطرہ شدید ہے
مہنہ کا پتہ۔ سکر پیری سینٹر طبقی بورڈ
نور غنی۔ دلی علا (انڈیا)

مکتبہ تحملی
دیوبند

فتوہ دیوبند کا جائزہ — سواروپیہ
رحمانی بصرہ کا جائزہ — چھائی
شفی حقیقت کا جائزہ — سواروپیہ
ان ہنوزوں تی بھائی اور رعائی قیمت دھائی روپے (یو۔ پی)

جماعت اسلامی کیخلاف لکھی گئی تین کتابوں کے مدلل جوابات

ایلوسول کیلئے بشارت

اگر آپ مذکور علاج و معالجہ کے بعد بہت ہار کر
ایلوسی انشا کی زندگی پر کر رہے ہیں۔ ورنکے
نقاضہ با غیر تھا طرزندگی کے باعث یہ کہ طاقتیں مست
اوہ زندگی کا نو گئی ہیں۔ تو پھر ایک بادشاہ کے بھروسہ پر
بہت کر کے اصل طرف رنجوں سے بچئے۔ یہاں فرشتے کے عدو
امراض کا علاج خاص طور سے ہوتا ہے، موقع اور کم فہرست ہو
کر (خطوط رازیں رکھ جائیں)

حکیم ابوسعید عبد اللہ

اسلام امگر، ڈائیجی نہ، بھتکی خلیج در بھگار (بھگا)

طاہری کے لئے مقوی عواظیں

محقتوی اُنم رصد فرما غورا عہداب کی آقویت
کیلئے محترم کے یا لکھ عالم جماںی کمزوری کو فر کریے، قوتی
باہ کو پڑھائے، اور جوڑوں کے دروازہ ازالہ کیلئے
ایک محیاری ٹانک شاہراہ ہوا ہے۔ چند ہی خوازیں
اپنا نمایاں، شروع مکھانی ہیں۔

دس توں کی قیمت سات روپے۔ علاوہ
محصولاں۔ (ایک خواراں چھو ماشہ ہے)
طفیل بھتہ کا پتہ۔ قومی دو اخوات دیوبند

چراغ راہ کا

اسلامی قانون نمبر

مکتبہ مقالات اقتصادیہ

اور تاریخی مباحثت کا
دھن بحث جو کپ اپنا جو رہے ہے

میں اسکی رفت و فادت کا بیان مکون ہی نہیں۔ چند لمحہ دلوں
کے نام ذیل میں دستیح جلتے ہیں جن سے آپ سچداں دھن ماسکیں
جس صرف پہنچ دیا جائے ہے۔

وہ مہماں بھی استے اپنے فکر پاروں سے آ راستہ کیا ہے۔ بعض

سلف کے بھی بہترین جواہر یا سے شامل کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر صبحی حفصان

الاستاذ محمد ابو زہرہ

مولانا حبیب اللہ ندوی

ابن خلدون

مفتی عجم الاحسان

شاد ولی اللہ

ڈاکٹر جامیع دامت برکاتہم

مولانا ابو علی مودودی

مولانا ابو الحسن علی ندوی

سر الفرد طینگ

مولانا عبد الماجد ریاضی

ڈیڑھ روی۔ سانتی لان

چہہ فیرسی۔ یہ نالینو

نقش اور جایاں بھی مسلسل ہیں۔ ڈاکٹر اقبال کی تحریر کا عکس بھی ہے۔

تجھی سائز کے وہ صفات پر مشتمل ہیں کہ تم جلدیں کامیاب رہنے کا سفر کر سکیں۔

الزراہ کے لئے کامیابی کا سفر ہے اسی لئے اسے ایمان سے فراہم کر سکیں۔

یہ مکالمہ کی ہے۔ مکالمہ کی بحث صرف آنحضرت پروردہ جو طلب

فرانے والے تو اس خرچ ملکر دشمن دیجے ارسال فرمائیں۔

تجھی کا خاص نمبر

جماعتِ اسلامی کے مختلف انتظامیہ کمیٹیں۔ مولانا حسین احمد عدل

کے بعض خدموں اس پر سیر چالیں تھے۔ تذوق نیاز، عرس،

ناتھ، اور سلیعہ موافق وغیرہ کا بہسوسانہ جائزہ۔

تاریخیں کو اس شہرہ آنماق نمبر میں شروع سے آخر

تک دیکھ و مفید مباحثت ملیں گے۔

تذوق نیاز پروردہ پر

چراغ راہ کا سالانہ نمبر

”چراغ راہ“ اپنے نمبروں کیلئے اتنی شہرت
حمل کرچکا ہے کہ اب اس کے کسی بزرے شخصی
تعارف کی اختیار ہے نہیں۔ تشویظ کے بہترین
جو اہم پارے سچ کرنا اس کا اظر ایسا ایسا ہے۔
ہم سالانہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس
سال ایک دو ہجہ مہاں میرے غیر مطبوخ خطبہ بھی
 شامل ہیں۔

مکتبہ تجھی باد جو دشواروں کے چراغ راہ
کے بہران کی افادت ہے، یہی کی وجہ سے جیسا کہ ہے
شاہین حمل کرنے میں جلت فروائیں۔
قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

تجھی کی اختلاف نمبر

اس نمبر نے جتنی قبولیت حاصل کی دہ لاٹی صدر ہزار شکر ہے۔
پرانے قاریمیں تو اسے ملا حلظہ را پڑھ کر ہیں، یہیں نے حضرت
حروم مطالعہ ہیں۔ انھیں بھی فرصت ہیں حاصل کر لینا چاہئے۔
یہ اپنے جزوی صافی خصوصاً مدیر تحریر کے مسوط مضمون عثمان
کی اہمیت و افادت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ صرف
ٹھہارا جائے بلکہ محفوظ رکھا جائے۔

قیمت ایک روپیہ

مکتبہ تجھی دیوبند (ری۔ پی)

تعلیمات ہو انا بعد اللہ استدھم۔ سوار ویدہ سلطانیہ مہر کی علم بروری۔ ایک روپیہ آٹھ تینے

دُرَرِ نَجَفٍ مشہورہ معروف سرہ

جو تقریباً سو لے سال اپنی عمدہ انجام دے رہا
ایک قلم پاک نہ دے آدھا تولہ تین پے

ڈیڑھ روپیہ

مضبوط ششی
دھات کے پاندار
خوش میں

لئے کسی مرض نہ کر
بھی بیشہ سے استعمال کرتے رہتے
کیونکہ یہ آخری عمر تک ہو قائم رکھتا
مرض کے حملوں سے بچاتا ہے

اکتوبری نسخے
تیار کیا ہوا جس میں
سچے موٹی اور دیگر
مفرد اجزاء
شامل ہیں

DURR E NAJAF

● دھند جالاز تو نہ پڑ بال سرخی، اور آنکھیں دکھنے میں مفید ہے۔

● آنکھوں کے آگے تاسے اڑتے ہوں، یا ہنائی کمزور ہوتی چاری ہو، یا آنکھیں تھکا دھوکھ محسوس کرتی ہوں تو اسے استعمال فرمائے۔

● صدری ہدایات ساتھی بھی جاتی ہیں۔

جن حضراتؒ نے مجرمؒ کے بعد تعریغی تحریریں میر حمرتؒ فرمائیں ان میں سے چندؒ کے آسمان گرامی

حضرت مولانا شیخ احمد صاحب مدفون - حضرت مولانا شیخ احمد صاحب غوثانی - مولانا قاری محمد طیب صاحب تتمہ دار العلوم دیوبند - مولانا استیاق احمد صاحب اسٹاؤ دار العلوم دیوبند - حضرت مولانا مطلوب ارجمن صاحب غوثانی مولانا مفتی علیق الرحمن صاحب (نہودۃ الصنفین میں) - داکٹر نظریار خاں صنایق ملٹری سرجن - حکیم کنیتی لاال صاحب دیہ سہارنپور - داکٹر انعام الحق صاحب ایں ایم ایم ایس ہمیو پیجینک - ساہبو جو الارسن صاحب رہیں اعظم مراد آباد جناب سیاں بی ایم ایس اسلامی میانی دیوبند

ہندستان کا پتہ دار القیض رحشمانی - دیوبند - صنیلع سہارنپور - (یو - پی)، انڈیا

پاکستان کا پتہ عثمان غنی - کراچی مریٹ ۲۲۸ میان بازار پیر الہی بخش کالونی - کراچی پاکستان